اضافہ شدہ جدید ایڈیشن

مُسلِم خواتین کے لئے انمول تحفہ

اس کتاب میں خواتین کے مخصوص مسائل کو نہایت
آسان وعام فہم انداز میں پیش کیا گیا ہے

پسند فرمودہ

حضرت ڈاکٹر مفتی نظام الدین شامزی شہید رحمہ اللہ
اُستاذ الحدیث جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

◆

حضرت مولانا مفتی محمود اشرف عثمانی صاحب
اُستاذ الحدیث ونائب مفتی جامعہ دار العلوم کراچی

◆

حضرت مولانا نور البشر صاحب
اُستاذ الحدیث جامعہ فاروقیہ کراچی

مُرتب

مولانا محمد عثمان نوی والا
اُستاذ مدرسہ بیت العلم کراچی

بیت العلم ٹرسٹ کراچی

مُسلم خواتین کے لئے اَنمول تحفہ

اضافہ اور ترمیم شدہ جدید ایڈیشن

اس کتاب میں حیض، نفاس اور استحاضہ کے مشکل مسائل کو نہایت آسان و عام فہم انداز میں پیش کیا گیا ہے، مبتداہ و معتادہ کے مسائل کو قواعد کے ذریعے سمجھایا گیا ہے، متحیرہ و ضالہ کے دقیق مسائل کو مثالوں اور نقشوں سے مزین کیا گیا ہے اور ضروری وضاحت کی گئی ہے، نیز معذور کے احکام کا تفصیلی جائزہ بھی لیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں اس جدید ایڈیشن میں اضافات و ترمیمات کے علاوہ حوالہ جات نقل کرنے کا بھی اہتمام کیا گیا ہے۔

مُرتّب

مولانا محمد عثمان انوری والا
اُستاذ مدرسہ بیت العلم کراچی

پسند فرمودہ

حضرت مفتی محمود اشرف عثمانی
اُستاذ الحدیث جامعہ دارالعلوم کراچی

ڈاکٹر مفتی نظام الدین شامزی
شیخ الحدیث جامعۃ العلوم الاسلامیہ کراچی

11030409

اسٹاکسٹ

مکتبہ بیت العلم

مکتبہ بیت العلم نزد جامع مسجد نیوٹاؤن کراچی

فون:021-4916690,2018342 موبائل:0300-8213802

فیکس:+92-21-4914569 ای میل:Sales@mbi.com.pk

کتاب کا نام:..................ھدیہ خواتین (مکمل دو حصے)

تاریخ اشاعت (سوم):......ربیع الثانی ۱۴۳۰ھ بمطابق اپریل ۲۰۰۹ء

ناشر:..................بیت العلم ٹرسٹ

ST-9E بلاک ۸، گلشن اقبال، کراچی

فون نمبر:+92-21-4976073 فیکس:+92-21-4972636

ویب سائٹ:www.mbi.com.pk

ملنے کے دیگر پتے

☆ مرکز القرآن / بیت القرآن، اردو بازار کراچی۔ فون:021-2630744

☆ مکتبہ فہم الدین، نزد مسجد بیت السلام ڈیفنس کراچی۔ فون:021-5392171

☆ مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار لاہور۔ فون:042-7224228

☆ ادارہ اسلامیات، اردو بازار، لاہور۔ فون:042-7243991

☆ مکتبہ امدادیہ، ٹی۔ بی روڈ، ملتان۔ فون:061-4544965

☆ کتب خانہ رشیدیہ، راجہ بازار، مدینہ کلاتھ مارکیٹ، راولپنڈی۔ فون:051-5771798

☆ اسلامیہ کتب خانہ، گاڑی اڈہ، ایبٹ آباد۔ فون:0992-340112

☆ مکتبہ رشیدیہ، سرکی روڈ، کوئٹہ۔ فون:081-662263

☆ کتاب مرکز، فیریئر روڈ، سکھر۔ فون:071-5625850

☆ حافظ اینڈ کو، لیاقت مارکیٹ، نواب شاہ۔ فون:0244-360623

☆ بیت القرآن، نزد ڈاکٹر ہارون والی گلی، چھوٹی گھٹی، حیدر آباد فون:022-3640875

☆ حافظ کتب خانہ، مردان۔

☆ مکتبہ المعارف، محلہ جنگی، پشاور

فہرست مضامین

ہدیہ خواتین حصہ اول

عنوانات	صفحہ

فہرست مضامین

ہدیۂ خواتین حصۂ دوم

عنوانات ... صفحہ

ڈاکٹر مفتی نظام الدین شامزی

استاذ الحدیث بجامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن
کراچی نمبر ۵
فون: ۴۹۱۸۲۳۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رسالہ "ہدیۂ خواتین" مولانا محمد عثمان صاحب کا مرتب کردہ رسالہ ہے جس میں حیض نفاس اور استحاضہ کے ان مسائل کو تفصیل اور تسہیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے جو اکثر عورتوں کو پیش آتے ہیں، لیکن اکثر مسلمان خواتین ان مسائل سے غافل ہیں، بندہ نے پورا رسالہ تو نہیں دیکھا البتہ بعض مسائل پڑھے، ماشاء اللہ صحیح ہے۔

اللہ تعالیٰ اس رسالہ کے ذریعے مسلمان خواتین میں دین کے احکام پر عمل کرنے کا جذبہ پیدا فرمائے اور رسالہ کو مقبولیت عطا فرمائے اور مرتب کے علم و عمل اور صحت میں برکتیں عطا فرمائے اور مزید خدمات دینیہ کی توفیق عطا فرمائے۔

(آمین)

۲۱/۱/۱۴۲۰ھ

تقریظ

حضرت مفتی محمود اشرف عثمانی

اُستاذ الحدیث جامعہ دار العلوم کراچی

خواتین کو اپنی زندگی میں حیض، نفاس، استحاضہ سے متعلق پاکی ناپاکی کے مسائل کا بکثرت سامنا کرنا پڑتا ہے۔ نماز، روزہ، تلاوت، سجدۂ تلاوت، اعتکاف، حج، عمرہ، عدت، طلاق وغیرہ کے اہم اور ضروری مسائل، پاکی ناپاکی کی ان حالتوں سے متعلق ہیں، بسا اوقات مسلم خواتین ان مسائل کو اپنی طبعی حیا اور دینی غفلت کے باعث معلوم نہیں کرپاتیں اور سخت الجھنوں کا شکار رہتی ہیں، بلکہ ان مسائل کی متعدد صورتیں اپنی پیچیدگی کی بناء پر علماء کیلئے بھی الجھن کا باعث بنتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے مولانا محمد عثمان صاحب (فاضل جامعہ دار العلوم کراچی) کو کہ انہوں نے علامہ شامیؒ کے رسالہ "منهل الواردين" اور فقہی مآخذ کو سامنے رکھتے ہوئے اردو زبان میں یہ اہم رسالہ مرتب فرمایا جس میں اس طرح کے مسائل کو بہت آسان زبان میں متعدد مثالوں کے ذریعہ سمجھانے کی کوشش کی گئی ہے۔ فاضل مرتب نے آسانی کے پیش نظر کتاب میں سات نقشے (چارٹ) بھی شامل کئے ہیں تاکہ خواتین کو ان مسائل کے سمجھنے میں سہولت ہو۔ اللہ کرے مولانا زید مجدہم کی یہ محنت بارگاہ خداوندی میں مقبول ہو اور اس کتاب سے مسلمانوں کی زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچے۔

Noor-ul-Bashar M. Noor-ul-Haq
Teacher of Jamia Farooqia Karachi
Member of Dar-ul-Tasneef Jamia Farooqia
Imam & Khateeb Jamia Masjid Haqqani Landhi

نور البشر بن محمد نور الحق
المدرس بالجامعة الفاروقية كراتشي و عضو قسم التصنيف بها
امام و خطيب الجامع الحقاني لانڈھی كراتشي

Ref ________ رقم   Date ________ تاریخ

موصوف نے پہلے "ہدیۂ خواتین" کے نام سے کتاب کا پہلا حصہ شائع فرمایا، جس میں عورتوں کے مخصوص پاکی و ناپاکی کے مسائل کو احسن انداز میں جمع کر دیا تھا، جس کی علمی حلقوں میں اچھی پذیرائی ہوئی۔

اور اب اسی کتاب کا دوسرا حصہ پیش فرما رہے ہیں جس میں انہوں نے سہل انداز سے بچہ کی پیدائش اور اس کی پرورش سے متعلق تمام احکام کو مرتب کر دیا ہے۔

علاوہ ازیں بچوں اور بچیوں کے اسلامی ناموں کی ایک طویل فہرست بھی صحیح تلفظ کے ساتھ نقل کر دی ہے جس میں خصوصاً تمام امہات صحابہ و صحابیات (رضوان اللہ علیہم) کے ہیں چند نام ایسے ہیں جو غیر صحابی کے ہیں، ایسے ناموں کی نشاندہی بھی کر دی ہے۔

بندہ نے رسالہ کا مسودہ سرسری طور پر دیکھا اور مؤلف کی خواہش اور تقاضے کے مطابق کچھ مشورے دیے جو انہوں نے قبول فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ موصوف کو جزائے خیر عطا فرمائے، اس حصہ کو بھی پہلے حصہ کی طرح مقبول عام و خاص بنائے، اس کی افادیت کو عام و تام فرمائے۔ خاص طور پر ان خدمات کو اپنی بارگاہ میں شرف قبول سے نواز کر مؤلف اور ان کے تمام متعلقین کے لئے ذخیرۂ آخرت بنائے اور آئندہ بھی اسی طرح کی بیش از بیش خدمات اخلاص کے ساتھ پیش کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

نور البشر بن محمد نور الحق
عفا اللہ عنہ
مدرس جامعہ فاروقیہ کراچی
٢٠/٩/١٤٢٠ھ
٢٩/١٢/١٩٩٩ء

Jamia Farooqia, Shah Faisal Colony 4, Karachi, Pakistan, Tel: 4571132
4/39, 36-B, Landhi, Karachi 75160, Pakistan, Tel: 5043086
الجامعة الفاروقية، شاه فيصل كالونی ٤، كراتشي، باكستان. الهاتف: ٤٥٧١١٣٢
٤/٣٩، ٣٦ بی، لانڈھی كراتشي ٧٥١٦٠، باكستان. الهاتف: ٥٠٤٣٠٨٦

Noor-ul-Bashar M. Noor-ul-Haq
Teacher of Jamia Farooqia Karachi
Member of Dar-ul-Tasneef, Jamia Farooqia
Imam & Khateeb Jama Masjid Haqqani Landhi

نور البشر بن محمد نور الحق

Ref ________ الرقم　　　　Date ________ التاریخ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم، وعلی آلہ واصحابہ وتابعیہم ومن تبعہم باحسان الی یوم الدین۔

اما بعد:

اسلام ایک نہایت جامع وشامل دین ہے جس میں پیدائش سے لے کر موت تک زندگی کے ہر گوشہ سے متعلق تفصیلی احکام وہدایات موجود ہیں۔

لیکن افسوس! مسلمان خود اپنے آپ سے ناآشنا ہوتے جارہے ہیں، اسلام میں اولاد کے کیا حقوق ہیں؟ اولاد کے سلسلہ میں تعلیمی کیا ہدایات دی ہیں؟ اولاد کی تربیت کس طرح ہوگی؟ ان بنیادی باتوں سے آج ہمارا مسلمان معاشرہ ناواقف ہوتا جارہا ہے، روشن مستقبل اور پرسکون زندگی کی ضمانت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات وہدایات میں سمجھنے اور عمل کرنے کے بجائے غیر مسلموں کی نقالی اور ان کے تہذیب وتمدن کو اختیار کرنے میں سمجھنے لگے ہیں۔ آج کا مسلمان اپنے بچوں اور بچیوں کے نام حضرات انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام اور حضرات صحابہ کرام وصحابیات رضی اللہ عنہم کے ناموں پر رکھنے کے بجائے فلمی اداکاروں اور اداکاراؤں کے نام پر رکھ رہا ہے، ڈائجسٹوں اور فلمی عریاں رسالوں میں فضول اور بیہودہ قسم کے نام دیکھ کر اپنے بچوں کو موسوم کررہا ہے، بچہ کی ولادت میں تاخیر ہو تو اس کو ماں کا قصور سمجھنے لگتا ہے، لڑکیاں پیدا ہوں تو نحوست قرار دیتا ہے، بچہ کی پیدائش پر بیہودہ رسمیں تو پوری کرتا ہے لیکن سنت کے مطابق عقیقہ نہیں کرتا۔

اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے برادر عزیز مولانا محمد عثمان صاحب کو، کہ انہوں نے معاشرہ کی اس بے حسی کا احساس کیا اور آسان اور عام فہم انداز سے اصلاح کا سلسلہ شروع کیا۔

Jamia Farooqia, Shah Faisal Colony 4, Karachi, Pakistan. Tel: 4571130 -
4106 36-B Landhi, Karachi 75160, Pakistan. Tel: 5043065

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرف آغاز

نحمده ونصلي على رسوله الكريم:

اما بعد: حیض واستحاضہ کے مسائل میں کس قدر باریکیاں ہیں اوران میں ائمہ کرام کے جس قدر اختلافات ہیں اہل علم سے مخفی نہیں۔ شیخ محمد بن پیر علی البرکویؒ متوفی ۹۸۱ ہجری نے ایک عمدہ رسالہ ذخر المتاهلين لکھا جس کی شرح علامہ ابن عابدین رحمۃ اللہ تعالیٰ نے کی جس کا نام "منهل الواردين من بحار الفيض على ذخر المتاهلين في مسائل الحيض" رکھا۔

صاحب ذخر المتاهلين نے اپنے زمانے کے لوگوں سے شکوہ کیا ہے کہ وہ حیض واستحاضہ کے مسائل سے ناواقف ہیں اور حیض ونفاس واستحاضہ میں فرق نہیں کرتے، تو تن آسانی کے ہمارے اس دور میں لوگ ان کی طرف بلکہ کسی بھی اہم دینی احکامات پر کتنا متوجہ ہوتے ہیں محتاج بیان نہیں۔

غفلت کے اس دور میں خواتین ان مسائل کو سمجھنے کیلئے علماء کی طرف رجوع نہیں کرتیں اور جو دین دار ہیں تو ان میں مصنوعی شرم وحیا ان مسائل کے دریافت کرنے میں مانع ہے حالانکہ احکام معلوم کرنے میں شرم سے کام نہ لینا چاہیئے۔

اس کے پیش نظر ارادہ ہوا کہ ایسا مجموعہ تیار کیا جائے جس میں عام فہم انداز میں ضروری اور اہم تمام مسائل کا احاطہ ہو اور اختلافات سے قطع نظر مختار اصولوں پر مشتمل ایسے قواعد ہوں کہ ہر وہ خاتون جو تھوڑا بہت پڑھی لکھی ہوں ان کی مدد

سے درپیش صورت کا حل نکال سکیں۔

اللہ تعالیٰ کے نام سے اس کام کو شروع کیا پھر اس کے کرم سے اس موضوع پر ایک رسالہ مرتبہ مفتی احمد ممتاز صاحب کا ملا، جس میں قواعد و مسائل کو عمدہ طریقہ پر جمع کیا گیا ہے۔ لیکن اس میں مفتی صاحب کا انداز خالص درسی نوعیت کا ہے خود مفتی صاحب کو بھی اس کا اعتراف ہے جہاں انہوں نے کہا کہ:

"ہر خاتون کا اس سے استفادہ نہ صرف مشکل بلکہ ناممکن ہے لہٰذا کسی سمجھدار خاتون سے پورا رسالہ سبقاً سبقاً پڑھنا ناگزیر ہے"

مفتی صاحب کے رسالہ کا ماخذ "ذخر المتاهلين" کی مذکورہ شرح ہے میرے اس رسالہ کا بھی اصل ماخذ یہی شرح ہے اور تسہیل کی غرض سے اکابرین کی کتابوں بہشتی زیور وعمدۃ الفقہ سے استفادہ کیا ہے۔ نیز ہدیۃ النساء (مؤلفہ مولانا ابراہیم پالن پوری صاحب) سے بھی کچھ لیا ہے۔

تسہیل کی غرض سے بعض جگہ تکرار وطوالت سے کام لیا گیا ہے۔ جو اہل علم کے لئے تو غیر ضروری ہے لیکن رسالہ کو عام فہم کرنے کیلئے ایسا ضروری تھا الحمدللہ بعض خواتین نے اس رسالہ کو پڑھا اور بغیر کسی کی رہنمائی کے خود ہی اس کے مسائل کو سمجھ لیا اور قواعد سے سوالات کو حل کیا۔ لیکن اس رسالہ کا ہرگز یہ مقصد نہیں کہ علماء سے ان مسائل میں استغنا ہو بلکہ جب آدمی کسی چیز کے بارے میں شد بد رکھتا ہو تو اس کے متعلق سوال بھی ڈھنگ وطریقہ سے کرے گا بس مقصد یہ ہے

اتنا علم ضرور آجائے کہ مسئلہ کی نوعیت معلوم ہوتا کہ ہم مفتی حضرات کا وقت ضائع نہ کریں۔

میری یہ کوئی تصنیف نہیں بلکہ مختلف پھولوں کو چن کر ایک گلدستہ اور بکھرے ہوئے موتیوں کو پرو کر ایک ہار تیار کیا ہے۔ لیکن گلدستہ کی سجاوٹ اور ہار کے موتیوں کو ترتیب سے پرونے میں جو دشواری ہے وہ اہل فن پر پوشیدہ نہیں۔

باوجود اس کے مجھے اپنی علمی کم مائیگی کا پورا پورا احساس ہے لہٰذا اس رسالہ میں جو فروگزاشت وغلطی ہو وہ میری طرف اور جو خوبی ہو وہ ان اکابرین کی طرف منسوب ہوگی جن کی کتابوں سے بندہ نے استفادہ کیا۔

خاص طور پر اہل علم اور عام طور پر ہر رسالہ پڑھنے والے سے بندے کی التجا ہے کہ اس میں کمی وبیشی کی اطلاع دیں تاکہ اس کی اصلاح کی جائے۔

میں اپنی اس کاوش کو اپنے شفیق ومربی استاد حضرت مفتی جہانگیر صاحب کی طرف منسوب کرتا ہوں جن کی توجہات، شفقتوں ودعاؤں کے سبب دینی علوم کی طرف رغبت ہوئی۔

آخر میں بنات کے مدارس والوں سے درخواست ہے کہ اس رسالہ کو اگر پڑھانے کے بعد علامہ ابن عابدینؒ کا رسالہ پڑھا دیا جائے تو یہ بنات کیلئے انشاء اللہ مفید ہوگا۔

محمد عثمان

استاد مدرسہ بیت العلم

رموز ومراجع

اختصار کے پیش نظر حوالہ جات میں کتابوں کے نام مکمل نہیں لکھے بلکہ بطور رمز کے مختصر الفاظ وحروف استعمال کئے ہیں جن کی وضاحت ذیل میں ہے اور یہی اس کتاب کے مراجع ہیں۔

رمز	کتاب
برکوی	''منهل الواردين من بحار الفيض على ذخر المتأهلين في مسائل الحيض '' اس رسالہ کا متن چونکہ علامہ برکوی کا تصنیف کردہ ہے اس مناسبت سے اسے برکوی کا رمز دیا ہے۔ یہ رسالہ مجموعہ رسائل ابن عابدین کی جلد اول میں شامل ہے جو سہیل اکیڈمی لاہور کا شائع کردہ ہے۔
ش	فتاویٰ شامی ناشر ایچ، ایم، سعید اینڈ کمپنی کراچی، مطلق ''ش'' سے جلد اول مراد ہے۔ حاشیہ کے متن کو بھی ''ش'' کا رمز دیا ہے۔
فتح	فتح القدیر ناشر مکتبہ الرشیدیہ کوئٹہ۔
عالم	الفتاوی العالمگیری (جلد اول) مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ۔
بحر	البحر الرائق (جلد اول) ناشر ایچ، ایم سعید کمپنی۔
منحہ	منحة الخالق على البحر الرائق ناشر ایچ، ایم، سعید،
مناسک	مناسک ملا علی قاری (ارشاد الساری الی مناسک ملا علی قاری) ناشر مکتبہ اسلامیہ میزان مارکیٹ کوئٹہ، مکتبہ دار الفکر بیروت۔

رمز	کتاب
ب	بہشتی زیور مدلل ناشر دار الاشاعت کراچی چونکہ اس نسخہ میں حوالہ جات خود موجود ہیں اسلئے صرف بہشتی زیور کے حوالے پر اکتفاء کیا گیا ہے۔
احسن	احسن الفتاوی ناشر ایچ، ایم، سعید اینڈ کمپنی
عمدہ	عمدۃ الفقہ ناشر ادارہ مجددیہ ناظم آباد کراچی۔ سارے مسائل جلد اول سے لئے گئے ہیں۔ ساتھ میں عربی فتاوی کے حوالہ کا اہتمام کیا گیا ہے۔
تربیت	''اسلام میں اولاد کی تربیت اور اسکے حقوق'' مصنف حضرت مولانا مفتی محمد عبد السلام صاحب چاٹگامی۔
اسلام	''اسلام اور تربیت اولاد'' تالیف شیخ عبد اللہ ناصح علوان رحمہ اللہ تعالی، ترجمہ مولانا ڈاکٹر حبیب اللہ مختار رحمہ اللہ تعالی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حیض

عورت کو عام طور پر ہر مہینے رحم سے آنے والا خون جو آگے کی راہ سے نکلتا ہے حیض کہلاتا ہے۔[1]

حیض آنے کی عمر

نو برس سے پہلے اور پچپن برس کے بعد کسی کو حیض نہیں آتا اس لئے نو برس سے چھوٹی لڑکی کو جو خون آئے وہ حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے، اگر پچپن برس کی عمر کے بعد کسی کو خون آئے تو اگر وہ خوب سرخ یا سیاہ ہو تو وہ حیض ہے۔ اور اگر زرد، سبز یا خاکی رنگ ہو تو حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے البتہ اگر عورت کو پچپن برس سے پہلے بھی زرد یا سبز خاکی رنگ آتا ہو تو پچپن برس کے بعد یہ رنگ حیض سمجھے جائیں گے۔ اور اگر عادت کے خلاف ایسا ہوا ہو تو حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے۔ (ب:۷۷اش:۳۰۴)

حیض کے رنگ

حیض کی مدت کے اندر (۱) سرخ (۲) زرد (۳) سبز (۴) خاکی (یعنی مٹیالہ) (۵) گدلا (یعنی سرخی مائل سیاہ) (۶) سیاہ رنگ آئے سب حیض ہے جب تک گدی بالکل سفید نہ دکھلائی دے اور جب گدی بالکل سفید رہے جیسی رکھی تھی تو اب حیض سے پاک ہوگئی۔ (ب:۷۷)

[1] تسہیل کی غرض سے اصطلاحی تعریف سے اعراض کیا ہے کما فی بہشتی زیور والتفصیل فی کتب الفقہ فلیراجع ۱۲ مرتب

گدی کا رکھنا

ایام حیض میں گدی یعنی روئی وغیرہ رکھنا کنواری لڑکی (باکرہ) کیلئے مستحب ہے۔ اور غیر کنواری (ثیبہ) کیلئے حالت حیض میں سنت اور حالتِ طہر میں مستحب ہے۔ (برکوی:۸۴)

حیض کی مدت

حیض کی کم سے کم مدت تین دن تین رات ہے یعنی بہتر (۷۲) گھنٹے اور زیادہ سے زیادہ دس دن دس راتیں ہیں۔ لہٰذا اگر خون تین دن سے کم ہو (چاہے چند منٹ ہی کم ہو) تو وہ حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے کسی بیماری وغیرہ سے ایسا ہوگیا ہے، اور جو خون دس دن رات سے زیادہ آیا تو جتنا دس دن رات سے زیادہ آیا وہ بھی استحاضہ ہے۔ (ب:۱۷۶،ش:۴۸۴)

حیض کی ابتداء وانتہاء

فرج (عورت کی شرمگاہ) میں اندر جو گول سوراخ ہے اس گول سوراخ کے شروع سے اندر تک فرج داخل کہلاتا ہے۔ اور اس سوراخ سے پہلے باہر کی طرف والی کھال فرج خارج کہلاتی ہے[1]۔ (احسن:ج۲ص:۳۷)

جب خون فرج داخل سے باہر آجائے تب سے حیض شروع ہوجاتا ہے چاہے فرج خارج سے باہر نکل آئے یا نہ نکلے، اس کا کچھ اعتبار نہیں۔

تو اگر کوئی سوارخ میں روئی وغیرہ رکھ لے جس سے خون وغیرہ باہر نہ نکلے تو

۱۔ والتفصیل فی التاتار خانیة.

جب تک سوراخ کے اندر ہی اندر رہے اور باہر والی روئی پر خون کا اثر نہ آئے تب تک حیض کا حکم اس پر نہ لگائیں گے ہاں جب خون کا اثر باہر والی کھال پر آجائے یا روئی کھینچ کر باہر نکال لے[1] تو اس وقت حیض کا حکم لگائیں گے۔

اگر پاک عوت نے رات کو فرج پر روئی رکھی جب صبح ہوئی تو خون دیکھا تو جس وقت سے وہ اثر دیکھا ہے اس وقت سے حیض کا حکم لگائیں گے۔ (ب:۱۸۱)

اور اگر حائضہ نے رات کو روئی رکھی اور صبح اس پر کوئی اثر نہ دیکھا تو رات جس وقت روئی رکھی تھی اس وقت سے پاک شمار ہوگی۔ اور اسے عشاء کی نماز قضاء کرنی پڑے گی کیونکہ یہ رات سے پاک شمار ہوگی۔ (برکوی:۸۵)

دو حیض کے درمیان پاکی کی مدت

دو حیض کے درمیان پاک رہنے کی کم سے کم مدت پندرہ دن ہے اور زیادہ کی کوئی حد نہیں لہٰذا اگر کسی وجہ سے کسی کو حیض آنا بند ہوجائے تو جتنے مہینے خون بند رہے گا پاک رہے گی۔ (ب:۱۷۸)

مسئلہ : اگر کسی کو تین دن رات خون آیا پھر پندرہ دن پاک رہی پھر تین دن رات خون آیا تو تین دن پہلے کے اور تین دن جو پندرہ دن کے بعد ہیں حیض کے ہیں اور درمیان میں پندرہ دن پاکی کا زمانہ ہے۔ (ب:۱۷۸)

استحاضہ

استحاضہ وہ خون ہے جو آگے کی راہ سے آئے لیکن یہ خون رحم کا نہ ہو بلکہ کسی

۱۔ لیکن فرج داخل میں پوری روئی رکھنا مکروہ ہے۔ (برکوی:۸۴)

بیماری وغیرہ سے آتا ہو۔ (برکوی:۷۴۔ب:۱۷۷)

استحاضہ کی اقسام

استحاضہ کی چند قسمیں ہیں جن کا ذکر انشاء اللہ اپنے مقام پر آجائے گا، لیکن بعض قسمیں وہ ہیں جن کا ذکر ہم اوپر کر چکے ہیں مزید یاددہانی کیلئے دوبارہ ذکر کردیتے ہیں:

۱) نو سال سے کم عمر کی بچی کو جو خون آئے۔

۲) پچپن سال یا اس سے زیادہ عمر کی عورت کو آئے (مذکورہ تفصیل کے مطابق)

۳) تین دن سے کم ہو۔

۴) حیض میں دس دن دس رات سے جو زیادہ ہو۔

۵) نیز حالت حمل میں آنے والا خون بھی استحاضہ ہے۔ (برکوی:۹۸)

اقسام حائضہ

حائضہ (جس کو حیض آئے) کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) مُبتدِاہ (پہلی بار والی)

(۲) مُعْتادہ (عادت والی)

مُبتداہ

جس عورت کو پہلی مرتبہ حیض یا نفاس آیا ہو اس کو مبتداۃ کہتے ہیں۔ (برکوی:۷۶)

معتادہ

جس کو قاعدہ شرعی کے موافق حیض یا نفاس آتا رہا ہو اس کو معتادہ کہتے

ہیں، معتادہ کی وضاحت انشاء اللہ معتادہ کے بیان میں کردی جائے گی۔

حکم طہر متخلل (دوخونوں کے درمیان پاکی کا حکم)

دوخونوں کے درمیان پاکی اگر پندرہ دن یا اس سے زیادہ ہے تو پاکی فاصل بنے گی یعنی یہ دونوں خون الگ الگ شمار ہوں گے ان کا ایک دوسرے سے کوئی تعلق نہ ہوگا، اور اگر پاکی پندرہ دن سے کم ہے (چاہے ایک ساعت ہی کم ہو[1]) تو پاکی فاصل نہ ہوگی یعنی یوں سمجھیں گے کہ پہلے خون سے متواتر و مسلسل دوسرے خون تک خون جاری رہا، اور جن ایام میں خون نہیں آیا وہ خون آنے کے حکم میں ہوں گے۔ (ش:۲۸۹۔۲۹۰)

پس اس سے معلوم ہوا کہ پاکی ناپاکی کی دو قسمیں ہیں:

(۱) حقیقی (۲) حکمی (ش:۲۸۳)

حقیقی ناپاکی وہ ہے جس میں بظاہر خون نظر آئے اور حکمی یہ ہے کہ جس میں خون نظر نہ آئے اور حقیقی پاکی یہ ہے کہ جس میں خون بظاہر نہ ہو اور حکمی پاکی یہ ہے کہ بظاہر تو خون ہو لیکن وہ پاکی کے حکم میں ہو، اس کی مثال سے وضاحت انشاء اللہ آگے مبتداۃ کے مسئلہ میں کردی جائے گی۔

احکام مبتداۃ

مسئلہ ۱: جس کو پہلی دفعہ دس دن یا اس سے کم خون آئے تو یہ اس کا حیض

---

[1] امداد الفتاوی:۱:۴۹

ہوگا (اور اس کے بعد پندرہ دن یا اس سے زیادہ جتنے دن پاک رہی وہ طہر ہوگا)۔ (ب:۱۷۸)

مسئلہ ۲: مبتداۃ کا خون دس دن سے تجاوز کر گیا تو دس دن حیض ہوں گے اور باقی استحاضہ۔ (ب:۱۷۸)

مسئلہ ۳: پہلی دفعہ ایک یا دو دن خون دیکھا پھر پندرہ دن پاکی کے گزرے پھر ایک یا دو دن خون دیکھا تو پندرہ دن فاصل ہونے کی وجہ سے یہ دونوں اطراف (یعنی دونوں طرف کے خون) الگ الگ ہیں لہٰذا پندرہ دن پاکی کے ہوں گے اور اطراف کے دونوں خون چونکہ تین دن سے کم ہیں لہٰذا استحاضہ ہوں گے۔ (اور یہ عورت ابھی حائضہ نہیں ہوئی۔) (ب:۱۷۸)

مسئلہ ۴: پانچ دن خون آیا پھر تیرہ دن پاکی رہی بعد میں پھر خون آیا تو شروع کے دس دن حیض ہوگا اور تیرہ دن پاکی کے بعد جو خون ہے وہ استحاضہ ہوگا۔ کیونکہ تیرہ دن فاصل نہیں بنیں گے اسلئے یہ مسلسل خون کے حکم میں ہوں گے۔ پس شروع کے دس دنوں میں پانچ میں خون حقیقی ہے اور باقی پانچ میں حکمی۔

مسئلہ ۵: اگر ابتداء سے ہی خون اس طرح جاری ہو کہ دو خونوں کے درمیان پندرہ دن کا وقفہ نہیں رہتا تو اس کا حکم یہ ہے کہ شروع سے دس دن حیض ہوگا اور بیس دن استحاضہ۔ (برکوی:۹۴، ب:۱۷۸)

احکام معتادہ

معتادہ کے مسائل سمجھنے سے قبل چند چیزوں کا جاننا ضروری ہے:

اقسام طہر (پاکی کی قسمیں)

طہر (پاکی) کی دو قسمیں ہیں:

۱) تام (مکمل) ۲) ناقص

طہر تام: طہر تام وہ ہے جو پندرہ دن یا اس سے زیادہ ہو۔ (برکوی:۷۶)

طہر ناقص: طہر ناقص وہ ہے جو پندرہ دن سے کم ہو۔ (برکوی:۷۶)

پھر طہر تام کے شروع یا درمیان یا آخر میں استحاضہ نہ ہو تو یہ طہر صحیح کہلاتا ہے اور اگر شروع یا درمیان یا آخر میں استحاضہ ہو تو یہ طہر فاسد کہلاتا ہے۔

یاد رہے کہ طہر ناقص ہمیشہ فاسد ہی ہوگا کیونکہ طہر صحیح پندرہ دن سے کم نہیں ہوتا۔ (برکوی:۷۵)

معتادہ

جس پر بالغہ ہونے کے وقت سے کوئی حیض گزرا ہو پھر طہر صحیح گزرا ہو یا صرف حیض گزرا اور طہر صحیح نہیں گزرا[1] (برکوی:۷۶)

عادت

صورت اول میں عادت حیض اور طہر دونوں میں ہوگی اور صورت ثانیہ میں عادت صرف حیض میں ہوگی۔

مثال ۱: مبتداۃ نے تین دن خون دیکھا پھر پندرہ دن طہر رہا اسکے بعد خون مسلسل جاری ہو گیا (یعنی دو خونوں کے درمیان میں ۱۵ دن کا وقفہ نہیں رہتا) اس صورت

---

[1] معتادہ کی ایک قسم یہ ہے جس پر بالغہ ہونے کے وقت سے صرف طہر صحیح گزرا ہو لیکن چونکہ یہ نادر ہے اسلئے اسکو ذکر نہیں کیا گیا۔

میں تین دن حیض اور پندرہ دن طہر کی عادت ہوگی اور آئندہ اسی کا اعتبار ہوگا۔

(برکوی:۷۶)

پس جب تک خون مستمر (مسلسل) رہے گا تین دن حیض کے اور پندرہ دن طہر کے شمار ہوں گے۔ (برکوی:۷۶)

مثال ۲: مبتداءۃ نے پانچ دن خون دیکھا پھر پندرہ دن پاکی رہی پھر ایک دن خون دیکھا پھر پندرہ دن پاکی پھر خون جاری ہوگیا[1]۔

تبدیلی عادت

معتادہ کی عادت تبدیل ہونے کیلئے ایک مرتبہ خلاف عادت حیض کا آنا کافی ہے، غرض ہر آئندہ آنے والی حالت کیلئے اس سے پہلی والی حالت عادت شمار ہوگی۔ (برکوی:۷۹)

عادت کا یاد رکھنا

مبتداۃ کو جب خون آئے اسے خوب اچھی طرح وقت بمعہ گھنٹہ و منٹ یاد سے لکھ لینا چاہئے کیونکہ یہ خون اگر حیض بن گیا تو اس سے کئی شرعی مسائل متعلق ہوتے ہیں، اسی طرح معتادہ کو اپنی پچھلی عادت بھی یاد رکھنا واجب ہے۔ (برکوی:۹۹)

یہ بات خوب ذہن نشین رہے کہ عادت کے بھولنے کی صورت میں بعض مرتبہ مسئلہ اس قدر پیچیدہ ہوجاتا ہے کہ ایک ماہر عالم کیلئے بھی دقت طلب ہوتا ہے۔

ہم نے کتاب کے آخر میں صفحہ نمبر ۱۲۸ پر ایک چارٹ دیا ہے اسے پر

---

[1] اس کا حکم "تحاضہ مبتداۃ کی چوتھی صورت" میں دیا ہوا ہے۔

کرنے کا اہتمام کیا جائے تو بڑی آسانی ہوجائے گی۔

معتادہ کا حیض جب معمول کے خلاف ہو

اگر معتادہ کا حیض معمول کے خلاف آنے لگے تو یہ اختلاف یا تو عدد (یعنی گنتی) میں ہوگا، یعنی ایام عادت سے کم آیا یا زیادہ یا اختلاف زمانے کے اعتبار سے ہوگا کہ ہر ماہ حیض آنے والی عورت کو جن تاریخوں میں خون آتا تھا اس کے علاوہ دنوں میں آیا (یا جتنے دن طہر کے بعد آتا تھا اس سے کم یا زیادہ دنوں بعد آیا جیسے طہر میں عادت پچاس دن تھی اب پچپن یا چالیس دن بعد آیا) یا عدد اور زمانہ دونوں کے اعتبار سے فرق ہوگا۔

اس کے احکام سمجھنے کے لئے چند قواعد لکھے جاتے ہیں جن کو غور سے پڑھیں اور سمجھیں پھر قواعد کے بعد ان کی وضاحت کی جائے گی۔

قاعدہ نمبر ۱:

خون دس دنوں سے زیادہ ہو، اور جن ایام میں عادت ہے ان تمام دنوں میں خون آیا ہو۔

حکم: اس کا حکم یہ ہے کہ عادت سابقہ باقی رہے گی۔ (برکوی:۸۷)

مثال ۱: عادت مہینے کی پہلی تاریخ سے پانچ تاریخ تک (پانچ دنوں) کی ہے اب خلاف معمول یکم سے خون جاری ہوا اور دس دنوں سے زیادہ ہوگیا، لہٰذا مذکورہ مثال میں یکم سے پانچ تاریخ تک حیض ہوگا اور باقی ایام استحاضہ۔

مثال ۲ :عادت پانچ دن حیض کی اور پچپن دن پاکی کی ہے اب پچپن دن پاکی کے بعد دس سے زیادہ خون آیا تو خون کی ابتداء سے پانچ دن حیض ہوں گے باقی استحاضہ۔

قاعدہ نمبر ۲

خون دس دنوں سے زیادہ ہو اور عادت کے تمام دنوں میں خون نہ آیا ہو بلکہ کم ہو لیکن عادت کے دنوں میں خون کم سے کم تین دن ہو۔ (برکوی:۸۷)

حکم :اس کا حکم یہ ہے کہ عادت کے دنوں میں جتنا خون آیا وہ حیض ہوگا باقی استحاضہ۔ (برکوی:۸۷)

مثال ۱ :جیسے عادت پہلی تاریخ سے پانچ تاریخ تک کی ہے اب خلاف معمول تین تاریخ سے تیرہ تاریخ تک گیارہ دن خون آیا چونکہ عادت کے ایام میں تین تاریخ سے پانچ تک تین دن ہوتے ہیں لہٰذا یہ حیض ہیں باقی استحاضہ اور عادت بدل جائے گی۔

مثال ۲ :عادت پانچ دن حیض کی اور پچپن دن پاکی کی ہے، اب (۵۷) دن پاکی کے بعد گیارہ دن خون آیا تو شروع کے تین دن حیض ہوں گے باقی استحاضہ کیونکہ شروع کے تین دن عادت کے ہیں اور عادت بدل جائے گی یعنی حیض تین دن اور پاکی (۵۷) دن۔

قاعدہ نمبر ۳

خون دس دنوں سے زیادہ ہو اور عادت کے دنوں میں خون بالکل نہ آیا ہو یا تین دن سے کم آیا ہو۔ (برکوی:۸۷)

حکم: اس کا حکم یہ ہے کہ گنتی میں تو عادت کے مطابق حیض رہے گا اور زمانے کے اعتبار سے بدل جائیگا (یعنی پاکی کے ایام میں تبدیلی ہو جائے گی)۔ (برکوی:۸۷)

مثال ۱: عادت پہلی تاریخ سے پانچ تاریخ تک پانچ دنوں کی ہے اب خلاف معمول چار تاریخ سے گیارہ دن خون آیا اب چونکہ ایام عادت چار اور پانچ تاریخ میں خون صرف دو دن بنتا ہے لہٰذا شروع کے پانچ دن حیض ہوں گے اور باقی استحاضہ اس میں حیض عادت کے دنوں سے گزر کر مزید تین دن رہے گا (یعنی چار تا آٹھ تاریخ) اور عادت بدل جائے گی اب آئندہ اسی عادت کا اعتبا ہوگا یعنی تاریخ چار تا آٹھ۔

مثال ۲ :عادت پانچ دن حیض کی اور پچپن (۵۵) دن پاکی کی ہے خلاف عادت اٹھاون (۵۸) دن پاکی رہی اور پھر گیارہ دن خون آیا اس طرح عادت کے دنوں میں خون صرف دو دن رہا لہٰذا شروع کے پانچ دن حیض اور باقی استحاضہ ہے اور اب عادت بدل جائیگی یعنی اب پاکی کی عادت اٹھاون (۵۸) دن ہو جائے گی۔

قاعدہ نمبر ۴

خون دس دن یا دس دن سے کم ہو، تو تمام خون حیض کا ہوگا اور عادت بدل جائے گی چاہے عادت کے دنوں میں کچھ خون آئے یا نہ آئے (برکوی:۸۸)

مثال ۱ : عادت پہلی تاریخ سے پانچ تاریخ تک پانچ دنوں کی ہے، اب خلاف عادت تین تاریخ سے سات تاریخ تک خون آیا، تو یہ تین سے سات تاریخ حیض ہوگا، اور آئندہ یہی عادت ہوگی۔

مثال ۲ : عادت یکم سے پانچ دن کی ہے اب چھ تاریخ سے نو (۹) تاریخ تک چار دن خون دیکھا تو یہ چار دن حیض ہوگا اور عادت بدل گئی زمانہ کے اعتبار سے بھی اور عدد (گنتی) کے اعتبار سے بھی۔

نوٹ : اس قاعدہ کیلئے شرط ہے کہ خون کے بعد طہر تام (کم سے کم پندرہ دن) آجائے ورنہ عادت کا اعتبار ہوگا۔

تمرین نمبر ۱

اب ہم مذکورہ قواعد کو اچھی طرح ذہن نشین کرنے کیلئے چند سوالات دیتے ہیں آخر میں ان کے جوابات تفصیل سے لکھیں گے لیکن سوالات کو خود حل کرنے کی کوشش کی جائے اور پھر جوابات سے موازنہ کیا جائے تو انشاء اللہ قواعد خوب یاد ہوجائیں گے۔

سوال نمبر ۱

یکم سے پانچ تاریخ تک پانچ دن عادت ہے، اب خلاف معمول عادت سے پانچ دن پہلے خون دیکھا جو گیارہ دن رہا یعنی پانچ دن عادت سے پہلے پانچ عادت میں اور ایک دن عادت کے بعد اس کا حیض اب کیا ہوگا۔

سوال نمبر ۲

عادت ماقبل کی طرح یکم سے ۵ دن ہے، اب ۶ تاریخ سے گیارہ دن خون آیا۔

سوال نمبر ۳

عادت ماقبل کی طرح ہے اب عادت سے قبل پانچ دن خون دیکھا عادت کے ایام میں پاکی رہی اور اس کے بعد ایک دن خون دیکھا۔

سوال نمبر ۴

عادت ماقبل کی طرح ہے اب چھ دن شروع کے خون دیکھا پھر چودہ دن پاک رہی پھر ایک دن خون دیکھا۔

سوال نمبر ۵

عادت ماقبل کی طرح ہے اب چھ دن مہینہ کی ابتداء میں دیکھا پھر پندرہ دن پاک رہی پھر خون دیکھا۔

نوٹ : اب ہم اختصار کی وجہ سے صرف اعداد لکھیں گے طہر کی علامت "ط" ہوگی اور خون کی علامت "د" ہوگی کیونکہ عربی میں خون کو دم کہتے ہیں۔

سوال نمبر ۶

عادت: ۵(د)..........۵۵(ط) (یعنی عادت پانچ دن خون اور پچپن دن پاکی ہے۔)

اب: ۵(د)..........۱۵(ط)..........۱۱(د)

سوال نمبر ۷

عادت: ۵(د)...............۵۵(ط)

اب: ۵(د).........۴۶(ط)..............۱۱(د)

سوال نمبر ۸

عادت: ۵(د)..........۵۵(ط)

اب: ۵(د).........۵۴(ط)..........۱(د)..........۱۴(ط)..........۱(د)

سوال نمبر ۹

عادت: ۵(د)...............۵۵(ط)

اب: ۵(د)..........۵۷(ط)..........۳(د)..........۱۴(ط)........۱(د)

سوال نمبر ۱۰

عادت: ۵(د)...............۵۵(ط)

اب: ۵(د).........۵۰(ط)........۱۰(د)

سوال نمبر ۱۱

عادت: ۵(د)..........۵۵(ط)

اب: ۵(د).........۵۴(ط)..........۸(د)

سوال نمبر ۱۲

عادت: ۵(د)...............۵۵(ط)

اب: ۵(د).........۵۰(ط)..........۷(د)

سوال نمبر ۱۳

عادت: ۵(د)........۵۵(ط)

اب: ۵(د).........۵۸(ط)..........۳(د)

سوال نمبر ۱۴

عادت: ۵(د)...............۵۵(ط)

اب: ۵(د).........۶۴(ط)..........۷(د)

نوٹ: مندرجہ بالا تمام سوالات ابن عابدینؒ کے رسالہ سے ماخوذ ہیں۔ (ص:۸۹)

سوال نمبر ۱۵

عادت: ۵(د)..........۳۵(ط)

اب: ۲۰(د).........۱۵(ط)..........پھر خون دیکھا

ایک اہم سوال

اب ہم ایک اہم سوال دیتے ہیں یہ سوال فرضی نہیں بلکہ بندے کے پاس اسی نوعیت کا ایک سوال آیا تھا۔ سوال کو پہلے خود حل کرنے کی پوری کوشش کریں بعد میں جواب ملاحظہ کریں تاکہ قواعد خوب اچھی طرح ذہن نشین ہوجائیں:

سوال نمبر ۱۶

مبتداہ نے مندرجہ ذیل ترتیب سے خون وطہر دیکھا۔

نوٹ: ''گ'' گھنٹے کی علامت ہے اور ''م'' منٹ کی علامت ہے۔

۵(دن)۱۸(گ)د

۳۰(دن) ۲۳(گ) ۳۰(م)ط ...... ۸(دن) ۱۶(گ) ۳۰(م) د

۱۹ (دن) ۴ (گ) ۳۰(م)ط ...... ۱۰(دن) ۶(گ) ۱۵(م) د

۱۶ (دن) ۱۸ (گ) ط ...... ۸(دن) ۱۸(گ) ۳۰(م) د

۱۸ (دن) ۸ (گ) ۱۵(م)ط ...... ۱۷(دن) د

ایام عادت سے قبل خون آنے کی صورت میں نماز کا حکم

حائضہ چاہے وہ مبتداۃ ہو یا معتادہ ان کے احکام تفصیل سے ہم بعد میں ذکر کریں گے لیکن اس وقت ہم صرف وہ احکام ذکر کریں گے جن کا تعلق معتادہ کے مذکورہ قواعد سے ہے تاکہ ساتھ ساتھ اسے بھی سمجھ لیا جائے۔

ایام عادت سے پہلے اگر خون نظر آئے تو چونکہ عادت کے دن بعد میں ہیں لہٰذا غالب گمان کے اعتبار سے عادت میں بھی خون آنے کے امکانات ہیں، پس اسی کے پیش نظر عادت کے دنوں میں خون آنے کے امکان کو مدنظر رکھتے ہوئے دیکھا جائے کہ خون کتنا پہلے ہے اگر خون اتنا پہلے آجائے کہ عادت کے دنوں کے ساتھ ملایا جائے تو دس دنوں سے تجاوز کر جائے تو قاعدہ نمبر ۱ کی بناء پر عادت سے قبل استحاضہ ہونا چاہیے لہٰذا عادت کے دنوں تک استحاضہ گمان کرتے ہوئے نمازیں پڑھے گی اور روزے بھی رکھے گی۔ (برکوی: ۱۱۰)

مثال: عادت حیض میں پانچ دن اور طہر میں پچیس دن ہے اب انیس (۱۹) دن طہر کے بعد خون دیکھا تو عادت کے دنوں تک نمازیں پڑھے گی۔ کیونکہ خون عادت سے چھ دن پہلے آیا ہے اور عادت کے دن پانچ ہیں۔ لہٰذا: ۵ + ۶ = ۱۱

لیکن اگر خون دس دن یا اس سے کم مدت میں بند ہو تو قاعدہ نمبر ۴ کے مطابق سب حیض ہوگا۔

اور اگر عادت سے اتنا پہلے نظر آئے کہ عادت کے دنوں سے ملایا جائے تو دس دن یا کم ہوں تو قاعدہ نمبر ۴ کی بناء پر عادت سے پہلے نظر آنے والے خون کے حیض ہونے کے امکان ہیں لہٰذا نمازیں چھوڑ دے۔ (برکوی: ۱۱۱)

البتہ اگر خون دس دن سے بڑھ جائے تو قاعدہ نمبر ۱ کی بناء پر صرف عادت کے ایام حیض ہوں گے لہٰذا عادت سے قبل دنوں کی نمازیں قضاء کرے گی۔

مثال: عادت حیض میں پانچ دن اور طہر میں پچیس دن ہے اب بائیس دن طہر کے بعد خون دیکھا تو فوراً نماز چھوڑ دے۔

دم وطہر میں وقت کا پورا لحاظ رکھنا

معتادہ کے بیان میں جو مثالیں تھیں ان میں آسانی کیلئے ہم نے گھنٹے اور منٹ کا لحاظ نہیں رکھا تھا بلکہ مکمل دنوں کا رکھا تھا۔ لیکن عموماً خون آنے اور بند ہونے میں اوقات یکساں نہیں ہوتے کہ ابتداء دن سے شروع ہوا اور اختتام دن پر ختم ہو لہٰذا خون آنے اور بند ہونے میں گھنٹے اور منٹ کا لحاظ بھی رکھا جائے۔

اب ہم ایک نقشہ دیتے ہیں جسے ترتیب سے پر کرتے رہنے سے حیض وطہر کے حساب میں بڑی آسانی ہو جائے گی۔

مثلاً مبتداۃ کو یکم رجب کی صبح ساڑھے سات بجے خون آیا اور چھ رجب کی صبح ساڑھے نو بجے بند ہوا پھر خون ۲۱ رجب کی صبح دس بجے شروع ہوا اور ۲۶ رجب صبح سوا نو بجے بند ہوا تو اسے مندرجہ ذیل طریقہ سے لکھیں گے:

نقشہ نمبر ۱

ماہ رجب

تاریخ	کیفیت		وقت
۱	د	(ابتداء)	۷:۳۰ بجے صبح
۲	د		
۳	د		
۴	د		
۵	د		
۶	د	(اختتام،د)	۹:۳۰ بجے صبح
۶	ط	(ابتداء، ط)	۹:۳۰ بجے صبح
۷	ط		
۸	ط		
۹	ط		
۱۰	ط		
۱۱	ط		
۱۲	ط		
۱۳	ط		
۱۴	ط		
۱۵	ط		
۱۶	ط		
۱۷	ط		
۱۸	ط		
۱۹	ط		
۲۰	ط		
۲۱	ط	(اختتام،ط)	۱۰ بجے صبح
۲۱	د	(ابتداء، د)	۱۰ بجے صبح
۲۲	د		
۲۳	د		
۲۴	د		
۲۵	د		
۲۶	د	(اختتام،د)	۹:۱۵ بجے صبح

پس حیض شروع میں پانچ دن دو گھنٹے ہوگا اور طہر پندرہ دن اور آدھا گھنٹہ ہوگا اور یہی عادت ہوگی اسکے بعد جو خون آیا وہ چار دن سوا تئیس (23 ¼) گھنٹے ہے۔ پس اگر اس کے بعد طہر تام آجائے تو عادت بدل جائے گی ورنہ سابقہ عادت باقی رہے گی۔ مثلاً اگر ۲۹ تاریخ کو دوبارہ خون آجائے تو سابقہ عادت پانچ دن دو گھنٹے رہے گی اس کے بعد استحاضہ شمار ہوگا۔

نوٹ: جن ایام میں خون یا طہر شروع ہو یا ختم ہوا ان کی تاریخوں کو دو دفعہ لکھیں تاکہ آسانی ہو جیسے صورت سابقہ میں تاریخ چھ اور اکیس (۲۱) کو ہم نے دو دفعہ لکھا ہے۔

مستحاضہ کی اقسام

مستحاضہ کی تین اقسام ہیں:

(۱) مبتداءۃ (۲) معتادہ (۳) ضالہ

مستحاضہ مبتداۃ

جسے بالغہ ہوتے ہی حیض آیا اور پھر طہر صحیح نہیں گزرا اسکی چند صورتیں ہیں:

(۱) جسے بالغہ ہوتے ہی مسلسل خون شروع ہوگیا اس طور پر کہ دو خونوں کے درمیان پندرہ دن کا وقفہ نہیں گزرتا۔

اس کا حکم یہ ہے کہ جب سے خون دیکھا اس وقت سے دس دن حیض کے اور بیس دن طہر کے ہونگے جب تک خون جاری رہتا ہے۔ (برکوی: ۹۴)

(۲) پہلی دفعہ خون دس دن سے زیادہ آیا اور پھر طہر تام (کم از کم پندرہ دن) گزرا اور پھر خون جاری ہوگیا (لیکن چونکہ اس طہر کے شروع میں استحاضہ ہے لہٰذا یہ طہر صحیح نہیں) تو اگر خون وطہر کا مجموعہ تیس دن یا کم ہو تو اس کا حیض بھی ابتداء سے دس دن ہوگا اور بیس دن طہر ہوگا۔ اور یہ اس وقت تک ہے جب تک خون اسی طرح جاری ہے (برکوی:۹۵)

مثال: گیارہ دن خون دیکھا پھر پندرہ دن طہر دیکھا اور بعد میں خون جاری ہوگیا پس شروع کے دس دن حیض اور بیس دن طہر۔ (برکوی:۹۵)

(۳) دوسری صورت کی طرح خون وطہر گزرا لیکن دونوں کا مجموعہ تیس دن سے زیادہ ہے تو اس کا حیض ابتداء سے دس دن ہوگا اور گیارہویں دن سے طہر کے اختتام تک جتنے دن ہوں طہر ہوگا اس کے بعد خون جاری ہونے کی ابتداء سے دس دن حیض اور بیس دن طہر کے شمار ہوں گے خون جاری رہنے تک۔ (برکوی:۹۵)

مثال: گیارہ دن خون دیکھا پھر بیس دن طہر گزرا بعد میں خون جاری ہوگیا تو حیض دس دن اور طہر اکیس دن ہوگا اس کے بعد دس دن حیض اور بیس دن طہر کا حساب چلتا رہے گا جب تک خون جاری ہے۔ (برکوی:۹۵)

(۴) خون دس دن یا کم ہو لیکن تین دن سے کم نہ ہو پھر دو طہر تام گزریں اس طور پر کہ دونوں کے درمیان خون کی مقدار مدت حیض نہ ہو (یعنی تین دن سے کم ہو) پھر دوسرے طہر کے بعد خون جاری ہوجائے اس کا حکم یہ ہے کہ جتنے دن شروع میں خون دیکھا وہ حیض کی عادت ہوگا پھر پہلے طہر کی ابتداء سے لیکر دوسرے طہر کے اختتام تک دونوں طہر فاسد ہوں گے جو عادت

نہیں بن سکتے، پھر جب سے استمرار شروع ہوا ہے اس کی ابتداء سے عادت کے مطابق حیض ہوگا اور باقی مہینہ طہر، اور دم جاری ہونے تک یہ سلسلہ چلتا رہے گا۔ (برکوی:۹۶)

مثال: ۳ دن خون دیکھا پھر ۱۵ دن طہر پھر ایک دن خون دیکھا پھر ۱۵ دن طہر پھر خون جاری ہوگیا لہٰذا شروع کے ۳ دن حیض ہوگا اور آئندہ یہی عادت ہوگی اس کے بعد ۱۵ دن طہر فاسد ہوگا پھر ایک دن استحاضہ پھر ۱۵ دن طہر فاسد (کل طہر فاسد ۳۱ دن ہوگا) اسکے بعد ۳ دن حیض اور ۲۷ دن طہر ہوگا اور خون جاری رہنے تک ۳ دن حیض اور ۲۷ دن طہر کی ترتیب رہے گی۔

تمرین نمبر ۲

سوال نمبر ۱

۷ (د)......۱۸ (ط)......۲ (د)......۱۶ (ط) خون جاری ہوگیا۔

سوال نمبر ۲

۱۵ (د)......۱۷ (ط)......۲ (د)......۱۱ (ط)......۵ (د)......۱۴ (ط)......۳ (د)......اسی طرح سلسلہ جاری رہا۔

سوال نمبر ۳

۱۳ (د)......۱۶ (ط)......۳ (د)......۴ (ط)

۲ (د)......۱۰ (ط)......اس طرح خون جاری ہے۔

سوال نمبر ۴

۱۱ (د)......۱۴ (ط)......پھر خون جاری ہوگیا۔

سوال نمبر ۵

۱۰(د).........۲۰(ط).........۱(د).........۱۹(ط).........خون جاری ہوگیا۔

مستحاضہ معتادہ

استحاضہ کا خون جاری ہونے سے قبل حیض وطہر صحیح گزر چکا ہو وہ مستحاضہ معتادہ ہے۔ پس خون جاری ہونے کے بعد اس کا حیض وطہر عادت کے مطابق ہوگا جبکہ طہر کی عادت چھ ماہ سے کم ہو۔

مثال: تین دن خون دیکھا پھر سولہ دن طہر پھر خون جاری ہوگیا تو تین دن حیض اور سولہ دن طہر کی عادت ہوگی۔

لیکن جب خون جاری ہونے سے پہلے جس کا طہر چھ ماہ یا زیادہ گزر چکا ہو (اور ایسا بہت کم ہوتا ہے) تو مختار قول کے مطابق ایسی عورت کا حیض تو عادت کے مطابق ہوگا لیکن طہر دو مہینہ رہے گا اور یہ سلسلہ خون جاری ہونے تک رہے گا۔ (برکوی:۹۳)

نوٹ: مستحاضہ ضالہ کے احکام ہم بعد میں ذکر کریں گے۔

حیض کے احکام

نماز کے احکام

(۱) حیض کے زمانے میں نماز پڑھنا درست نہیں نماز بالکل معاف ہوجاتی ہے پاک ہونے کے بعد قضا بھی واجب نہیں ہوتی۔ (ب:۱۷۹)

(۲) اگر فرض نماز پڑھتے پڑھتے حیض آگیا تو وہ نماز ہی معاف ہوگئی پاک ہونے کے بعد اس کی قضا نہ پڑھے۔ (ب:۱۷۹)

(۳) نفل یا سنت میں حیض آگیا تو اس کی قضا پڑھنا پڑے گی۔ (ب:۱۷۹)

(۴) نماز کے اخیر وقت میں حیض آگیا ابھی نماز نہیں پڑھی تو نماز معاف ہوگئی۔ (ب:۱۷۹)

(۵) اگر ایک یا دو دن خون آکر بند ہوگیا تو نہانا واجب نہیں وضو کرکے نماز پڑھے (لیکن نماز کے مستحب وقت کے آخر کا انتظار کرنا واجب ہے کہ شاید دوبارہ خون آجائے۔) (ب:۱۸۰،ش:۲۹۴)

اگر پندرہ دن گزرنے سے پہلے خون آجائے تو معلوم ہوا کہ وہ حیض کا زمانہ تھا۔ (کیونکہ دو خونوں کے درمیان پندرہ دن سے کم ہوں تو متواتر خون کے حکم میں ہے) اب حساب سے جتنے دن حیض ہوں ان کو حیض شمار کرے (یعنی معتادہ عادت کے مطابق اور مبتداہ دس دن) اور اسکے بعد جتنے دن نمازیں بغیر غسل پڑھی ہیں ان کی قضا کرے اور آئندہ غسل کرکے نماز پڑھے۔ لیکن معتادہ اپنی عادت کے دنوں کے بقدر گزرنے کے بعد اور مبتداہ دس دن بعد احتیاطاً غسل کرلے تو نماز قضا کرنے کی نوبت نہ آئے گی۔

اگر پورے پندرہ دن بیچ میں گزر گئے اور خون نہیں آیا تو معلوم ہوا کہ وہ استحاضہ تھا سوایک دو دن خون آنے کی وجہ سے جو نمازیں نہیں پڑھیں اب ان کی قضا کرے۔ (ب:۱۸۰)

(۶) اگر عادت پانچ دن کی تھی اور خون چار ہی دن آکر بند ہوگیا تو نماز پڑھنا واجب ہے۔ (ب:۱۸۰)

(۷) تین دن خون آنے کی عادت ہے لیکن کسی مہینہ میں ایسا ہوا کہ تین دن پورے ہو چکے اور ابھی خون بند نہیں ہوا تو ابھی غسل نہ کرے نہ نماز پڑھے اگر پورے دس دن رات پر یا اس سے کم میں خون بند ہو جائے تو ان سب دنوں کی نمازیں معاف ہیں کچھ قضا نہ پڑھنا پڑھے گی اور یوں کہیں گے کہ عادت بدل گئی اس لئے یہ سب دن حیض کے ہوں گے۔

اور اگر گیارہویں دن بھی خون آیا تو اب معلوم ہوا کہ حیض فقط تین دن ہی تھے یہ سب استحاضہ ہیں گیارہویں دن نہالے اور سات دنوں کی نمازیں قضا کرے (ب:۱۸۰)

نوٹ: اگرچہ یہ مسئلہ معتادہ کے بیان میں گزر چکا ہے لیکن یہاں نماز کی اہمیت کی وجہ سے مزید فائدے کیلئے لکھ دیا گیا ہے۔

(۸) اگر دس دن سے کم حیض آیا اور ایسے وقت خون بند ہوا کہ نماز کا وقت بالکل تنگ ہے کہ جلدی اور پھرتی سے نہا دھو ڈالے تو نہانے کے بعد بالکل ذرا سا وقت بچے گا جس میں صرف ایک دفعہ اللہ اکبر کہہ کر نیت باندھ سکتی ہے اس زیادہ کچھ نہیں پڑھ سکتی تب بھی اس وقت کی نماز واجب ہو جاتی ہے اور بعد میں قضاء کرنی پڑے گی اور اگر اس سے بھی کم وقت ہو تو معاف ہے اس کی قضاء پڑھنا واجب نہیں۔ (ب:۱۰۸)

(۹) اگر غسل کرنے کے بعد اللہ اکبر کہنے اور نیت کا وقت باقی ہو تو نیت باندھ کر

نماز شروع کر دے اور اگر چہ نیت کے بعد وہ وقت نکل بھی جائے تو بھی نماز پوری کر لے ایسی صورت میں نماز قضا نہ کرنی پڑے گی۔

لیکن صبح کے وقت میں اگر نیت باندھنے کے بعد سورج نکل آئے تو وہ نماز ٹوٹ گئی پھر سے قضاء کرے۔

(۱۰) اگر پورے دس دن رات حیض آیا اور ایسے وقت خون بند ہوا کہ بالکل ذرا سا بس اتنا وقت ہے کہ ایک مرتبہ اللہ اکبر کہہ سکتی ہے اس سے زیادہ کچھ نہیں کہہ سکتی اور نہانے کی بھی گنجائش نہیں تو بھی نماز واجب ہے اس کی قضاء پڑھنی چاہئے۔ (ب:۱۸۱)

(۱۱) عادت سے پہلے خون نظر آنے کی صورت میں نماز کا حکم ہم نے پچھلے صفحات میں بیان کر دیا ہے۔

(۱۲) حیض والی عورت کیلئے مستحب ہے کہ جب نماز کا وقت ہو تو وضو کرے اور اپنے گھر میں نماز پڑھنے کی جگہ میں آ بیٹھے اور جتنی دیر نماز ادا کرتی ہے اتنی دیر **سُبْحَانَ اللّٰہ** اور **لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ** اور درود شریف اور استغفار وغیرہ پڑھتی رہے تاکہ عادت قائم رہے۔ (عمدہ:۲۴۷، برکوی:۱۱۰)

(۱۳) جس عورت کو پہلی مرتبہ حیض آیا اور دس دن سے کم میں وہ پاک ہو جائے یا عادت والی عورت عادت سے کم دنوں میں پاک ہو جائے تو وضو اور غسل میں اس قدر تاخیر کرے کہ نماز کا مکروہ وقت نہ آ جائے (یعنی نماز کے مستحب وقت کے آخر میں نماز ادا کرے)۔ (عمدہ:۲۵۰، برکوی:۹۳)

روزے کے احکام

(۱) حالت حیض میں روزہ رکھنا درست نہیں، لیکن پاک ہونے کے بعد اس کی قضا رکھنا ہوگی روزہ بالکل معاف نہیں ہوتا۔ (ب:۱۷۹)

(۲) آدھے روزے میں حیض آ گیا تو وہ روزہ ٹوٹ گیا جب پاک ہو تو قضاء کرے۔ (ب:۱۷۹)

(۳) اگر نفل روزے میں حیض آ جائے تو اس کی قضاء بھی کرے۔ (ب:۱۷۹)

(۴) اگر رمضان شریف میں دن کو پاک ہوئی تو اب پاک ہونے کے بعد کچھ کھانا پینا درست نہیں شام تک روزہ داروں کی طرح رہنا واجب ہے لیکن یہ دن روزہ میں شمار نہ ہوگا۔ بلکہ اس کی قضاء بھی رکھنی پڑے گی۔ (ب:۱۸۱)

(۵) اگر رات کو پاک ہوئی اور پورے دس دن رات حیض آیا ہے اور صبح صادق ہونے میں صرف اتنا وقت باقی ہے کہ ایک دفعہ اَللّٰہُ اَکْبَر بھی نہیں کہہ سکتی تب بھی صبح کا روزہ لازم ہے۔ (ب:۱۸۱)

(۶) اگر دس دن سے کم حیض آیا تو اگر اتنی رات باقی ہے کہ پھرتی سے غسل کر لے گی لیکن غسل کے بعد ایک دفعہ بھی اَللّٰہُ اَکْبَر نہ کہہ پائے گی تو بھی صبح کا روزہ لازم ہے۔ (ب:۱۸۱)

(۷) اگر اتنی رات تو تھی کہ پھرتی سے غسل کر لیتی اور ایک لمحہ ہی پا لیتی لیکن اس نے غسل نہ کیا تو روزہ نہ توڑے بلکہ روزہ کی نیت کر لے اور بعد میں نہا لے (یاد رہے کہ نماز بغیر غسل کے پڑھنا درست نہیں لیکن روزہ بغیر

غسل رکھنا درست ہے۔) (ب:۱۸۱)

(۸) البتہ اگر اس سے بھی کم رات ہو یعنی غسل بھی نہ کر سکے تو صبح کا روزہ جائز نہیں ہے لیکن دن کو کچھ کھانا پینا بھی درست نہیں بلکہ سارا دن روزہ داروں کی طرح رہے اور اس کی قضاء کرے۔ (ب:۱۸۱)

میاں بیوی کے تعلقات کے احکام

(۱) حیض کے زمانے میں شوہر کے ساتھ صحبت کرنا درست نہیں۔ (ب:۱۷۹)

(۲) حیض میں شوہر کے ساتھ کھانا پینا لیٹنا پیار کرنا وغیرہ درست ہے لیکن ناف سے گھٹنے تک کے بدن سے لذت حاصل کرنا جائز نہیں۔ (ب:۱۷۹، عمدہ:۲۳۹)

(۳) ناف سے گھٹنے تک عورت کے بدن سے مرد کا اپنے کسی عضو سے چھونا جائز نہیں خواہ شہوت سے ہو یا بے شہوت لیکن ایسا کوئی کپڑا حائل ہو کہ جسم کی گرمی محسوس نہیں ہوتی تو چھونے میں کوئی حرج نہیں۔ (عمدہ:۲۳۹، ش:۲۹۲)

(۴) ناف سے گھٹنے تک کے حصہ کو برہنہ دیکھنا جائز نہیں۔ (ش:۲۹۲)

(۵) اگر ساتھ سونے میں غلبہ شہوت اور اپنے آپ کو قابو میں نہ رکھنے کا مرد کو احتمال ہو تو ساتھ نہ سوئے۔ (عمدہ:۲۳۹)

(۶) اگر غلبہ شہوت کا گمان ہو تو ساتھ سونا منع اور گناہ ہے۔ (عمدہ:۲۳۹)

(۷) اگر کسی نے حالت حیض میں بیوی سے مجامعت کی اور جانتا ہے کہ حرام ہے تو یہ گناہ کبیرہ ہے اس سے سخت گناہ گار ہوگا اور اس پر توبہ اور استغفار کے سوا کچھ (کفارہ) نہیں۔ (عمدہ:۲۳۹، ش:۲۹۷)

(۸) اور مستحب ہے کہ ایک دینار یا نصف دینار صدقہ دے (یعنی اگر ابتداء حیض میں جماع کیا کہ خون سرخ تھا تو ایک دینار دے اور آخر میں کیا کہ خون زرد تھا تو نصف دینار دے ظاہراً یہ صدقہ کا حکم مرد کیلئے ہے عورت کیلئے نہیں)۔ (عمدہ:۲۴۹، ش:۲۹۸)

نوٹ: دینار سونے کا ہوتا ہے جس کی مقدار 4.374 گرام ہے لہٰذا نصف دینار 2.187 گرام ہوئے[۱]۔

(۹) لیکن اگر کوئی شخص حالت حیض میں جماع کرنے کی حرمت نہ جانتا ہو (یعنی یہ معلوم نہ ہو کہ گناہ کبیرہ ہے) یا بھول سے ایسا کیا تو گناہ کبیرہ نہیں یعنی اس کیلئے معاف ہے۔ (ش:۲۹۷)

(۱۰) خون بند ہونے کے وقت غسل واجب ہوتا ہے اگر اکثر مدت حیض (جو دس دن ہے) گزر چکی تو غسل سے پہلے جماع حلال ہے یعنی اسکو جماع کیلئے غسل واجب نہیں خواہ پہلی بار ہی حیض آیا ہو یا عادت والی عورت ہو اور مستحب یہ ہے کہ جب غسل نہ کرے جماع نہ کرے۔ (عمدہ:۲۴۹، ش:۲۹۴)

(۱۱) خون اگر دس دن سے کم مدت میں بند ہو تو اگر جتنی عادت تھی اتنا خون آیا پھر بند ہو گیا تو جب تک نہا نہ لے صحبت کرنا درست نہیں۔ (ب:۱۸۰)

لیکن اگر وہ عورت اہل کتاب سے ہے تو اس سے جماع کرنا فی الحال

---

[۱] دینار کا یہ وزن مفتی محمد اشرف صاحب کے مرتب کردہ نقشہ سے لیا گیا ہے، جو رسالہ اوزان شرعیہ (مطبوعہ ادارۃ المعارف کراچی) کے آخر میں دیا ہوا ہے۔

حلال ہو گیا اس لئے کہ وہ کفر کی وجہ سے احکام شرع کی مخاطبہ نہیں اور اس پر غسل واجب نہیں۔ (عمدہ:۲۵۰، ش:۲۹۴)

(۱۲) اگر غسل نہ کرے تو جب ایک نماز کا وقت گزر جائے کہ ایک نماز کی قضاء اس کے ذمہ واجب ہو جائے تو صحبت درست ہے اس سے پہلے درست نہیں۔ (ب:۱۸۰)

(۱۳) اگر حیض چاشت کے وقت بند ہوا اور اگر اس نے غسل نہیں کیا تو تاوقتیکہ ظہر کا وقت نہ گزر جائے (یعنی عصر کا وقت داخل ہو جائے) اس سے وطی حلال نہیں اس لئے کہ زوال سے پہلے وقت مہمل ہے۔

اسی طرح اگر طلوع آفتاب سے اتنے قبل حیض بند ہو کہ وہ غسل اور اللہ اکبر پر قادر نہیں تو تاوقتیکہ ظہر کا وقت نہ نکل جائے یا غسل نہ کر لے جماع حلال نہیں۔ (عمدہ:۲۴۹، ش:۲۹۵)

(۱۴) اگر عادت پانچ دن کی ہو اور خون چار ہی دن آ کے بند ہو گیا تو نہا کر نماز پڑھنا واجب ہے۔ لیکن جب تک پانچ دن پورے نہ ہو جائیں تب تک صحبت کرنا درست نہیں کہ شاید پھر خون آ جائے۔ (عمدہ:۲۵۰، ش:۲۹۴)

تلاوت، ذکر و دعا کے احکام

(۱) حیض والی عورت کو قرآن شریف تلاوت کی نیت سے پڑھنا حرام ہے چاہے پوری آیت ہو یا کچھ حصہ۔ (عمدہ:۲۴۷، ش:۲۹۳)

(۲) اگر تلاوت کے مقصد سے نہ پڑھے بلکہ دعا، ثناء یا کام شرع کرنے کے

ارادے سے چاہے تو مضائقہ نہیں۔ مثلاً شکر کے ارادے سے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہنا یا کھاتے ہوئے بِسْمِ اللّٰہِ پڑھنا۔ (عمدہ:۲۲۷، عالم:۳۸)

(۳) اور ایسی چھوٹی آیتیں پڑھنا کہ بات کرنے میں زبان پر آجاتی ہیں حرام نہیں جیسے ﴿ثُمَّ نَظَرَ﴾ اور ﴿لَمْ یُوْلَدْ﴾۔ (عمدہ:۲۲۸، عالم:۳۸)

(۴) ایسی عورت اگر کلی کرکے قرآن پڑھے تو حلال نہ ہوگا یہی صحیح ہے۔

(عمدہ:۲۲۸، عالم:۳۸)

(۵) اگر معلّمہ یعنی قرآن پڑھانے والی کو حیض آجائے تو اس کو چاہیے کہ بچوں کو رواں پڑھاتے وقت پوری آیت نہ پڑھے بلکہ ایک ایک کلمہ پڑھائے اور دو کلموں کے درمیان میں توقف کرے اور سانس توڑ دے البتہ قرآن شریف کی ہجے کرانا مکروہ نہیں۔ (عمدہ:۲۲۸، برکوی:۱۱۲)

(۶) قرآن کریم کا ترجمہ پڑھنا بھی جائز ہے لیکن قرآن شریف کو ہاتھ نہ لگائے۔ اگر قرآن شریف محض اُردو یا کسی اور زبان میں (یعنی ترجمہ) لکھا ہوا ہو تو اس کا چھونا مکروہ ہے۔ (عالم:۳۹)

(۷) دعا قنوت بھی پڑھنا مکروہ نہیں۔ (ب:۱۸۳)

(۸) ایسی دعائیں جو قرآن شریف میں آتی ہیں دعا کی نیت سے پڑھنا جبکہ تلاوت کی نیت نہ ہو مثلاً اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کی پوری سورت دعا کی نیت سے اور رَبَّنَا آتِنَا فِی الدُّنْیَا وغیرہ آخر تک پڑھنا منع نہیں۔ (ب:۱۸۳)

(۹) آیۃ الکرسی بھی دعا کی نیت سے پڑھنا جائز ہے۔ (احسن ۲:۱۰۷)

(۱۰) اذان کا جواب دینا اور مثل اس کے اور چیزیں مثلاً کلمہ شریف، درود شریف اور اللہ تعالیٰ کا نام، استغفار، لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ یا کوئی وظیفہ پڑھنا بھی جائز ہے۔ البتہ ان تمام کو وضو یا کلی کرکے پڑھنا بہتر ہے اور اگر ویسے بھی پڑھ لیا تب بھی جائز ہے۔ (عمدہ:۲۲۸، عالم:۳۸)

(۱۱) اذکار و درود شریف وغیرہ کی کتابوں کو ساتھ رکھنا بھی درست ہے۔ (ش:۲۹۳)

مسجد کے احکام

(۱) حالت حیض میں خانہ کعبہ و مسجد الحرام کے اندر جانا حرام ہے۔

(عمدہ:۲۲۷، عالم:۳۸)

(۲) اس حالت میں کسی بھی مسجد میں داخل ہونا حرام ہے۔ چاہے داخل ہونا اس میں بیٹھنے کیلئے ہو یا گزرنے کیلئے (عمدہ:۲۲۸، عالمگیری:۳۸)

(۳) اسلئے جو حائضہ حضور ﷺ کے روضہ اقدس کی زیارت کیلئے حاضری دے اس کیلئے درود و سلام پڑھنا تو جائز ہے لیکن مسجد نبوی میں داخل نہ ہو باہر سے پڑھ لے۔

(۴) عیدگاہ، مدرسہ، خانقاہ، جنازہ گاہ، یا جو جگہ گھر میں نماز پڑھنے کی مقرر ہو وہ مسجد کے حکم میں نہیں ہے ان میں داخل ہونا جائز ہے۔ (عمدہ:۲۲۷، عالم:۳۸)

سجدے کے احکام

(۱) حیض والی عورت جب سجدہ کے آیت سنے تو اس پر سجدہ تلاوت واجب نہیں، اور خود پڑھے تب بھی واجب نہیں۔ (برکوی:۱۱۰)

(۲) حالت حیض میں سجدہ شکر بھی جائز نہیں۔ (برکوی:۱۱۰)

اعتکاف کے احکام

(۱) حالت حیض میں اعتکاف کرنا جائز نہیں۔ (ش:۴۴۱)

(۲) اگر پاکی میں اعتکاف شروع کیا درمیان میں حیض آ گیا تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا، صرف اسی ایک دن کی قضا کرے جس دن اعتکاف ٹوٹا ہے۔ (احسن ۴:۵۰۲)

قرآن شریف کے احکام

(۱) حالت حیض میں قرآن شریف دیکھنا جائز ہے۔ (عمدہ:۲۲۸، برکوی:۱۱۳)

(۲) قرآن شریف کا چھونا جائز نہیں۔ (ب:۱۸۳)

(۳) لیکن اگر قرآن شریف ایسے غلاف میں ہو جو قرآن شریف سے جدا ہو جیسے تھیلی یا رومال یا چمڑے یا ریگزین وغیرہ کا ایسا کور ہو جو قرآن شریف سے پیوست نہ ہو تو چھونا جائز ہے۔ اور جو پیوست ہو یا متصل ہو تو جائز نہیں۔ (عمدہ:۲۲۸، برکوی:۱۱۳)

(۴) قرآن مجید کے ورق کے اطراف وہ جگہ جہاں قرآن مجید کے الفاظ لکھے ہوئے نہیں اسکو چھونا بھی صحیح قول کے بموجب جائز نہیں۔ (عمدہ:۲۲۸، ش:۲۹۳)

(۵) جو کپڑے پہنے ہوئے ہیں جیسے کرتے کا دامن، آستین اور دوپٹہ کا آنچل وغیرہ ان سے بھی قرآن شریف چھونا جائز نہیں۔ (عمدہ ۲۲۸، ب:۱۸۳)

(۶) البتہ بدن سے الگ کپڑا ہو جیسے رومال وغیرہ اس سے پکڑ کر اٹھانا جائز ہے۔ (عمدہ:۲۲۸، ش:۲۹۳)

(۷) دینی کتابیں جیسے حدیث، فقہ کی کتابوں کا چھونا جائز ہے لیکن خلاف اولیٰ ہے۔ اور ان کتابوں میں جہاں آیت لکھی ہو وہاں ہاتھ لگانا جائز نہیں۔ (احسن ۱:۳۶، ۷۱)

(۸) تبلیغ میں جانے والی خواتین کیلئے فضائل اعمال پڑھنا جائز ہے۔ (احسن ۱:۷۱)

(۹) تفسیر کی کتابوں میں اگر تفسیر زیادہ ہو اور آیات کم ہوں تو چھونا جائز ہے ورنہ نہیں۔ (احسن ۱:۳۶)

(۱۰) درہم یا روپیہ یا طشتری یا تختی یا کاغذ کے پرچے (تعویز وغیرہ) پر یا دیوار وغیرہ کسی اور چیز پر قرآن شریف کی کوئی پوری آیت لکھی ہو تو اس خاص لکھی ہوئی جگہ کا چھونا بھی جائز نہیں لیکن یہ چیزیں کسی تھیلی وغیرہ میں ہوں تو اس تھیلی کا اٹھانا جائز ہے۔ (ش:۲۹۳، عمدہ:۲۲۸)

(۱۱) ایسی عبارت لکھنا جس کی بعض سطروں میں قرآن شریف کی آیت ہو مکروہ ہے اگرچہ وہ اس کو پڑھے نہیں۔ (عمدہ:۲۲۸، عالم:۳۹)

(۱۲) قرآن شریف کا لکھنا جائز نہیں البتہ کاغذ پر ہاتھ لگائے بغیر صرف قلم لگا کر لکھ رہی ہو تو ضرورت کے وقت جائز ہے لیکن بہتر ہے کہ نہ لکھے۔ (احسن ۱:۳۶)

حج وعمرہ کے احکام

(۱) حج یا عمرہ کے لئے جس طرح پاک عورت کو احرام باندھنا لازم ہے اس طرح حیض والی عورت کو بھی لازم ہے بغیر احرام کے میقات سے گزرنا

جائز نہیں اور جس طرح پاک عورت کے لئے احرام کے لئے غسل کرنا مستحب ہے اس طرح اس عورت کے لئے بھی غسل مستحب ہے جو حیض کی حالت میں ہو کیونکہ اس غسل میں دو نیتیں ہیں ایک یہ کہ احرام طہارت پر باندھا جائے دوسرے یہ کہ احرام کے وقت بدن کی صفائی ستھرائی حاصل کی جائے اور یہ دوسری سنت ان عورتوں کو حاصل ہو سکتی ہے جو حیض کی حالت میں ہوں۔ (مناسک:۶۳)

(۲) حج کو جاتے ہوئے یا راستہ میں حیض آگیا اور ابھی تک احرام نہیں باندھا تھا تو اسی حالت میں احرام باندھ لے اور موقع ہو تو احرام کے لئے غسل بھی کرلے اس غسل سے عورت پاک شمار نہیں ہوگی۔ (بلکہ یہ غسل صرف صفائی کیلئے ہے) ایسی صورت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو پیش آئی تھی۔ (فتح:۱/۳۲۸، اعلاء السنن:۱۰/۳۲۴)

(۳) حالت حیض میں عورت حج کے تمام کام کر سکتی ہے البتہ بیت اللہ کا طواف حیض کی حالت میں کرنا جائز نہیں، کیونکہ طواف کیلئے پاکی شرط ہے۔ نیز طواف مسجد میں ہوتا ہے اور حائضہ کو مسجد میں جانا جائز نہیں۔ (مناسک:۱۱۲)

(۴) اگر کسی عورت نے صرف حج (حج افراد) کا احرام باندھا تھا اور حالت حیض میں مکہ شریف پہنچ گئی تو طواف قدوم جو کہ حج افراد کرنے والے کے لئے سنت ہے ادا نہ کرے ہاں وقوف عرفہ سے پہلے اگر پاک ہو جائے اور وقت ہو تو یہ طواف کرلے اور اگر وقت نہ ہو اور حج کے افعال شروع ہو گئے

ہوں (یعنی زوال کے بعد وقوف عرفہ شروع کر دیا ہو) تو یہ طواف معاف ہو گیا۔ (مناسک:۹۶)

(۵) اسی طرح جس عورت نے عمرہ اور حج دونوں (حج قران) کا احرام باندھا تو عمرہ کے طواف وسعی کے بعد اس کے لئے بھی طواف قدوم سنت ہے (اور اگر طواف قدوم سے پہلے اسے حیض شروع ہو جائے تو اس پر بھی یہ طواف معاف ہو جاتا ہے)۔ (عمدۃ الناسک[1] بحوالہ زبدۃ:۲۹۴)

(۶) اسی طرح مکہ شریف سے رخصت ہونے سے پہلے حیض شروع ہو گیا تو اب طواف وداع (یعنی طواف جو حاجی رخصت ہوتے ہوئے کرتا ہے) معاف ہو گیا بغیر طواف کئے ہی چلی آئے ایسی صورت حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کو پیش آئی تھی۔ (ش:۴/۶۸، مشکوۃ:۲۳۴)

(۷) البتہ طواف زیارت (فرض طواف) معاف نہیں اگر حیض آجائے تو مکہ میں ٹھہر جائے جب پاک ہو جائے طواف کرلے ورنہ حج نہیں ہوگا اور احرام سے بھی نہیں نکلے گی۔

(۸) طواف زیارت کا وقت دسویں تاریخ کی صبح صادق سے شروع ہو جاتا ہے۔ البتہ اسکا مستحب وقت قصر (بالوں کے کترنے) کے بعد ہے لیکن جس عورت کو حیض آنے کا اندیشہ ہو اسے چاہیئے کہ ایام نحر (دسویں ذی الحجہ کی صبح صادق) شروع ہوتے ہی سب سے پہلے طواف زیارت کرلے تاکہ حیض کی وجہ سے بعد میں کوئی پریشانی نہ ہو۔

---

[1] زبدۃ المناسک مع عمدۃ الناسک مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی۔

(۹) جس عورت کو ایام نحر سے پہلے حیض شروع ہو جائے تو وہ حج کے افعال کر کے طواف زیارت کے لئے انتظار کرے اور جب پاک ہو تو طواف ادا کرے چاہے ایام نحر گزر چکے ہوں کیونکہ حیض یا نفاس والی عورت کو طواف زیارت میں تاخیر کرنے کی وجہ سے دم نہیں آتا (مناسک: ۲۳۵)

(۱۰) اگر بالفرض پاک ہونے تک عورت کا حرم میں ٹھہرنا کسی طور ممکن نہ ہو تو ایسی حالت میں اگر یہ عورت طواف کرے گی تو اس کا طواف زیارت ادا ہو جائے گا۔ مگر چونکہ یہ طواف ناپاکی کی حالت میں ادا کیا ہے اس لئے بطور کفارہ اس پر پوری گائے یا سالم اونٹ کا حدود حرم میں ذبح کرنا لازم ہے تاکہ نقصان کی تلافی ہو سکے۔ علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ سے خوب استغفار کرے اور معافی بھی مانگے[1]۔

[1] مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس موقعہ پر ایک استفتاء قارئین کی نظر کیا جائے

السوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں ایک عورت طواف زیارت سے قبل حائضہ ہوگئی۔ ابھی پاک نہیں ہوئی تھی کہ اتنے میں روانگی کی تاریخ آگئی۔ طواف کے بغیر ہی واپس وطن آگئی۔ اسکے حج کا کیا حکم ہے؟ اسکی شرعاً کوئی تلافی ہو سکتی ہے یا نہیں؟

السائل مقصود احمد جالندھری متعلم خیر المدارس۔ ملتان۔

الجواب: یہ صورت کثیر الوقوع ہے۔ مسئلہ نہ معلوم ہونے کی وجہ سے بہت سی مستورات حج کی ادائیگی سے محروم رہ جاتیں ہیں۔ مصارف اور سفری صعوبتیں برداشت کرنے کے باوجود ان کا حج نہیں ہوتا ـــــــ طواف زیارت چونکہ فرض ہے۔ جو حائضہ عورت طواف زیارت کئے بغیر واپس آگئی ہے۔ اس کا حج نہیں ہوا۔ بلکہ خاوند کے پاس نہ جانے کے بارے میں اس کا احرام ابھی باقی ہے اور اس پر لازم ہے کہ اسی احرام کے ساتھ واپس مکہ مکرمہ جا کر طواف زیارت کرے۔ درمختار میں ہے۔

وبترک اکثرہ بقی محرما ابدا فی حق النساء حتی یطوف الخ (شامیہ ص ۲۲۳ ج ۲ مطبوعہ رشیدیہ)

(۱۱) طواف زیارت ناپاکی میں ادا کرنے کے بعد اگر ایسی عورت کو حرم میں رہنے کا موقع کسی طرح مل جائے تو اس پر اس طواف کو دوبارہ کرنا واجب ہوگا اور دوبارہ طواف کرنے کی صورت میں اس پر اونٹ یا گائے کا ذبح

اس پر علامہ شامی فرماتے ہیں کہ فان رجع الی اھلہ فعلیہ حتماً ان یعود بذلک الاحرام ولا یجزی عنہ البدل ـــــــ اور حج کی سعی نہیں کر چکی تھی، تو وہ سعی بھی کرے۔ اور ایسی حائضہ عورت سے پاک ہونے کے بعد اس کے خاوند نے مجامعت بھی کی تو ایک بکری بطور کفارہ حدود حرم میں ذبح کرنا واجب ہے اور اگر یہ فعل متعدد بار ہو چکا ہے تو کفارے بھی متعدد واجب ہوں گے۔ الا یہ کہ احرام توڑنے کی نیت سے مجامعت کی ہو۔ وفی اللباب واعلم ان المحرم اذا نوی رفض الاحرام فجعل یضع ما یصنعہ الحلال من لبس الثیاب والتطیب والحلق والجماع وقتل الصید فانہ لا یخرج بذلک من الاحرام وعلیہ ان یعود کما کان محرماً ویجب دم واحد لجمیع ما ارتکب ولو اکل المحظورات وانما یتعدد الجزاء بتعدد الجنایات اذا لم ینو الرفض (شامی ص ۲۸۳ ج ۲)

ایسی صورت میں مستورات اور ان کے وارثوں کے لئے سخت مشکلات ہیں اس لئے حکومت پر لازم ہے کہ ایسی معذور عورتوں کے لئے سفر مؤخر کرنے کی مناسب ہدایات متعلقہ محکمہ کو جاری کرے۔ اور اگر بالفرض پاک ہونے تک عورت کا ٹھہرنا کسی طور ممکن نہ ہو تو ایسی حالت ہی میں اگر یہ عورت طواف کرے گی تو اس کا طواف زیارت ادا ہو جائے گا۔ مگر دوگانہ طواف (طواف کے بعد دو رکعت واجب) پاک ہونے تک نہ پڑھے۔ اور اگر حج کے لئے سعی پہلے نہ کر چکی ہو تو اب طواف زیارت کے بعد سعی بھی کرے۔ حائضہ عورت نے چونکہ یہ طواف ناپاکی کی حالت میں کیا ہے اس لئے بطور کفارہ اس پر سالم گائے یا سالم اونٹ کا حدود حرم میں ذبح کرنا لازم ہے تاکہ نقصان کی تلافی ہو سکے، علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ سے خوب استغفار کرے اور معافی بھی مانگے۔ شامیہ میں ہے۔ نقل بعض المحشین عن منسک ابن امیر حاج لو ھمّ الرکب علی القفول ولم تطھر فاستفتت ھل تطوف ام لا قالوا یقال لھا یحل لک دخول المسجد وان دخلت و طفت اثمت وصح طوافک وعلیک ذبح بدنۃ وھذہ مسئلۃ کثیرۃ الوقوع یتحیر فیھا النساء (ص ۱۸۴ ج ۲)

فقط: واللہ اعلم

بندہ عبدالستار عفا اللہ عنہ

(خیر الفتاوی جلد ۴ ص ۱۷۸)

کرنا جو لازم تھا وہ معاف ہو جائے گا۔ (مناسک:۲۳۱)

(۱۳) طواف زیارت حیض کی حالت میں کیا پھر ایام نحر ختم ہونے سے اتنی دیر پہلے پاک ہو گئی کہ غسل کر کے دوبارہ پورا طواف یا چار چکر ادا کر سکتی ہے اور اس نے ایسا نہیں کیا بلکہ ایام نحر گزرنے کے بعد طواف زیارت کا اعادہ کیا تو اس سے گائے یا اونٹ کا دم دینا ساقط ہو جائے گا لیکن طواف زیارت کے اعادہ کو ایام نحر سے مؤخر کرنے کی وجہ سے ایک بکرے کا دم واجب ہوگا۔ (مناسک:۲۳۴،عمدۃ الناسک بحوالہ زبدۃ:۲۰۵)

(۱۴) ایام نحر کی ابتداء میں پاک تھی اور اس نے غفلت کی بنا پر طواف زیارت ادا نہیں کیا اور حیض شروع ہو گیا پھر ایام نحر گزرنے کے بعد پاک ہوئی اور طواف ادا کیا تو اس پر طواف کو ایام نحر سے مؤخر کرنے کی وجہ سے ایک بکرے کا دم ہوگا۔ (مناسک:۲۳۳،عمدۃ الناسک بحوالہ زبدہ وحیات:۲۰۵، ۲۴۸)

(۱۵) اگر عورت کو طواف کرتے کرتے حیض آ گیا چاہے طواف (فرض ہو، واجب یا نفل) تو اسی وقت مسجد سے باہر آ جانا ضروری ہے اس کو پورا کرنا یا مسجد میں ٹھہرے رہنا گناہ ہے۔ (مناسک:۱۱۲)

(۱۶) اگر طواف زیارت کے چار یا اس سے زیادہ شوط (یعنی چکر) پاکی میں ہو گئے تو وہ طواف ادا ہو گیا اور جتنے چکر باقی رہ گئے اس کے بدلے دم دے اور اگر پاکی میں قضا کرنے کا موقع مل جائے تو انکی قضا کرے قضا کرنے کی صورت میں دم ساقط ہو جائے گا اور اگر چار چکر سے کم ہوئے

ہوں تو وہ طواف ادا نہیں ہوا پاک ہونے کے بعد قضا کرے۔ (عالم:۲۴۶)

اسی طرح اگر طواف قدوم یا طواف صدر کے اکثر چکر پاکی میں ہو گئے تو وہ طواف ادا ہو گیا اور ان چھوٹے ہوئے چکروں کے بدلے صدقہ دے یا پاکی میں قضا کرے۔ (عمدۃ الناسک فی باب الجنایات)

نوٹ: صدقہ یہ ہے کہ ہر شوط کے بدلہ میں آدھا صاع گیہوں یا ایک صاع جو دے (صاع تقریباً ساڑھے تین کلو کا ہوتا ہے)

(۱۷) اگر پورا یا اکثر طواف پاکی کی حالت میں کر لیا اس کے بعد حیض شروع ہو گیا اور ابھی صفا مروہ کی سعی باقی ہے تو اس کو حیض کی حالت میں کر سکتی ہے سعی کے لئے طہارت شرط نہیں اس طواف کے بعد تحیۃ الطواف (دو رکعت) نہ پڑھے۔ (عالم:۲۴۷)

(۱۸) عمرہ کا احرام بھی حالت حیض میں صحیح ہے البتہ طواف اس حالت میں نہیں کر سکتی ہے اگر پورا طواف یا اکثر طواف کرنے کے بعد حیض شروع ہوا تو سعی کر سکتی ہے اور تحیۃ الطواف معاف ہو جائے گا۔

نوٹ: جس طواف کے بعد سعی کی جائے تو یہ بھی سعی کے واجبات میں سے ہے کہ وہ طواف جنابت اور حیض یا نفاس سے پاکی کی حالت میں کیا جائے۔

(عمدۃ الناسک بحوالہ غنیۃ الناسک:۲۰۵، ۲۷۳)

(۱۹) اگر عمرہ کا احرام باندھا تھا اور حیض شروع ہو گیا عمرہ کرنے کا موقع نہیں ملا اور حج کے افعال (منیٰ عرفات وغیرہ میں جانا) شروع ہو گیا تو اب یہ

عورت عمرہ کا احرام ختم کر کے حج کا احرام باندھ لے اور حج کے افعال شروع کر دے بعد میں عمرے کی قضاء کر لے اس عورت کو عمرہ کا احرام کھولنے پر دم دینا ضروری ہے یہ صورت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ پیش آئی تھی۔ (اعلاء السنن ۱۰:۳۲۴)

نوٹ: عمرے کا احرام کھولنے کی شکل یہی ہے کہ احرام ختم کرنے کی نیت سے بال کھول کر کنگھی کرے۔ (اعلاء السنن ۱۰:۳۲۴)

نوٹ: دم میں ایک بکری یا بڑے جانور کا ساتواں حصہ دینا ضروری ہے۔

سفر کے احکام

(۱) جو کوئی تین منزل چلنے کا قصد کر کے نکلے وہ شریعت کے قاعدے سے مسافر ہے۔ تین منزل یہ ہے کہ اکثر پیدل چلنے والے وہاں تین روز میں پہنچا کرتے ہیں تخمینہ اسکا ہمارے ملک میں اڑتالیس ۴۸ میل انگریزی (77.248 کلومیٹر) ہے۔ (ب:۱۶۷، ۱۶۸)

(۲) عورت حالت حیض میں سفر شروع کرے تو چاہے جتنا سفر کر لے وہ مسافر شمار نہ ہوگی اس کے مسافر ہونے کا حکم اس کے پاک ہونے کے بعد لگایا جائے گا۔ (ش ۲:۱۳۵)

(۳) حیض کی حالت میں سو کلومیٹر کے ارادہ سے سفر کو نکلی اور پچاس کلومیٹر سفر کرنے کے بعد پاک ہوئی تو وہ اب مسافر نہیں نماز پوری پڑھے گی کیونکہ آگے اس کا قصد وارادہ صرف پچاس کلومیٹر ہے جو مقدار سفر نہیں، ہاں

پاک ہونے کے بعد اس کا ارادہ ۷۸ کلومیٹر یا زیادہ کا ہوتا تو یہ مسافر شمار ہوتی اور بقیہ راستے میں قصر نماز پڑھنی پڑھتی۔ (دیکھئے ب ۱۶۹)

(۴) سفر کی ابتداء پاکی کی حالت میں ہوئی ہو تو حیض ختم ہونے کے بعد بھی نماز قصر ہی پڑھے گی چاہے منزل مقصود تک کا بقیہ سفر مقدار سفر سے کم ہو یا زیادہ۔ (احسن ۴:۸۷)

طلاق وعدت کے احکام

(۱) جس عورت کو حیض آتا ہو اسے اگر طلاق پڑ جائے تو اس کی عدت تین حیض ہے۔ (ش ۳:۵۰۵)

(۲) اگر اتنی چھوٹی ہو کہ حیض نہ آتا ہو یا ایسی بوڑھی ہے کہ حیض آنا بند ہو گیا ہو تو طلاق پڑنے کی صورت میں ان کی عدت تین ماہ ہے۔ (ش ۳:۵۰۷)

(۳) اگر جوان عورت کو حیض آنا بند ہو جائے تو طلاق کی عدت گزارنے کیلئے بذریعہ علاج حیض جاری کر کے تین حیض عدت پوری کرے اور اگر علاج سے بھی حیض جاری نہ ہو تو شدید ضرورت کے وقت ایک سال عدت کا فتوی دیا جا سکتا ہے۔ (ایسی صورت میں علماء سے فتویٰ لے کر عمل کیا جائے۔) (احسن ۵:۴۳۵)

(۴) حالت حیض میں طلاق دینا گناہ ہے لیکن طلاق واقع ہو جائے گی، اور جس حیض میں طلاق دی اس کا اعتبار نہیں اس کے علاوہ تین حیض عدت میں گزارے گی۔ (فتح ۳:۳۲۸، ش ۳:۵۰۵)

مستحاضہ ضالہ

مستحاضہ کی تیسری قسم وہ عورت ہے جو معتادہ تھی پھر خون جاری ہوگیا (یعنی استحاضہ شروع ہوگیا) اور یہ اپنی سابقہ عادت بھول گئی اسے ضالہ (عادت بھولنے والی) کہتے ہیں۔ ضالہ کو متحیرہ، ناسیہ، مضلہ بھی کہتے ہیں۔

تنبیہ

ہم پہلے بھی عرض کر چکے ہیں عادت کو یاد رکھنا واجب ہے ورنہ بڑی پیچیدگیاں پیدا ہو جاتی ہیں، آئندہ آنے والے مسائل سے اس کا اندازہ ہوگا لہٰذا عادت کو یاد رکھنے اور رکھوانے کا اہتمام کرنا چاہیے۔

ضالہ کی اقسام

ضالہ کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) گنتی اور وقت دونوں بھولنے والی

جسے حیض کا وقت بھی معلوم نہ ہو کہ کب آیا تھا اور نہ یہ معلوم ہو کہ کتنے دن آیا تھا اسے اصطلاح میں ’’ضالۃ بالعدد و الوقت‘‘ کہتے ہیں۔

(۲) وقت بھولنے والی

جسے یہ معلوم نہ ہو کہ حیض کب آیا تھا لیکن اتنا معلوم ہو کہ کتنے دن تھا اسے اصطلاح میں ’’ضالۃ بالوقت‘‘ کہتے ہیں۔

(۳) صرف گنتی بھولنے والی

جس عورت کو اتنا یاد ہو کہ حیض کب آیا تھا لیکن یہ بھول گئی کہ کتنے دن تھا اسے اصطلاح میں ’’ضالۃ بالعدد فقط‘‘ کہتے ہیں۔ (اب تفصیل سے ہر ایک کا بیان ہوگا ان شاء اللہ تعالیٰ)

(۱) گنتی اور وقت بھولنے والی کے احکام[1]

جو حیض کا وقت اور گنتی دونوں بھول جائے وہ خوب سوچ بچار کرے کہ اس کی عادت کیا تھی، جس طرح کسی جگہ قبلہ معلوم نہ ہو تو آدمی خوب اندازہ کرتا ہے کہ قبلہ کہاں ہوگا اور جس طرح نماز میں رکعات کی تعداد بھول جائے تو وہ سوچتا ہے کہ کتنی ہوئیں اگر سوچ سے غالب گمان ہو جائے کہ حیض اتنے دن تھا اور فلاں وقت سے تھا تو اس غالب گمان پر عمل کرے اس وقت یہ معتادہ کے حکم میں سمجھی جائے گی اور اس پر تمام احکام معتادہ کے لازم ہوں گے۔ (برکوی:۹۹)

اور اگر غالب گمان سے گنتی اور وقت متعین نہیں کر سکتی تو اس کے مسائل میں پیچیدگی پیدا ہوگی کیونکہ اس صورت میں ہر دن کے بارے میں یہ شبہ ہے کہ یہ دن حیض کا ہو یا طہر کا اور جب تک خون جاری رہے گا ہر دن یہ شبہ رہے گا۔

فقہاء نے بڑی جانفشانی سے اس کے احکام لکھیں ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں، خون جاری رہنے تک اس کے احکام یہی ہوں گے:-

(۱) مسجد میں داخل نہ ہو، حج کے موقع پر بھی حرم شریف اور مدینہ منورہ میں نماز

---

[1] دیکھئے امداد الاحکام جلد اول ص ۳۶۸

وغیرہ کے لئے مسجد نہ جائے۔ (برکوی:۹۹)

(۲) طواف نہ کرے، لیکن طواف زیارت جو کہ حج کا رکن ہے اس کے بغیر حج ہوتا ہی نہیں وہ ادا کرے گی پھر دس دن بعد طواف زیارت کا دوبارہ اعادہ کرے گی کیونکہ حیض دس دن سے زیادہ نہیں ہوتا لہٰذا ان دونوں طوافوں میں سے ایک ضرور پاکی میں ہوا ہوگا۔

اسی طرح طواف صدر بھی کرے گی کیونکہ یہ واجب ہے لیکن دس دن بعد اس کا اعادہ نہ کرے، کیونکہ طواف صدر کا حکم یہ ہے کہ پاک عورت پر واجب ہے اور ناپاک پر معاف ہے اور چونکہ یہ معلوم نہیں کہ یہ پاک ہے یا ناپاک لہٰذا طواف کرلے اگر پاکی میں ہوگی تو ادا ہو جائے گا اور ناپاکی میں ہوگی تو اس پر معاف ہے اعادہ کی ضرورت نہیں۔ (برکوی:۹۹)

(۳) قرآن شریف کو چھونا جائز نہیں۔ (برکوی:۹۹)

(۴) جب تک استحاضہ کا خون جاری ہے شوہر کا اس سے مجامعت کرنا جائز نہیں۔ (ایضا)

(۵) نفل نماز پڑھنا اور نفل روزے رکھنا جائز نہیں۔ (ایضا)

(۶) نماز کے علاوہ قرآن شریف کی تلاوت جائز نہیں۔ (ایضا)

(۷) اگر سجدہ تلاوت والی آیت سنے اور اس وقت سجدہ کرلیا تو یہ سجدہ اس سے ساقط ہو جائے گا یعنی دوبارہ نہ کرنا پڑے گا کیونکہ اگر یہ پاک ہے تو سجدہ ادا ہو گیا اور اگر ناپاک ہے تو اس پر سجدہ تلاوت نہیں۔

اور اگر سجدہ اسی وقت نہ کرے بعد میں کرے تو دس دن بعد اس کا اعادہ کرنا ہوگا کیونکہ احتمال ہے کہ آیت سجدہ پاکی میں سنا ہو اور سجدہ کی ادائیگی ناپاکی میں ہو لہٰذا دس دن بعد دوبارہ سجدہ کرے تاکہ دونوں میں سے ایک یقینی طور پر پاکی میں ہو جائے اور واجب ذمہ میں نہ رہے (برکوی:۱۰۰)

نماز کے احکام[1]

(۱) فرض کی پہلی دو رکعتوں میں اور واجب وسنن مؤکدہ کی ہر رکعت میں سورت فاتحہ کے علاوہ صرف اتنی قرآت جائز ہے، جس سے نماز صحیح ہو جائے فرض نماز میں دو رکعت بعد صرف سورہ فاتحہ پڑھنا جائز ہے۔ (برکوی:۹۹)

(۲) دعا قنوت اور دوسری دعائیں پڑھ سکتی ہے۔ (برکوی:۱۰۰)

(۳) اگر کسی عورت کو صرف اتنا معلوم ہو کہ حیض ہر مہینہ آتا تھا اور مہینہ کے آخر پندرہ دنوں میں سے کسی دن ختم ہوتا تھا باقی کچھ یاد نہیں تو شروع کے پندرہ دن میں تردد ہے پاک ہونے اور حیض شروع ہونے کے درمیان، کیونکہ حیض جب مہینہ کے نصف آخر میں ختم ہوا ہے تو شروع لازماً اس سے پہلے ہوا ہے لہٰذا نصف اول (شروع ۱۵ دن) میں ہر دن میں یہ شبہ ہے کہ شاید حیض شروع نہ ہوا ہو اس لئے پاکی ہے یا حیض شروع ہو چکا ہے اس لئے ناپاکی ہے اور آخری نصف ایام (آخری ۱۵ دن) میں تردد ہے پاک ہونے اور حیض کے ختم ہونے کے درمیان۔ (برکوی:۱۰۰)

---

[1] یہ احکام گنتی اور وقت بھولنے والی (ضالۃ بالعدد والوقت) کے ہیں۔

اب ہم یہ جانتے ہیں کہ جو عورت حائضہ ہو اس پر نماز فرض نہیں لہٰذا شروع کے ایام جن میں حیض شروع ہونے میں تردد ہے ہر نماز کے لئے صرف وضو کرے گی کیونکہ پاکی ہے تو نماز ہوگی اور حیض شروع ہو گیا ہے تو نماز معاف ہے اور آخری نصف میں چونکہ حیض ختم ہونے کا شک ہے اور حیض ختم ہونے پر غسل واجب ہوتا ہے لہٰذا ان دنوں میں ہر نماز کیلئے غسل کرے گی اور ہر نماز کے ساتھ پچھلی نماز کا اعادہ کرے گی، اس احتمال کی وجہ سے کہ شاید پچھلی نماز کے بالکل آخری وقت میں حیض ختم ہوا ہو اور نماز اس سے پہلے پڑھ لی گئی ہے۔

(۴) اگر اس کے ذمہ کوئی قضاء نماز ہے تو اس کی قضاء پڑھ کر دس دن بعد دوبارہ پڑھے تاکہ دونوں میں سے کوئی ایک یقینی طور پر پاکی میں ہو جائے۔

مندرجہ بالا تفصیل کے پیش نظر فقہاء نے چند قواعد بنائے ہیں:

قواعد

(۱) جن ایام میں پاکی اور حیض کے داخل ہونے کے درمیان تردد ہو اس میں ہر نماز کیلئے صرف وضو کرے گی۔

(ب) اور جن ایام میں پاکی اور حیض کے نکلنے کے درمیان تردد ہو اس میں ہر نماز کیلئے غسل کرے گی اور ہر نماز کے ساتھ پچھلی نماز کا اعادہ کرے گی۔

(ج) اور اگر اسے کچھ بھی یاد نہ ہو تو اس کا حکم بھی یہ ہے کہ ہر نماز کیلئے غسل کرے گی اور ہر نماز کے ساتھ پچھلی نماز کا اعادہ کرے گی۔ (برکوی: ۱۰۰)

روزے کے احکام[1]

(۱) رمضان کے تمام روزے رکھے گی کیونکہ رمضان کے ہر دن پاکی کا احتمال ہے۔

(۲: **الف**) اگر ضالہ کو یہ بھی یاد نہ ہو کہ حیض ہر ماہ آتا تھا یا نہیں اور حیض کی ابتداء دن سے تھی یا رات سے یا صرف اتنا یاد ہے کہ ابتداء دن سے تھی تو اس صورت میں رمضان کے مکمل روزے رکھنے کے بعد عید کا روزہ چھوڑ کر (کہ عید کے دن روزہ رکھنا جائز نہیں) دوسری شوال سے بتیس (۳۲) روزے قضاء کے رکھے گی چاہے رمضان المبارک کا مہینہ تیس (۳۰) کا ہو یا انتیس (۲۹) کا اور اگر رمضان سے متصل نہ رکھے کچھ وقفہ کر کے رکھے تو اگر رمضان تیس (۳۰) کا ہو تو اڑتیس (۳۸) اور انتیس (۲۹) کا ہو تو سینتیس (۳۷) روزے قضاء کے رکھنے پڑیں گے۔ (برکوی: ۱۰۱)

وضاحت

چونکہ اس عورت کو کچھ معلوم نہیں اس لئے رمضان کے ہر دن میں احتمال ہے کہ پاکی کا ہو یا ناپاکی کا، لہٰذا ہم احتیاط کے پہلو کو مدنظر رکھتے ہوئے ایسی صورت نکالیں گے کہ ہمیں یہ معلوم ہو جائے کہ ایسی عورت کیلئے رمضان میں ناپاکی کے دن زیادہ سے زیادہ کتنے ہو سکتے ہیں، تاکہ پھر احتیاطاً ان کی قضاء کر لی جائے اس لئے ہم حیض کے دن زیادہ سے زیادہ اور پاکی کی مدت کم سے کم شمار کریں گے۔

---

[1] یہ احکام گنتی اور وقت بھولنے والی (ضالۃ بالعدد والوقت) کے ہیں۔

لہذا اگر یہ فرض کرلیا جائے کہ اسے حیض یکم رمضان کی صبح سے شروع ہوا اور اکثر مدت حیض (دس دن) رہا تو حیض گیارہ رمضان کی صبح ختم ہوا پھر اقل مدت طہر (پندرہ دن) پاکی رہی یعنی گیارہ کی صبح سے چھبیس (۲۶) کی صبح تک، گویا چودہ دن مکمل پاکی میں گزرے اور گیارہواں اور چھبیسواں دن آدھا آدھا پاکی میں گزرا، پھر دوبارہ حیض شروع ہوگیا، اس طرح رمضان میں روزہ کیلئے صرف چودہ دن پاک ملے، سو اگر رمضان تیس (۳۰) دن کا ہے تو سولہ دن اور انتیس کا ہے تو پندرہ دن ناپاکی میں گزرے، اب ان دنوں کی قضا کرنی ہوگی۔

جب قضاء متصل ہو

اگر قضاء رمضان سے متصل دوسری شوال سے شروع کرے تو شوال کو رمضان کے حساب سے جوڑ دیا جائیگا چونکہ یہ فرض کیا گیا ہے کہ اس کا حیض چھبیس رمضان کی صبح سے شروع ہوا ہے تو اگر رمضان تیس (۳۰) دن کا ہو تو چھ (۶) شوال کی صبح حیض ختم ہوگا۔ پھر چھ کی صبح سے اکیس (۲۱) کی صبح تک پندرہ دن طہر رہا پھر اکیس کی صبح سے حیض شروع ہوا اور یکم ذ القعدہ کی صبح ختم ہوا (بشرطیکہ شوال ۳۰ دن کا ہو) پھر دوبارہ طہر شروع ہوجائے گا۔

لہذا اگر عید کا روزہ چھوڑ کر ۲ شوال سے ۳ ذی القعدہ تک بتیس روزے رکھے تو لازماً اس میں سولہ (۱۶) دن پاکی کے مل جائیں گے یعنی سات (۷) شوال تا بیس (۲۰) شوال چودہ (۱۴) دن اور (۲) ذی القعدہ اور (۳) ذی القعدہ۔

مندرجہ ذیل نقشہ سے مذکورہ تفصیل باآسانی سمجھ میں آسکتی ہے:

نقشہ نمبر۲

تاریخ	کیفیت	تاریخ	کیفیت	تاریخ	کیفیت
یکم رمضان	صبح حیض شروع	یکم شوال	د	یکم ذی قعدہ	صبح حیض ختم
۲	د	۲	د	۲	ط (۱۵)
۳	د	۳	د	۳	ط (۱۶)
۴	د	۴	د		
۵	د	۵	د		
۶	د	۶	صبح حیض ختم		
۷	د	۶	صبح طہر شروع		
۸	د	۷	ط (۱)		
۹	د	۸	ط (۲)		
۱۰	د	۹	ط (۳)		
۱۱	صبح حیض ختم	۱۰	ط (۴)		
۱۱	صبح طہر شروع	۱۱	ط (۵)		
۱۲	ط (۱)	۱۲	ط (۶)		
۱۳	ط (۲)	۱۳	ط (۷)		
۱۴	ط (۳)	۱۴	ط (۸)		
۱۵	ط (۴)	۱۵	ط (۹)		
۱۶	ط (۵)	۱۶	ط (۱۰)		
۱۷	ط (۶)	۱۷	ط (۱۱)		
۱۸	ط (۷)	۱۸	ط (۱۲)		
۱۹	ط (۸)	۱۹	ط (۱۳)		
۲۰	ط (۹)	۲۰	ط (۱۴)		
۲۱	ط (۱۰)	۲۱	صبح طہر ختم		
۲۲	ط (۱۱)	۲۱	صبح حیض شروع		
۲۳	ط (۱۲)	۲۲	د		
۲۴	ط (۱۳)	۲۳	د		
۲۵	ط (۱۴)	۲۴	د		
۲۶	صبح طہر ختم	۲۵	د		
۲۶	صبح حیض شروع	۲۶	د		
۲۷	د	۲۷	د		
۲۸	د	۲۸	د		
۲۹	د	۲۹	د		
۳۰	د	۳۰	د		

جب رمضان ۲۹ کا ہو

پہلے گزر چکا ہے کہ رمضان جب ۲۹ دن کا ہوتو زیادہ سے زیادہ پندرہ دن ناپاکی میں گزرنے کا احتمال ہے لہٰذا مذکورہ تفصیل کے مطابق اسکی قضاء جب متصل کرے گی تو دوسری شوال سے بتیس روزے رکھنے کی صورت میں لازماً پندرہ دن پاکی کے مل جائیں گے۔ یعنی سات (۷) شوال سے بائیس (۲۲) شوال تک چودہ (۱۴) دن اور ذی القعدہ کا تیسرا دن (جبکہ شوال تیس دن کا ہو)

جب قضاء وقفہ سے کرے

اگر رمضان کی قضاء وقفہ سے کرے وہی احتمال والی صورت یہاں نکالی جائے گی کہ زیادہ سے زیادہ روزے کتنے رکھے جائیں کہ مطلوبہ روزوں کی قضا یقیناً پاکی میں ہوجائے۔

لہٰذا جس دن سے قضاء شروع کرے اسی دن سے ہم یہ تصور کر لیتے ہیں کہ ناپاکی کی ابتداء ہے مذکوہ تفصیل کے مطابق۔

نقشہ نمبر۳

قضاء کے روزے	کیفیت	قضاء کے روزے	کیفیت
۱	دن میں حیض شروع	۲۱	طہر
۲	حیض	۲۲	طہر
۳	حیض	۲۳	طہر
۴	حیض	۲۴	طہر
۵	حیض	۲۵	طہر
۶	حیض	۲۶	دن میں طہر ختم
۷	حیض	۲۶	دن میں حیض شروع
۸	حیض	۲۷	حیض
۹	حیض	۲۸	حیض
۱۰	حیض	۲۹	حیض
۱۱	دن میں حیض ختم	۳۰	حیض
۱۱	دن میں طہر شروع	۳۱	حیض
۱۲	طہر	۳۲	حیض
۱۳	طہر	۳۳	حیض
۱۴	طہر	۳۴	حیض
۱۵	طہر	۳۵	حیض
۱۶	طہر	۳۶	دن میں حیض ختم
۱۷	طہر	۳۶	دن میں حیض شروع
۱۸	طہر	۳۷	طہر
۱۹	طہر	۳۸	طہر
۲۰	طہر	۳۹	

مندرجہ بالا نقشہ سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اگر (۳۸) روزے رکھے تو ۱۶ یقینی پاکی میں ہونگے یعنی ۱۲ تا ۲۵ چودہ روزے اور سینتیسواں (۳۷) و اڑتیسواں (۳۸) اور اگر سینتیس (۳۷) روزے رکھے تو پندرہ یقینی پاکی میں ہوں گے۔

(۲:ب) اگر ضالہ کو یہ معلوم ہو کہ حیض کی ابتداء رات کو ہوئی تھی اور کچھ یاد نہیں تو اگر رمضان ۳۰ کا ہو تو پچیس روزے قضاء کرے گی چاہے رمضان سے متصل رکھے یا وقفہ سے۔ (برکوی:۱۰۲)

وضاحت

چونکہ اس صورت میں رات سے حیض آنے کا علم ہے لہٰذا ہم یہ تصور کرتے ہیں کہ یکم رمضان کی رات سے حیض شروع ہوا ہے اور اس میں بھی حیض کی مدت زیادہ سے زیادہ (دس دن) اور پاکی کم سے کم (۱۵) دن تصور کریں گے تاکہ ہمیں زیادہ سے زیادہ ناپاکی کا احتمال حاصل ہو جائے۔

لہٰذا پورے رمضان میں زیادہ سے زیادہ پاکی کے دن روزے کیلئے پندرہ ہونگے یعنی گیارہویں روزے سے چھبیسویں (۲۶) روزے تک اور چونکہ پاکی گیارھویں کی شب سے شروع ہوئی ہے اسلئے گیارھویں رمضان کا روزہ درست ہوگا پس رمضان تیس کا ہو تو پندرہ روزے ناپاکی میں ہوں گے جن کی قضاء کرنی ہوگی۔

جب قضاء متصل ہو

پیچھے ہم نے جو طریقہ ذکر کیا اگر اس طریقہ سے حساب لگایا جائے تو کل انیس روزے رکھنے کی صورت میں پندرہ پاکی کے نکل آئیں گے۔ کیونکہ حساب میں چھ شوال سے اکیس ۲۱ شوال تک پندرہ روزے پاکی کے آتے ہیں لہٰذا دوسری شوال سے بیس شوال تک انیس (۱۹) روزے رکھنے کی صورت میں پندرہ پاکی میں ادا ہو جائیں گے۔

لیکن ضالہ کے چونکہ حقیقی پاکی وناپاکی کے ایام ہمیں معلوم نہیں اس لئے احتیاط کے پہلو کو مدنظر رکھتے ہوئے ایسی صورت نکالی جاتی ہے جس میں زیادہ سے زیادہ ناپاکی کا احتمال ہوتا کہ پاکی کے ایام یقینی طور پر ہمیں حاصل ہو جائیں۔

لہٰذا اگر ہم تصور کریں کہ ضالہ کا طہر چھ رمضان سے شروع ہوا ہے گویا اس سے قبل روزے ناپاکی میں ہوئے تو پندرہ دن بعد ۲۱ رمضان کی شب سے دوبارہ حیض شروع ہوگا یکم شوال کی شب تک۔ اسلئے اگر دوسری شوال سے قضاء رکھنا شروع کرے تو کل پچیس (۲۵) روزے رکھنے کی صورت میں پندرہ یقینی پاکی میں ہوں گے یعنی ۲ تا ۱۵ شوال چودہ ۱۴ دن اور ایک چھبیسواں دن۔ (برکوی:۱۰۳)

نوٹ: جن ایام میں شیڈ دیا ہوا ہے وہ روزے کے قابل نہیں۔

نقشہ نمبر ۴

تاریخ	کیفیت	تاریخ	کیفیت
کیم رمضان	حیض	کیم شوال	رات حیض ختم
۲	حیض	کیم شوال	پاکی شروع لیکن عید کا دن ہے اس لیے روزہ نہیں ہوگا۔
۳	حیض	۲	ط
۴	حیض	۳	ط
۵	حیض	۴	ط
۶	رات حیض ختم	۵	ط
۶	رات پاکی شروع	۶	ط
۷	ط	۷	ط
۸	ط	۸	ط
۹	ط	۹	ط
۱۰	ط	۱۰	ط
۱۱	ط	۱۱	ط
۱۲	ط	۱۲	ط
۱۳	ط	۱۳	ط
۱۴	ط	۱۴	ط
۱۵	ط	۱۵	ط
۱۶	ط	۱۶	رات پاکی ختم
۱۷	ط	۱۶	رات حیض شروع
۱۸	ط	۱۷	حیض
۱۹	ط	۱۸	حیض
۲۰	ط	۱۹	حیض
۲۱	رات پاکی ختم	۲۰	حیض
۲۱	رات حیض شروع	۲۱	حیض
۲۲	حیض	۲۲	حیض
۲۳	حیض	۲۳	حیض
۲۴	حیض	۲۴	حیض
۲۵	حیض	۲۵	حیض
۲۶	حیض	۲۶	رات حیض ختم
۲۷	حیض	۲۶	رات پاکی شروع
۲۸	حیض		
۲۹	حیض		
۳۰	حیض		

خلاصہ یہ ہے کہ ہمیشہ ایسی صورت لی جائے گی جس میں زیادہ سے زیادہ ناپاکی اور کم سے کم پاکی کا احتمال ہو۔

جب قضاء وقفے سے ہو

جب قضاء رمضان کے بعد وقفہ سے کرے اور قضاء کے پہلے دن کی رات سے ناپاکی تصور کی جائے تو دس روزے ناپاکی میں ہوں گے۔ پھر پندرہ پاکی میں کل پچیس ہوئے۔

(۲: ج) اگر رمضان ۲۹ کا ہو تو اگر متصل قضاء کرے تو بیس روزے رکھے اور اگر وقفہ سے رکھے تو چوبیس روزے رکھے۔ (برکوی: ۱۰۳)

وضاحت

جب قضاء متصل ہو سابقہ طریقہ کے مطابق تو اگر کیم رمضان سے حیض کی ابتداء تصور کی جائے تو اس میں چودہ روزے ناپاکی میں ہونے کا احتمال ہے لہٰذا متصل قضاء کرے تو انیس روزے رکھنے کی صورت میں چودہ دن پاکی کے ملیں گے۔

اور اگر یہ تصور کیا جائے کہ چھ رمضان رات سے حیض شروع ہوا اور سولہ کی رات ختم ہوا تو رمضان میں ناپاکی کے دن صرف دس ہوں گے (۶ تا ۱۵) اور باقی پاکی کے ہونگے۔

لیکن جب متصل ان ۱۰ کی قضاء کی جائے تو ۲۰ روزے رکھنے کی صورت میں ۱۰ یقینی پاکی کے حاصل ہوں گے (۱۱ تا ۲۰)، لہٰذا احتیاطاً ۲۰ قضاء کرے۔ (برکوی: ۱۰۳)

مذکورہ تفصیل نقشہ نمبر ۵ سے ظاہر ہے نقشہ میں شیڈ والے ایام روزے کے قابل نہیں۔

نقشہ نمبر ۵

تاریخ	کیفیت	تاریخ	کیفیت
یکم رمضان	ط	۲۷	ط
۲	ط	۲۸	ط
۳	ط	۲۹	ط
۴	ط	یکم شوال	رات طہر ختم
۵	ط	یکم شوال	رات حیض شروع
۶	رات طہر ختم	۲	حیض
۶	رات حیض شروع	۳	حیض
۷	حیض	۴	حیض
۸	حیض	۵	حیض
۹	حیض	۶	حیض
۱۰	حیض	۷	حیض
۱۱	حیض	۸	حیض
۱۲	حیض	۹	حیض
۱۳	حیض	۱۰	حیض
۱۴	حیض	۱۱	رات حیض ختم
۱۵	حیض	۱۱	رات طہر شروع (۱)
۱۶	رات حیض ختم	۱۲	ط (۲)
۱۶	رات طہر شروع	۱۳	ط (۳)
۱۷	ط	۱۴	ط (۴)
۱۸	ط	۱۵	ط (۵)
۱۹	ط	۱۶	ط (۶)
۲۰	ط	۱۷	ط (۷)
۲۱	ط	۱۸	ط (۸)
۲۲	ط	۱۹	ط (۹)
۲۳	ط	۲۰	ط (۱۰)
۲۴	ط		
۲۵	ط		
۲۶	ط		
۲۷	ط		

جب قضاء منفصل (وقفہ) سے ہو

جب قضاء رمضان سے متصل نہ ہو تو چوبیں روزے رکھنے پڑیں گے وجہ یہ ہے کہ رمضان کے اول دن سے حیض کی ابتداء مانی جائے تو ۱۴ روزے ذمہ میں رہتے ہیں۔ دس دن شروع کے اور چار آخری کے۔

اب جب کہ ان چودہ روزوں کی قضاء کر رہی ہے اور قضاء کے پہلے روزے سے حیض کی ابتداء تصور کی جائے تو اس طرح شروع کے دس روزے ناپاکی میں گزریں گے اور پھر چودہ روزے پاکی میں کل چوبیس ہوئے۔

(**۳: الف**) اگر ضالہ کو یہ معلوم ہو کہ حیض ہر مہینہ صرف ایک دفعہ آتا تھا اور یہ معلوم نہ ہو کہ حیض کی ابتداء دن سے تھی یا رات سے یا یہ معلوم ہے کہ ابتداء دن سے تھی تو بائیس روزے قضاء کرے گی چاہے قضاء رمضان سے متصل ہو یا منفصل (وقفہ سے) (برکوی ۱۰۳)

وضاحت

کیونکہ جب یہ معلوم ہے کہ ہر مہینہ حیض ایک مرتبہ آتا تھا تو زیادہ سے زیادہ ایک ماہ میں حیض دس دن ہو سکتا ہے لہٰذا یکم رمضان کو حیض کی ابتداء دن سے مانی جائے تو گیارہ کی صبح کو حیض ختم ہوگا اس طرح رمضان میں گیارہ روزے ناپاکی میں گزریں گے۔

اب ان کی قضاء چاہے متصل رکھے یا وقفہ سے ہم قضاء کے پہلے روزے سے حیض کی ابتداء فرض کرتے ہیں۔ لہٰذا شروع کے گیارہ روزے ناپاکی میں

ہونے کے امکانات ہیں اس لئے اگر کل بائیس روزے رکھ لئے تو ان میں گیارہ یقینی پاکی میں ہوں گے۔

(۳:ب) اور اگر رات سے حیض کی ابتدا کا علم ہو تو بیس روزے قضاء کرے گی چاہے قضاء رمضان سے متصل کرے یا الگ (برکوی:۱۰۴)

وضاحت

یکم رمضان کی رات سے حیض کی ابتدا فرض کریں تو گیارہ رمضان کی شب تک دس روزے ناپاکی میں گزرنے کا احتمال ہے۔

ان کی قضاء مذکورہ حساب کے طریقہ کے مطابق بیس دن میں ہوگی تاکہ دس یقینی پاکی میں ہوں۔

عدت کے احکام[1]

رجوع کے حق میں عدت کے ایام

جس عورت کو طلاق رجعی پڑ جائے اور اسے حیض کا وقت اور گنتی دونوں یاد نہ ہوں تو طلاق رجعی میں شوہر کو انتالیس (۳۹) دن تک رجوع کا حق ہوتا ہے اسکے بعد نہیں۔

وضاحت

رجوع کے حق میں احتیاط یہ ہے کہ حیض وطہر کی کم سے کم مقدار شمار کی

[1] یہ احکام گنتی اور وقت بھولنے والی (ضالۃ بالعدد والوقت) کے ہیں۔

جائے تاکہ یہ یقین ہو جائے کہ رجوع عدت کے اندر ہی ہوا ہے اور عدت کے بعد رجوع کا احتمال نہ رہے۔

عدت کی کم سے کم مدت انتالیس (۳۹) دن ہیں اس طور پر کہ ہم فرض کرتے ہیں کہ طلاق طہر کے آخری لمحات میں دی گئی ہے اس کے بعد تین حیض شمار کریں گے کیونکہ عدت طلاق تین حیض ہوتی ہے لہٰذا:

عدت = ۳+۱۵+۳+۱۵+۳ = ۳۹ دن (برکوی:۱۰۶)

عورت کے حق میں عدت کے ایام

عورت کے حق میں عدت شمار کرنے میں احتیاط یہ ہے کہ حیض وطہر کی مقدار زیادہ سے زیادہ شمار کی جائے تاکہ عدت کے گزرنے کا یقین ہو جائے ورنہ احتمال رہے گا کہ عدت نہیں گزری۔

اب حیض میں زیادہ سے زیادہ مقدار دس دن ہیں لیکن پاکی میں زیادہ کی کوئی حد نہیں اس لئے اس میں فقہاء کے مختلف اقوال ہیں جس قول پر فتویٰ دیا گیا ہے وہ دو ماہ ہیں۔

پھر عدت کے زیادہ سے زیادہ دن حاصل کرنے کیلئے ہم فرض کرتے ہیں کہ جس وقت طلاق واقع ہوئی تھی اس وقت حیض میں ایک لمحہ گزر گیا تھا لہٰذا یہ حیض ناقص ہونے کی بناء پر شمار نہ ہوگا اس لئے:

عدت = دس دن ایک لمحہ کم (ناقص حیض) +۲ ماہ +۱۰ دن (پہلا کامل حیض) +۲ ماہ +۱۰ دن (دوسرا حیض) +۲ ماہ +۱۰ دن (تیسرا حیض) = سات ماہ

دس دن ایک لحہ کم (یعنی دوسوبیس دن ایک لحہ کم)۔ (ش:۲۸۹۔ برکوی:۹۹)

اور اگر طلاق حیض کے آخری لحہ میں فرض کی جائے تو عدت سات ماہ ہوگی اور بہت سے فقہاء نے اس پر فتویٰ دیا ہے (ش:۲۸۸)

(۲) وقت بھولنے والی کے احکام

ضالہ کی دوسری قسم ضالة بالوقت یعنی جسے حیض کے دنوں کی گنتی (عدد) معلوم ہو اور وقت بھول جائے کہ کب شروع ہوا تھا۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) مہینہ کے کسی عشرہ میں یاد نہ ہو کہ حیض اس میں شروع ہوا تھا بلکہ ہر دن حیض شروع ہونے کا احتمال ہے اسے اصطلاح میں **ضالة بالوقت فی جمیع الشهر** (پورا مہینہ حیض کا وقت بھولنے والی) کہتے ہیں۔

(۲) یہ تو معلوم ہو کہ حیض مہینہ کے کون سے عشرے میں شروع ہوا لیکن تاریخ یاد نہیں اسے اصطلاح میں **ضالة بالوقت فی بعض الشهر** (کچھ مہینہ حیض کا وقت بھولنے والی) کہتے ہیں۔ اب دونوں کے احکام تفصیل کے ساتھ بیان ہوں گے۔

(۱) ضاله بالوقت فی جمیع الشهر

(پورا مہینہ حیض کا وقت بھولنے والی) کے احکام

اس کے احکام بھی وہی ہیں جو ضالہ کی پہلی قسم (یعنی ضالة بالعدد والوقت) میں گزرے سوائے چند احکام میں فرق ہے جو ہم ذکر کریں گے۔

روزے کے احکام[1]

(۱) **الف**: جتنے دن حیض آنا یاد ہے اس کے ساتھ یہ بھی معلوم ہو کہ حیض ہر مہینہ صرف ایک دفعہ آتا تھا اور حیض کی ابتداء رات سے تھی تو جتنے دن حیض آنا یاد ہے اس کے دگنے دنوں کی قضاء کرے چاہے رمضان سے متصل قضاء کرے یا الگ۔ (برکوی:۱۰۴)

وضاحت

مثلاً اگر یہ یاد ہے کہ حیض ہر مہینہ نو (۹) دن آتا تھا اور ابتداء اس کی رات سے تھی لیکن کس تاریخ یا وقت سے شروع ہوتا تھا بھول گئی تو اٹھارہ روزے قضاء کرے کیونکہ جب یہ یاد ہے کہ حیض ہر مہینہ صرف ایک دفعہ آتا تھا ظاہر ہے کہ باقی ایام پاکی کے ہوں گے اس لئے جب قضاء کرے تو اگر قضاء کے پہلے روز سے ناپاکی کی ابتداء فرض کرلی جائے تو نو (۹) دن بعد پاکی کے دن ہوں گے لہٰذا اٹھارہ روزے رکھنے کی صورت میں (۹) دن یقیناً پاکی میں ہوں گے۔ (برکوی:۱۰۴)

(**ب**) اگر رات یا دن سے شروع ہونا کچھ یاد نہیں یا دن سے شروع ہونا یاد ہے تو ہر دو صورت میں جتنے دن حیض آتا تھا اس میں ایک جمع کرکے اس کا دگنا قضاء کرے۔ (برکوی:۱۰۴)

وضاحت

مثلاً نو (۹) دن یاد ہیں اور یہ بھی یاد ہے کہ دن سے شروع ہوا تو کل بیس

[1] یہ احکام پورا مہینہ حیض کا وقت بھولنے والی (ضالة بالوقت فی جمیع الشهر) کے ہیں۔

(۲۰) دن قضاء کے روزے رکھے کیونکہ جب حیض دن سے شروع ہوتا تھا تو دسویں کی صبح نو (۹) دن مکمل ہوں گے اس لئے دسواں دن بھی روزہ نہ رکھ سکے گی لہٰذا کل دس روزوں کی قضاء کرنی پڑے گی۔ جو بیس روز میں ہوگی مندرجہ بالا ذکر کی ہوئی وجہ کی بنا پر۔

۲ **(الف)** اگر حیض کے دنوں کی گنتی تو یاد ہو لیکن یہ یاد نہیں کہ حیض ہر ماہ صرف ایک دفعہ آتا تھا یا زیادہ اور حیض کے ایام سات یا اس سے کم ہوں اور رات سے حیض آنا یاد ہو تو حیض کے ایام کا تین گنا قضاء کرے چاہے قضاء رمضان سے متصل ہو یا جدا (برکوی سے ماخوذ:۱۰۴)

وضاحت

مثلاً تین دن حیض رات سے آنا یاد ہے تو اس کی قضا نو (۹) دن کرے۔ کیونکہ رمضان کے پہلے دن سے ہم ناپاکی کی ابتداء فرض کریں تو شروع کے تین روزے ناپاکی میں گزرے پھر احتیاطاً پاکی کی مدت کم سے کم (پندرہ دن) شمار کریں گے اس کے بعد تین دن حیض شمار ہوگا اس طرح رمضان میں قضاء کے کل روزے چھ ہوئے۔

جب ان کی قضاء متصل ہوگی تو حساب میں دوسری شوال سے چھ شوال تک پانچ روزے پاکی میں گزریں گے پھر تین دن ناپاکی پھر ایک دن پاکی کل نو دن ہوئے، گویا نو دن کی قضاء میں چھ یقینی پاکی میں ہوں گے۔

اور اگر قضاء منفصل کرے تو قضاء کے پہلے روزے میں حیض کا امکان ہے

لہٰذا شروع کے تین دن ناپاکی میں پھر چھ روزے پاکی میں کل نو ہوئے۔ (برکوی:۱۰۴)

(ب) اور اگر رات یا دن سے حیض شروع ہونا یاد نہیں یا دن سے شروع ہونا یاد ہے تو ہر دو صورت میں ایام حیض میں ایک جمع کر کے اس کا تین گنا قضاء کرے۔ (برکوی سے ماخوذ)

وضاحت

مثلاً ایام حیض تین دن ہیں تو بارہ (۱۲) روزے قضاء کرے اور سابقہ طریقہ کے مطابق اس کا حساب لگالیا جائے۔

(ج) اگر ایام حیض سات سے زیادہ ہوں اور رات سے شروع ہونا یاد ہے تو رمضان تیس (۳۰) کا ہونے کی صورت میں ایام حیض کی تعداد کو پندرہ میں اور رمضان انتیس (۲۹) کا ہو تو ایام حیض کی تعداد کو چودہ میں جمع کریں گے۔ (برکوی:۱۰۴، بالتغییر)

نقشہ نمبر ۶

ایام حیض	کل قضاء کے دن	رمضان کے ایام
۸	۲۳ = ۵+۸	۳۰
۹	۲۴ = ۱۵+۹	۳۰
۱۰	۲۵ = ۱۵+۱۰	۳۰
۸	۲۲ = ۱۴+۸	۲۹
۹	۲۳ = ۱۴+۹	۲۹
۱۰	۲۴ = ۱۴+۱۰	۲۹

وضاحت

حیض کے ایام مثلاً آٹھ (۸) ہونے کی صورت میں ہم یکم رمضان سے حیض کی ابتداء فرض کریں تو شروع کے آٹھ دن حیض میں گزریں گے پھر پندرہ دن پاکی کے شمار کریں گے پھر دوبارہ حیض کے لہٰذا کل پاکی کے ایام پندرہ ہوں گے باقی سب ایام ناپاکی کے۔

۸(د)+۱۵(ط)+۷(د)=۳۰

۸(د)+۱۵(ط)+۶(د)= ۲۹

اگر متصل قضاء کی جائے تو سابقہ طریقہ حساب کے مطابق ۲۳ دن میں پندرہ ضرور پاکی کے ہوں گے۔

اور اگر الگ رکھے جائیں تو قضاء کے اول روزے کو حیض کی ابتداء فرض کرلیا جائے لہٰذا شروع کے آٹھ دن ناپاکی میں ہونے کا احتمال ہے اس کے بعد پندرہ دن پاکی ہوگی لہٰذا کل ۲۳ دن ہوئے۔

(د) ایام حیض سات یا اس سے زیادہ ہونے کی صورت میں حیض دن میں شروع ہونا یاد ہے یا کچھ یاد نہیں تو قضاء کیلئے ایام حیض کی تعداد میں ایک جمع کرکے پھر پندرہ میں ملائیں گے (جبکہ رمضان ۳۰ کا ہو) یا چودہ میں ملائیں گے (جبکہ رمضان ۲۹ کا ہو)۔ (ماخوذ از برکوی)

وضاحت

مثلاً ایام حیض آٹھ ہوں تو (۸+۱+۱۵=۲۴) کیونکہ حیض دن میں بند

ہونے کی وجہ سے وہ دن بھی روزے کے قابل نہ ہوگا، حساب سابقہ طریقہ کے مطابق کرلیا جائے۔

عدت کے احکام[1]

(ا: الف) رجوع کے حق میں عدت کے ایام

اگر حیض کے دن معلوم ہیں اور یہ بھی یاد ہے کہ حیض مہینہ میں ایک دفعہ آتا تھا تو رجوع کے حق میں احتیاط کی وجہ سے ہم یہ فرض کریں گے کہ طلاق طہر کے آخری لمحات میں دی گئی ہے اور اس کے بعد حیض شروع ہوا ہے تاکہ ہمیں عدت کی کم سے کم مدت حاصل ہو جس میں یہ امکان نہیں کہ رجوع عدت گزرنے کے بعد ہوا ہے لہٰذا۔

عدت = مدت حیض + مدت طہر + مدت حیض + مدت طہر + مدت حیض

اس لئے اگر حیض پانچ دن آنا یاد ہے تو:

عدت = ۵+۲۵+۵+۲۵+۵ = ۶۵ دن

لہٰذا ۶۵ دن تک رجوع کا حق ہے اس کے بعد نہیں۔

(ب) عورت کے حق میں عدت کے ایام

عورت کے حق میں عدت کے دن زیادہ سے زیادہ جو ہوسکتے ہیں وہ شمار ہوں گے تاکہ عدت کے گزرنے کا یقین حاصل ہوجائے زیادہ سے زیادہ عدت اس وقت ہوگی جبکہ یہ تصور کیا جائے کہ طلاق جس وقت دی گئی اس وقت حیض کا

[1] یہ احکام پورا مہینہ حیض کا وقت بھولنے والی (ضالة بالوقت فی جمیع الشهر) کے ہیں۔

ایک لمحہ گزر چکا تھا اس لئے یہ حیض شمار نہ ہوگا لہٰذا اگر حیض پانچ دن آنا یاد ہے تو:

۵ (ایک لمحہ کم) + ۲۵ + ۵ (پہلا مکمل حیض) + ۲۵ + ۵ (دوسرا حیض) + ۲۵ + ۵ (تیسرا حیض) = ۹۵ دن ایک لمحہ کم۔

(۲) اگر حیض کے دنوں کی گنتی تو یاد ہو لیکن یہ معلوم نہیں کہ مہینہ میں حیض کتنی بار آتا تھا (یعنی صرف ایک دفعہ آنا یاد نہیں) تو طہر کا اندازہ مشکل ہو جائے گا کیونکہ طہر کی زیادہ سے زیادہ مقدار معین نہیں۔

اس لئے رجوع کے حق میں کم سے کم (پندرہ دن) طہر شمار کریں گے اور عورت کے حق میں عدت گزرنے میں دو ماہ لہٰذا:

(الف) رجوع کے حق میں عدت کے ایام

رجوع کے حق میں احتیاط کی وجہ سے یہ فرض کریں گے کہ طلاق طہر کے آخری لمحات میں دی گئی ہے اس لئے اگر حیض کی مقدار پانچ دن ہوں تو

پہلا حیض ۵ دن + ۱۵ + دوسرا حیض ۵ + ۱۵ + تیسرا حیض ۵ = ۴۵ دن

لہٰذا شوہر ۴۵ دن تک رجوع کرسکتا ہے اس کے بعد نہیں۔

(ب) عورت کے حق میں عدت کے ایام

عورت کے حق میں عدت کے ایام چاہے وہ طلاق رجعی ہو یا بائن معلوم کرنے کیلئے احتیاطاً یہ فرض کرتے ہیں کہ طلاق حیض کا ایک لمحہ گزرنے کے بعد دی گئی لہٰذا یہ حیض عدت میں شمار نہ ہوگا اگر حیض کے دن پانچ ہیں تو:

۵ دن (ایک لمحہ کم ناقص حیض) + دو ماہ + ۵ (پہلا کامل حیض) + دو ماہ + ۵ (دوسرا حیض) + دو ماہ + ۵ (تیسرا حیض) = چھ ماہ بیس دن ایک لمحہ کم

(۲) ضالہ بالوقت فی بعض الشہر[1]

(کچھ مہینہ حیض کا وقت بھولنے والی) کے احکام

جسے حیض کی گنتی معلوم ہو اور یہ بھی معلوم ہو کہ حیض مہینہ کے کون سے عشرہ میں آتا تھا مگر تاریخ یاد نہ ہو۔

اس کی دو صورتیں ہیں:

(۱) جتنے دنوں میں تردد ہے اس میں ایک دن بھی ایسا نہ ہو جسے یقینی طور پر حیض قرار دے سکیں اور یہ جب ہوگا کہ جتنے دنوں میں تردد ہے وہ حیض کے دنوں سے دو چند یا زیادہ ہوں۔

مثال: حیض تین دن آنا یاد ہے اور مہینہ کے آخری عشرہ میں بھول گئی کہ حیض کس تاریخ سے شروع ہوا تھا لہٰذا اگر آخری عشرہ دس دنوں کا ہو تو یہ ایام حیض (تین دن) کے تین گنا سے زیادہ ہے اس میں ہر دن میں تردد ہے کہ حیض کا ہے یا طہر کا کسی ایک دن کے بارے میں حیض ہونے کا یقین نہیں۔

حکم: جتنے دنوں میں تردد ہے ان کے شروع سے ایام حیض کے بقدر دنوں میں ہر نماز وضو سے پڑھے گی۔ اس کے بعد باقی ایام میں ہر نماز

[1] یہ احکام ضالہ بالوقت کی دوسری قسم کے ہیں جو کہ ضالہ کی دوسری قسم ہے۔

غسل کر کے پڑھے گی۔ (برکوی: ۱۰۷)

جیسے اوپر کی مثال میں اکیس (۲۱) تا تیس (۲۳) تین دن وضوء سے نماز پڑھے گی اور چوبیس تا آخر ماہ ہر نماز غسل کر کے پڑھے گی۔

وضاحت

کیونکہ شروع کے تین دن میں حیض کے داخل ہونے کا تردد ہے اور باقی ایام میں حیض کے خارج ہونے کا جسے ہم تفصیل سے ضالہ بالوقت والعدد کے احکام میں بیان کر چکے ہیں۔

مستثنیٰ صورت: اس حکم سے ایک صورت مستثنیٰ ہے وہ یہ کہ اگر حیض کے ختم ہونے کا وقت یاد ہے مثلاً یاد ہے کہ حیض عصر کے وقت ختم ہوا تھا لیکن تاریخ بھول گئی تو چوبیس تاریخ سے آخر تک روزانہ صرف عصر کی نماز غسل کر کے پڑھے گی باقی میں صرف وضوء سے پڑھے گی۔ (برکوی: ۱۰۷)

وضاحت
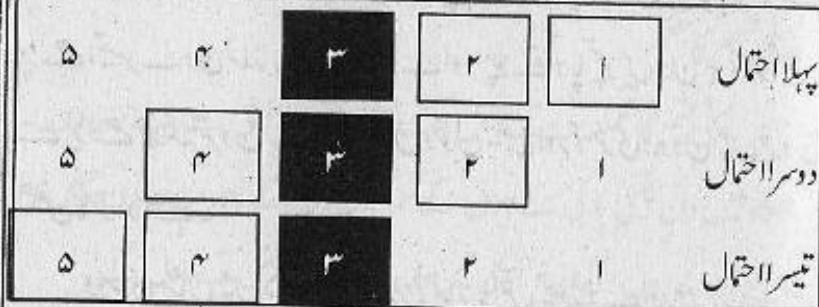
حیض چونکہ عصر کے وقت ختم ہوا ہے اسلئے ہر دن کے بارے میں یہ احتمال ہے کہ شاید حیض اس دن عصر میں ختم ہوا ہو اور حیض کے ختم پر غسل واجب ہے اسلئے غسل کرے گی اگر واقعی حیض ختم ہو چکا ہے تو یہ غسل پاکی کیلئے کافی ہوگا اور آئندہ وضوء سے نماز درست ہوگی اور اگر حیض ختم نہیں ہوا تو غسل سے پاکی حاصل نہ ہوگی اور آئندہ بھی ناپاکی رہے گی۔ اسلئے غسل کی ضرورت نہیں۔

(۲) جتنے دنوں میں تردد ہے وہ مقدار حیض کے دوگنا سے کم ہوں اس صورت

میں بعض ایام میں حیض ہونے کا یقین ہوگا۔ (برکوی: ۱۰۶)
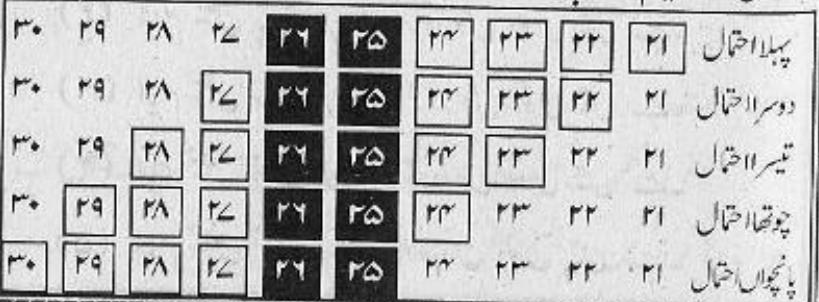
یقینی ایام پہچاننے کا طریقہ: یقینی دن پہچاننے کا طریقہ یہ ہے کہ جتنے دنوں میں تردد ہے ان میں پہلے دن سے حیض فرض کیا جائے پھر دوسرے سے پھر تیسرے سے یہاں تک کہ تردد کے تمام ایام میں حیض کے احتمالات نکل آئیں، اسے ہم مندرجہ ذیل نقشہ سے واضح کرتے ہیں۔

مثال ۱ : ایام حیض تین دن ہیں اور مہینہ کے شروع پانچ دنوں میں تردد ہے کہ حیض کن دنوں میں تھا لہٰذا:

پہلا احتمال	۱	۲	۳	۴	۵
دوسرا احتمال	۱	۲	۳	۴	۵
تیسرا احتمال	۱	۲	۳	۴	۵

اس مثال میں تین احتمال نکلتے ہیں یعنی یکم، دوسری، اور تیسری تاریخ سے حیض فرض کیا جائے، ان تینوں احتمال میں تین تاریخ ایسی ہے کہ اس میں حیض ہی آتا ہے لہٰذا یہ یقینی دن ہے حیض کا۔

مثال ۲ : ایام حیض چھ ہوں اور تردد مہینہ کے آخری عشرہ میں ہو لہٰذا:

پہلا احتمال	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰
دوسرا احتمال	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰
تیسرا احتمال	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰
چوتھا احتمال	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰
پانچواں احتمال	۲۱	۲۲	۲۳	۲۴	۲۵	۲۶	۲۷	۲۸	۲۹	۳۰

اس مثال میں پانچ احتمالات ہیں اور ۲۵واں اور ۲۶واں دن حیض کیلئے یقینی ہے۔

حکم: اس صورت کا حکم یہ ہے کہ جن ایام کے بارے میں حیض ہونے کا یقین ہے اس میں نماز نہ پڑھے اور ان ایام سے پہلے والے دنوں میں ہر نماز صرف وضو سے پڑھے اور ان کے بعد والے دنوں میں ہر نماز کیلئے غسل کرے۔ (برکوی:۱۰۷)

وضاحت

اس حکم کے مطابق مثال اول میں پہلے اور دوسرے دن ہر نماز وضو سے پڑھے، تیسرے دن نماز بالکل چھوڑ دے اور چوتھے و پانچویں دن ہر نماز غسل سے پڑھے کیونکہ شروع کے دو دن میں دخول حیض اور آخری دو دن میں خروج حیض کا تردد ہے۔

دوسری مثال میں ۲۵اور ۲۶ تاریخ نماز بالکل چھوڑ دے اور اس سے پہلے ایام میں ہر نماز وضو سے اور اس کے بعد والے ایام میں ہر نماز غسل کر کے پڑھے۔

تمرین نمبر۳

(۱) ایام حیض چار دن اور تردد دس دنوں میں ہے۔

(۲) ایام حیض پانچ دن اور تردد دس دنوں میں ہے۔

(۳) ایام حیض سات دن اور تردد دس دنوں میں ہے۔

(۴) ایام حیض آٹھ دن اور تردد دس دنوں میں ہے۔

(۵) ایام حیض نو دن اور تردد دس دنوں میں ہے۔

صرف گنتی بھولنے والی کے احکام

ضالہ کی تیسری قسم ضالۃ بالعدد فقط جسے وقت معلوم ہو لیکن حیض کے ایام کی تعداد بھول جائے اس کی دو قسمیں ہیں:

(۱) جسے یہ تو معلوم ہے کہ حیض ختم کب ہوا لیکن شروع ہونا یاد نہیں کہ حیض شروع کب سے ہوا۔

(۲) جسے حیض کا شروع ہونا یاد ہو لیکن انتہاء بھول جائے کہ بند کب ہوا تھا۔

پہلی قسم کا حکم

پہلی قسم کا حکم یہ ہے کہ جس وقت حیض ختم ہوا اس سے پہلے دس دن کے علاوہ بیس دن یقینی پاکی کے ہوں گے اور بیس دن کے بعد سات دن حیض وطہر میں تردد کے ہوں گے اور آخری تین دن یقینی طور پر حیض کے ہوں گے۔

لہٰذا آخری تین دنوں میں نماز بالکل نہ پڑھے اور اس سے پہلے سات دنوں میں حیض کے داخل ہونے کا تردد ہے اس لئے ہر نماز وضو کر کے پڑھے اور اس سے پہلے بیس دن چونکہ پاکی کے ہیں لہٰذا حیض کے احکام ان پر جاری نہ ہوں گے۔ (برکوی:۱۰۷)

وضاحت

حیض کی کم سے کم مدت چونکہ تین دن ہے اور یہ معلوم ہے کہ حیض کب ختم ہوا لہٰذا آخری تین دن یقینی حیض کے ہوں گے۔

اور چونکہ یہ معلوم نہیں کہ حیض شروع کب ہوا تھا اس لئے ہم احتیاط کی وجہ سے حیض کی زیادہ سے زیادہ مقدار (دس دن) شمار کریں گے لہٰذا مزید سات دن حیض وطہر میں تردد کے ہوں گے اس کے سوا پچھلے بقیہ ایام یقینی پاکی کے ہوں گے۔

دوسری قسم کا حکم

اسکا حکم یہ ہے کہ ابتداء کے تین دن یقیناً حیض کے ہوں گے لہٰذا ان پر حیض کے احکام جاری ہوں گے اسکے بعد سات دن میں تردد ہے حیض سے نکلنے کا لہٰذا ہر نماز غسل کر کے پڑھے[1]۔ (برکوی: ۱۰۸)

وضاحت

حیض کی ابتداء کا وقت معلوم ہے اور کم سے کم حیض تین دن ہے لہٰذا شروع کے تین دن یقینی حیض کے ہوں گے اور حیض کی زیادہ سے زیادہ مدت دس دن ہے لہٰذا باقی سات دن شک کے ہوں گے اور ان میں حیض سے خارج ہونے کا

---

[1] سوال: عورت کا خون حیض دس دن سے بڑھ گیا اور اگلے حیض کی مدت یاد نہیں مگر یہ یاد ہے کہ پہلے زمانہ میں اول ماہ یا وسط یا آخر میں حیض آتا تھا، ابتداء یا کچھ تفکر کرنے سے، اور عورت پہلے حیض کی مدت خوب سوچنے سے اندازہ کر سکتی ہے یا نہیں کر سکتی ہے تو ان صورتوں میں کیا حکم ہے؟

الجواب: عورت اگر پہلے حیض کی مدت یا وقت بھول جاوے تو غلبہ ظن اور تحری سے جس بات کو ترجیح ہو اس پر عمل کر سکتی ہے، اور اگر غلبہ ظن بھی کسی طرف نہ ہو تو صورت مسئولہ میں حکم یہ ہے کہ اس کا حیض تین دن مانا جائے گا، باقی جتنے دن اس کو خون آیا ان دنوں کی نماز اس کے ذمہ واجب ہے، لیکن سات دن کی نمازیں اس مدت ذم کی اس طرح ادا کی جائیں کہ ہر نماز کے وقت غسل کیا جائے، سات دن کے بعد اور ایام کی نماز میں صرف وضو جدید کرے، واللہ اعلم، اور اگر دس دن گذر جانے کے بعد قضا کرے تو ہر نماز کے لئے غسل لازم نہ ہوگا، صرف اول نماز کے لئے غسل کرے باقی کے لئے وضوء۔ (امداد الاحکام ۱: ۳۶۲)

تردد ہے (جس کا بیان پہلے گزر چکا ہے) لہٰذا ہر نماز کے لئے غسل کرے گی۔

ضروری نوٹ

متحاضہ ضالہ کے بارے میں امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ کے مسلک میں سہولت ہے۔ اس لئے اگر کوئی عورت مریضہ ہے کہ ہر نماز کے لئے غسل کرنا اس کیلئے دشوار ہے تو اس مجبوری میں امام احمد بن حنبلؒ کے مسلک پر عمل کرنے کی گنجائش ہے لہٰذا کسی ماہر مفتی سے معلوم کر کے اس پر عمل کیا جائے[1]۔

---

[1] قلت وهذا هو مذهب الحنفية فى المضلة، والعلم به والعمل عسيرا جدا لنساء زماننا فرأينا الافتاء بقول احمد فيها اولى و ايسر و هو ما ذكره ابن قدامة فى المغنى بما نصه فان كانت لها ايام نسيتها فانها تقعد ستاً او سبعاً فى كل شهر و قوله ستاً او سبعاً الظاهر انه ردها الى اجتهادها و رأيها فيما يغلب على ظنها انه اقرب الىٰ عادتها او عادة نسائها او ما يكون اشبه بكونه حيضا ذكره القاضى فى بعض المواضع وهل تجلس ايام حيضها من اول كل شهر او بالتحرى و الاجتهاد فيه وجهان احدهما تجلسه من اول كل شهر اذا كان يحتمل لان النبى صلى الله عليه وسلم قال لحمنة فتحيضى ستة ايام او سبعة ايام فى علم الله ثم اغتسلى و صلى اربعاً و عشرين ليلة او ثلاثا و عشرين ليلة و ايامها فقدم حيضها على الطهر ثم امرها بالصلوة والصوم فى بقية ولان المبتدأة تجلس من اول الشهر مع انه لا عادة لها فكذالك الناسية. (امدادالاحکام ۱: ۳۷۱)

استحاضہ میں نماز کا حکم
و
معذور کے احکام

استحاضہ میں خون جاری رہنے کی وجہ سے طہارت کا مسئلہ رہتا ہے۔ چونکہ اس کا تعلق معذور سے ہے لہٰذا ہم معذور کے احکام درج کرتے ہیں یہی احکام استحاضہ کے بھی ہوں گے۔

معذور

کسی شخص کو ایسا عذر لاحق ہو کہ اس کا وضو برقرار نہ رہ سکتا ہو اور ایک نماز کے پورے وقت تک عذر رہے اتنا وقت نہ ملے کہ ایک وقت کی نماز فرض اور واجب طہارت کے ساتھ پڑھ سکے وہ شریعت کی اصطلاح میں معذور کہلاتا ہے جیسے استحاضہ کا خون یا نکسیر جاری ہو جائے۔ (ش:۳۰۵، برکوی:۱۱۵)

معذور کے احکام

معذور کے احکام مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) معذور کا عذر جب ثابت ہو جائے تو اس عذر سے کیا ہوا وضو عذر کے بار بار آنے سے نہیں ٹوٹتا۔ (برکوی:۱۱۵)

(۲) معذور کے وضو کو فرض نماز کے وقت کا جانا یا کسی دوسرے حدث (وضو کو توڑنے والی چیز) کا لاحق ہونا توڑ دیتا ہے۔ (ش:۳۰۶، برکوی:۱۱۵ و ۱۱۷)

(۳) عذر ثابت ہونے کے بعد کسی نماز کا پورا وقت عذر نہ رہے تو عذر ختم

ہو جائے گا اب یہ معذور نہ رہے گا۔ (ش:۳۰۵)

وضاحت بمع مسائل

مسئلہ ۱: اول مرتبہ عذر کیلئے شرط ہے کہ ایک نماز کے پورے وقت تک قائم رہے (یعنی اس کو اتنا وقت نہیں ملتا کہ ایسے وضو سے جس میں فقط اعضاء دھوئے جائیں فرض اور واجب نماز جو بہت لمبی نہ ہو ادا کر سکے۔) (عالم:۴۰)

مسئلہ ۲: اگر نماز کے بعض وقت خون آیا پورے وقت نہ آیا پھر اس نے اسی عذر میں وضو کر کے نماز پڑھی پھر وہ وقت خارج ہو کر دوسری نماز کا وقت داخل ہوا اور اس دوسری نماز کے پورے وقت عذر نہ رہا تو یہ شخص معذور نہیں بنا لہٰذا پچھلی نماز کا اعادہ کرے کیونکہ اس نماز کو اس نے بے وضو پڑھا ہے۔ (برکوی:۱۱۶)

مثلاً ظہر کا کچھ وقت ہو چکا تھا تب استحاضہ وغیرہ کا خون بہنا شروع ہوا تو ظہر کے آخر وقت تک انتظار کرے جب اتنا کم وقت رہ جائے کہ صرف فرض اعضاء دھو کر فرض نماز ادا ہو سکتی ہے تو اسی عذر میں نماز پڑھ لے پھر عصر کی نماز کے پورے وقت عذر نہ رہا بلکہ درمیان میں ختم ہو گیا کہ وضو کر کے نماز پڑھ سکتی ہے تو اب یہ معذور نہیں اور ظہر کی نماز بھی دہرائے گی۔

مسئلہ ۳: مسئلہ سابقہ میں اگر عصر کا پورا وقت عذر رہے تو یہ معذور ہے اور ظہر کی نماز بھی اس کی درست ہے کیونکہ عصر کا پورا وقت عذر رہنے سے معذور بنی اور اس کا عذر اسی وقت سے شمار ہوگا جس وقت سے خون جاری ہوا۔ (برکوی:۱۱۶)

مسئلہ ۴: جب ایک پوری نماز کا وقت عذر کی حالت میں گزر جائے اور عذر

ثابت ہو جائے تو پھر دوسری نماز کے تمام وقت عذر رہنا ضروری نہیں بلکہ صرف ایک دفعہ بھی خون آ جائے تو بھی عذر باقی رہنے کیلئے کافی ہے اور اس پر معذور کے احکام نافذ ہوں گے۔ (برکوی:۱۱۶)

مسئلہ ۵: کسی کا عذر استحاضہ کی وجہ سے مثلاً ثابت ہوا تو استحاضہ کے خون جاری ہونے سے اسکا وضو نہ ٹوٹے گا لیکن اگر سوئی چبھ گئی اور خون بہہ پڑا یا پیشاب یا پاخانہ گئی تو وضو ٹوٹ جائیگا کیونکہ اسکا عذر صرف استحاضہ کی وجہ سے تھا۔ (برکوی:۱۱۷)

مسئلہ ۶: معذور نے وضو کیا تو جس نماز کے وقت وضو کیا جب تک وہ وقت رہے گا اس کا وضو برقرار رہے گا اس سے وہ فرض نفل وغیرہ پڑھ سکتا ہے البتہ جیسے ہی اس نماز کا وقت ختم ہوا اس کا وضو ٹوٹ جائے گا۔ (برکوی:۱۱۶)

مسئلہ ۷: اگر معذور نے فجر کے وقت وضو کیا تو آفتاب نکلنے کے بعد اس کا وضو ٹوٹ جائے گا کیونکہ طلوع آفتاب سے فجر کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔ (بحر:۲۱۶)

مسئلہ ۸: طلوع آفتاب کے بعد وضو کرے تو اس سے ظہر کی نماز پڑھ سکتا ہے کیونکہ کسی نماز کا وقت داخل ہونے سے وضو نہیں ٹوٹتا بلکہ نماز کا وقت نکلنے سے وضو ٹوٹتا ہے لہٰذا جب عصر کا وقت آئے گا تو نیا وضو کرنا پڑے گا۔ (ش:۳۰۶)

مسئلہ ۹: کسی نے وضو کیا اس وقت عذر موجود نہیں تھا وضو کے بعد عذر شروع ہوا تو اس کا وضو ٹوٹ جائے گا کیونکہ اس کا عذر وضو کے بعد ثابت ہوا ہے اس سے پہلے نہیں تھا لہٰذا وضو ٹوٹ جائے گا۔

مسئلہ ۱۰: جب کسی نماز کا پورا وقت عذر سے خالی گزرا تو معذور کا عذر ختم ہو جائے

گا اور جس وقت سے عذر ختم ہوا ہے اسی وقت سے غیر معذور سمجھیں گے۔ (برکوی:۱۱۶)

مسئلہ ۱۱: معذور کا خون وضو کرتے وقت جاری تھا اور نماز پڑھتے وقت بند تھا پھر دوسری نماز کے تمام وقت بھی بند رہا تو اس نماز کا اعادہ کرے کیونکہ جس وقت سے خون آنا بند ہوا ہے اسی وقت سے عذر ختم ہو چکا ہے اور اس نے معذور والے وضو سے نماز پڑھی ہے۔ (عالم:۴۱)

مسئلہ ۱۲: اسی طرح معذور کا خون نماز میں بند ہوا اور دوسری نماز کے تمام وقت بند رہا تو اس نماز کا اعادہ کرے کیونکہ نماز کے دوران اسکا عذر ختم ہو چکا تھا۔ (عالم:۴۱)

مسئلہ ۱۳: جس نماز کے وقت میں معذور نے وضو کیا ہے اس وقت میں ایک وضو سے فرض، واجب، سنت، نفل، اور قضا نمازیں پڑھ سکتا ہے بشرطیکہ وضو اسی عذر سے کیا ہو جس سے معذور بنا ہے۔ (برکوی:۱۱۶)

مسئلہ ۱۴: مستحاضہ نے وضو کر لیا اس کے بعد کچھ وقت خون رکا رہا اور اس دوران پیشاب سے وضو ٹوٹ گیا پھر دوبارہ وضو کر لیا اس کے بعد استحاضہ کا خون آیا تو اس سے وضو ٹوٹ جائے گا کیونکہ دوبارہ وضو پیشاب کی وجہ سے کیا تھا استحاضہ کی وجہ سے نہیں۔ (برکوی:۱۱۷)

مسئلہ ۱۵: مستحاضہ نے وضو کیا اس کے بعد اس کا خون رکا رہا اور اس دوران پیشاب وغیرہ سے وضو ٹوٹ گیا پھر دوبارہ وضو کر لیا اس کے بعد اس نماز کا وقت نکل گیا لیکن ابھی تک خون جاری نہیں ہوا تو وضو نہ ٹوٹے گا البتہ جب خون دوبارہ شروع ہو جائے تو وضو ٹوٹ جائے گا اس فرق کو خوب سمجھ لو۔ (برکوی:۱۱۷)

وضاحت

اگر وضو عذر کے سبب سے کیا ہو تو عذر کے بار بار آنے سے وہ وضو نہیں ٹوٹتا لیکن اگر وضو اس عذر سے نہ کیا ہو بلکہ کسی اور وجہ سے کیا ہو تو عذر پیش آنے کی صورت میں وضو ٹوٹ جائے گا اور اسی طرح اگر وضو عذر کے علاوہ کسی اور وجہ سے کیا ہو تو جب تک عذر پیش نہ آئے وضو نہیں ٹوٹے گا چاہے کسی نماز کا وقت نکل جائے۔ (برکوی:۱۱۷)

مسئلہ ۱۶: معذور نے وضو کر کے نماز شروع کر دی نماز کے درمیان وقت ختم ہو گیا دوبارہ وضو کر کے اس نماز کی قضاء کرے کیونکہ وقت گزرنے سے معذور کا وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

مسئلہ ۱۷: معذور نے ظہر کے وقت میں عصر کی نماز کیلئے وضو کر لیا تو اس سے عصر پڑھنا درست نہیں کیونکہ ظہر کا وقت ختم ہوتے ہی اس کا وضو ٹوٹ گیا۔ (برکوی:۱۱۸)

مسئلہ ۱۸: اگر معذور اس بات پر قادر ہے کہ پٹی باندھنے یا روئی وغیرہ رکھنے سے خون وغیرہ عذر کو روک سکتا ہے یا کم کر سکتا ہے تو اس کا روکنا واجب ہے اور اس بند کرنے کے سبب سے اب صاحب عذر نہیں رہتا۔ (برکوی:۱۱۸، ش:۳۰۸)

مسئلہ ۱۹: استحاضہ والی عورت اگر روئی فرج داخل میں رکھ کر خون روک دے تو وہ اب معذور نہیں بشرطیکہ خون فرج خارج میں نہ آجائے لہٰذا روئی اس طرح رکھے کچھ حصہ فرج خارج پر ہو تا کہ معلوم ہو سکے کہ خون باہر آیا ہے یا نہیں۔ (عمدہ:۲۵۴، منیۃ:۲۱۶)

نوٹ: فرج داخل وخارج کا بیان شروع کتاب میں ہو چکا ہے۔

مسئلہ ۲۰: معذور کے کپڑوں پر درہم یا اس سے زیادہ نجاست لگ گئی تو اگر ایسی حالت ہے کہ دھوئے تو نماز سے فارغ ہونے سے پہلے ہی دوبارہ نجس ہو جائے گا تو اس کے بغیر دھوئے نماز پڑھنا جائز ہے اور جو ایسا نہیں تو جائز نہیں کیونکہ اس کا دھونا فرض ہے۔ (برکوی:۱۱۸)

نوٹ: جو نجاست پتلی ہے وہ پھیلاؤ میں ہتھیلی کے گہراؤ کے برابر معاف ہے یعنی چلو میں پانی بھر کے ہتھیلی کو پھیلا دیا جائے جتنی جگہ میں پانی ٹھہرا رہے اتنی وسعت مراد ہے اور یہی معنی ہے درہم کے۔ (حاشیہ بہشتی زیور:۱۲۲)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب النفاس

نفاس

بچہ پیدا ہونے کے بعد رحم سے آنے والا خون جو آگے کی راہ سے نکلے نفاس کہلاتا ہے۔ (ش:۲۲۹)

مدت نفاس

نفاس کی زیادہ سے زیادہ مدت چالیس دن ہے اس سے زیادہ جو خون آئے وہ نفاس نہیں بلکہ استحاضہ ہے۔ (ش:۳۰۰)

نفاس کی کم سے کم مدت کی کوئی حد نہیں ایک لحہ بھی ہو سکتی ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ ایک قطرہ بھی نہ آئے۔ (ش:۲۹۹)

نفاس کی ابتداء

آدھے سے زیادہ بچہ نکل آیا لیکن ابھی پورا نہیں نکلا اس وقت جو خون آئے وہ بھی نفاس ہے اگر آدھے سے کم نکلا اس وقت خون آیا وہ استحاضہ ہے اگر ہوش وحواس باقی ہوں تو اس وقت بھی نماز پڑھے ورنہ گنہگار ہوگی نہ ہو سکے تو اشارہ ہی سے پڑھے قضاء نہ کرے لیکن اگر نماز پڑھنے سے بچہ کے ضائع ہونے کا ڈر ہو تو نماز نہ پڑھے۔ (ب:۱۸۳)

بچہ جب آپریشن کر کے نکالا جائے تو جب تک فرج سے خون نہ نکلے گا نفاس شروع نہ ہوگا ہاں جب خون فرج سے نکلے تو نفاس شروع ہو جائے گا۔ (برکوی:۸۲)

نفاس اور غسل

اگر بچہ پیدا ہونے کے بعد خون بالکل نہ نکلے تو بھی غسل واجب ہے اور جب خون نکلے تو خون بند ہونے کے وقت غسل واجب ہوگا۔ (برکوی: ۸۲)

اسقاط کے مسائل

(۱) کسی کا حمل گر گیا تو اگر بچہ کا ایک آدھ عضو بن گیا ہو جیسے ہاتھ یا پاؤں یا انگلی یا ناخن یا بال تو وہ شرعاً بچہ ہے اس لئے حمل گرنے کے بعد خون آئے وہ بھی نفاس ہے، خواہ خود ہی گر جائے یا دوائی وغیرہ سے گرا دے۔

(برکوی: ۸۳، امداد الفتاوی ۱: ۴۶)

(۲) اگر خلقت ظاہر نہ ہوئی ہو بلکہ صرف گوشت ہے یا خون کا لوتھڑا ہے تو یہ شرعاً بچہ نہیں اس لئے بعد میں آنے والا خون نفاس نہ ہوگا، بلکہ اگر حیض ہو سکے تو حیض ہوگا یعنی اگر تین دن سے کم نہ ہو اور اس سے قبل طہر تام (کم از کم پندرہ دن) گزرا ہو تو حیض ورنہ استحاضہ ہوگا۔

(برکوی: ۸۲، امداد الفتاوی ۱: ۴۴)

فائدہ: اگر خلقت ظاہر نہ ہوئی ہو تو چونکہ یہ بچہ نہیں اسلئے نہ اسے غسل دیں گے نہ کفن و دفن قاعدہ کے موافق ہوگا۔ البتہ چونکہ انسان کا جز ہے اسلئے ویسے ہی زمین میں دبا دینا چاہئے، تاکہ اس کی بے حرمتی نہ ہو۔ (امداد الفتاوی ۱: ۴۶)

(۳) اگر بچہ نکلنے سے پہلے بھی خون آیا اور بعد میں بھی اور بچہ کی خلقت ظاہر ہو گئی تھی تو جو خون اس بچہ کے نکلنے سے قبل آیا وہ حیض نہ ہوگا بلکہ استحاضہ

ہوگا اور جو بعد میں آیا وہ نفاس ہوگا۔ (عالم: ۳۷)

(۴) اگر اس بچہ کی خلقت ظاہر نہ ہوئی تھی یعنی کوئی عضو نہ بنا تھا تو جو خون اسقاط سے پہلے آیا اگر وہ حیض بن سکتا ہو تو حیض ہوگا ورنہ استحاضہ۔ (عالم: ۳۷)

طہر متخلل

(دو خونوں کے درمیان پاکی کا حکم)

اگر نفاس میں چالیس دن کے دوران دو خونوں کے درمیان پاکی آ جائے تو پاکی بھی خون کے حکم میں ہوگی چاہے یہ پاکی پندرہ دن ہو یا اس سے کم یا زیادہ یعنی یوں سمجھا جائے گا کہ پہلے خون سے دوسرے خون تک مسلسل خون جاری رہا جیسے دو دن خون آیا پھر بیس دن پاکی رہی پھر تین دن خون آیا تو نفاس ۲+۲۰+۳ = ۲۵ دن ہوگا۔ (برکوی: ۷۶)

نفاس والی کی اقسام

نفاس والی عورت کی دو قسمیں ہیں:

(۱) مبتداہ

جسے پہلی دفعہ نفاس آئے اسے مبتداہ کہتے ہیں۔

(۲) معتادہ

جسے پہلے نفاس آ چکا ہو۔

احکام مبتداہ

(۱) جسے پہلی دفعہ نفاس آیا تو چالیس دن تک جو خون آئے وہ نفاس ہوگا۔ (اور آئندہ کیلئے یہ عادت ہوگی۔) (برکوی:۷۹)

(۲) اگر خون چالیس دن سے بڑھ جائے تو چالیس دن نفاس ہوگا باقی استحاضہ (اور آئندہ کے لئے عادت چالیس دن ہوگی۔) (ب:۱۸۲)

احکام معتادہ

(۱) اگر خون عادت کے مطابق آیا (یعنی جتنے دن پچھلے نفاس میں تھا اتنا ہی آیا) تو عادت برقرار رہے گی۔

(۲) اگر خون عادت کے مطابق نہ آیا تو اگر چالیس دن یا اس سے کم ہو تو عادت بدل جائے گی چاہے خون عادت سے کم ہو یا زیادہ۔ (برکوی:۷۹)

مثال ۱: عادت تیس ۳۰ دن تھی اب خون بیس دن بعد بند ہوگیا تو نفاس بیس دن ہوگا اور آئندہ کیلئے اب عادت بدل گئی۔

مثال ۲: عادت تیس ۳۰ دن تھی اب خون پینتیس ۳۵ دن بعد بند ہوا تو نفاس ۳۵ دن ہوگا اور آئندہ کیلئے عادت بدل گئی۔

(۳) اگر خون چالیس دن سے تجاوز کر جائے تو جتنی پہلے تھی اتنا نفاس ہوگا اور باقی استحاضہ۔ (عالم:۳۷، برکوی:۷۸)

مثال: عادت پندرہ (۱۵) دن تھی اب خون پچاس (۵۰) دن آیا تو نفاس پندرہ (۱۵) دن ہوگا باقی استحاضہ۔

جڑواں بچے اور نفاس

اگر جڑواں بچے پیدا ہوں تو نفاس اول بچے کے پیدا ہونے کے وقت سے ہوگا اور دو جڑواں بچوں کی شرط یہ ہے کہ ان دونوں کی ولادت میں چھ مہینے سے کم فاصلہ ہو، مثلاً کسی عورت کے دو بچے پیدا ہوئے اور دونوں کے درمیان چھ مہینے سے کم زمانہ ہے تو پہلا ہی بچہ پیدا ہونے کے بعد سے نفاس سمجھا جائے گا۔ پس اگر دوسرا پہلے بچے کی پیدائش سے چالیس دن کے اند پیدا ہوا اور خون آیا تو پہلے بچے کی پیدائش سے چالیس دن تک نفاس ہے پھر استحاضہ ہے اور اگر چالیس دن کے بعد دوسرا بچہ پیدا ہو تو اس پچھلے کے بعد جو خون آیا وہ استحاضہ ہے نفاس نہیں مگر دوسرے بچہ کے پیدا ہونے کے بعد بھی نہانے کا حکم دیا جائے گا یعنی دوسرا بچہ پیدا ہونے کے بعد غسل کرے اور نماز پڑھے۔ (برکوی:۸۳)

اور اگر دونوں بچوں کے درمیان چھ مہینے یا اس سے زیادہ وقفہ ہو تو دو حمل اور دو نفاس ہوں گے۔ (عالم:۳۷)

نفاس کے احکام

نفاس میں نماز، روزہ، تلاوت وغیرہ کے وہی احکامات ہیں جو حیض میں ہیں لہٰذا جو احکام نماز روزے کے حیض میں دس دن سے زیادہ خون بند ہونے پر ہیں وہی احکام نفاس میں چالیس (۴۰) دن سے زیادہ خون بند ہونے پر ہوں گے اور جو احکام حیض میں دس دن سے کم خون بند ہونے پر ہیں وہی احکام نفاس

میں چالیس (۴۰) دن سے کم خون بند ہونے پر ہوں گے۔ اسی طرح جو احکام حیض میں عادت والی کے ہوں گے وہی نفاس میں عادت والی کے ہوں گے۔ ہم آسانی کے لئے کچھ احکامات کا ذکر یہاں کر دیتے ہیں[1]۔

نماز کے احکام

(۱) مدت نفاس (جو کہ چالیس روز ہے) میں اگر خون دیکھے تو نماز چھوڑ دے اور جب تک خون جاری رہے نماز چھوڑے رکھے۔ نفاس میں نماز پڑھنا درست نہیں نماز بالکل معاف ہو جاتی ہے پاک ہونے کے بعد قضا بھی واجب نہیں۔ (امداد الاحکام ۱: ۳۶۶)

(۲) جس نماز کے وقت میں حیض یا نفاس آئے اس وقت کا فرض اس کے ذمہ سے ساقط ہو جائے گا خواہ نماز پڑھنے کے لئے وقت رہا ہو یا نہ رہا ہو۔ پس اگر نماز کا آخر وقت ہو گیا اور نماز ابھی تک نہیں پڑھی کہ بچہ پیدا ہوا تو وہ نماز معاف ہے اور اس پر اس کی قضا لازم نہیں (عمدہ: ۲۴۷، برکوی: ۱۱۰)

(۳) اگر مدت نفاس میں خون جاری ہو کر بند ہو جائے تو اس وقت جس نماز کا وقت ہو اس کے وقت مستحب کے آخر تک انتظار کرے اگر آخر وقت خون پھر جاری ہو جائے تو نماز نہ پڑھے اور اگر آخر تک بند رہے تو غسل کر کے نماز پڑھے۔ (امداد الاحکام ۱: ۳۶۶)

(۴) معتادہ کا خون اگر بند ہو جائے تو دیکھنا چاہئے کہ پچھلی عادت سے پہلے بند

[1] حیض ونفاس کے اکثر احکام مشترک ہیں اسلئے تمام احکام کے حوالے لکھنے کا اہتمام نہیں کیا گیا۔

ہوا ہے یا بعد میں اگر پچھلی عادت سے پہلے بند ہوا ہے تو غسل و نماز کے لئے وقت مستحب کے آخر کا انتظار واجب ہے، اور اگر پچھلی عادت کے بعد بند ہوا ہے تو وقت مستحب کے آخر کا انتظار مستحب ہے واجب نہیں۔

(امداد الاحکام ۱: ۳۶۶)

(۵) اگر معتادہ کا خون چالیس روز سے بڑھ جائے تو عادت کے ایام کو نفاس سمجھا جائے گا، اور باقی استحاضہ، اسلئے ایام عادت کے بعد جتنے دنوں کی نماز خون آنے کی وجہ سے نہیں پڑھی، ان کی قضا کرے۔ (امداد الاحکام ۱: ۳۶۶)

(۶) اگر نفاس چالیس دن سے کم آیا اور ایسے وقت خون بند ہوا کہ نماز کا وقت بالکل تنگ ہے کہ جلدی اور پھرتی سے نہا دھو ڈالے تو نہانے کے بعد بالکل ذرا سا وقت بچے گا جس میں صرف ایک دفعہ اللہ اکبر کہہ کر نیت باندھ سکتی ہے اس سے زیادہ کچھ نہیں پڑھ سکتی تب بھی اس وقت کی نماز واجب ہو جاتی ہے اور بعد میں قضاء کرنی پڑے گی اور اگر اس سے بھی کم وقت ہو تو معاف ہے اس کی قضاء پڑھنا واجب نہیں۔

(۷) اگر غسل کرنے کے بعد اللہ اکبر کہنے اور نیت کا وقت باقی ہو تو نیت باندھ کر نماز شروع کر دے اور اگر چہ نیت کے بعد وہ وقت نکل بھی جائے تو بھی نماز پوری کر لے ایسی صورت میں نماز قضا نہ کرنی پڑے گی۔

لیکن صبح کے وقت میں اگر نیت باندھنے کے بعد سورج نکل آئے تو وہ نماز ٹوٹ گئی پھر سے قضاء کرے۔

(۸) اگر نفاس پورے چالیس دن رات آیا اور ایسے وقت خون بند ہوا کہ بالکل ذرا سا بس اتنا وقت ہے کہ ایک مرتبہ اللہ اکبر کہہ سکتی ہے اس سے زیادہ کچھ نہیں کہہ سکتی اور نہانے کی بھی گنجائش نہیں تو بھی نماز واجب ہے اس کی قضاء پڑھنی چاہئے۔

(۹) نفاس والی عورت کیلئے مستحب ہے کہ جب نماز کا وقت ہو تو وضو کرے اور اپنے گھر میں نماز پڑھنے کی جگہ میں آ بیٹھے اور جتنی دیر نماز ادا کرتی ہے اتنی دیر سُبْحَانَ اللّٰہ اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور درود شریف اور استغفار وغیرہ پڑھتی رہے تاکہ عادت قائم رہے۔

روزے کے احکام

(۱) حالت نفاس میں روزہ رکھنا درست نہیں، لیکن پاک ہونے کے بعد اس کی قضا رکھنا ہوگی روزہ بالکل معاف نہیں ہوتا۔

(۲) آدھے روزے میں نفاس شروع ہو گیا تو وہ روزہ ٹوٹ گیا جب پاک ہو تو قضاء کرے۔

(۳) اگر نفل روزے میں نفاس آ جائے تو اس کی قضاء بھی کرے۔ (ب:۱۷۹)

(۴) اگر مدت نفاس میں رمضان شریف میں دن کو خون بند ہو کچھ کھانا پینا درست نہیں شام تک روزہ داروں کی طرح رہنا واجب ہے (بشرطیکہ دن بھر خون بند رہے ورنہ خون دوبارہ آ جانے پر روزہ داروں کی طرح رہنا واجب نہ ہوگا) لیکن یہ دن روزہ میں شمار نہ ہوگا۔ بلکہ اس کی قضاء بھی رکھنی

پڑے گی۔ (امداد الاحکام: ۳۶۶)

(۵) اگر رات کو پاک ہوئی اور پورے چالیس دن رات نفاس آیا ہے اور صبح صادق ہونے میں صرف اتنا وقت باقی ہے کہ ایک دفعہ اَللّٰہُ اَکْبَر بھی نہیں کہہ سکتی تب بھی صبح کا روزہ لازم ہے۔

(۶) اگر چالیس دن سے کم نفاس آیا تو اگر اتنی رات باقی ہے کہ پھرتی سے غسل کر لے گی لیکن غسل کے بعد ایک دفعہ بھی اَللّٰہُ اَکْبَر نہ کہہ پائے گی تو بھی صبح کا روزہ لازم ہے۔

(۷) اگر اتنی رات تو تھی کہ پھرتی سے غسل کر لیتی اور ایک لمحہ ہی پالیتی لیکن اس نے غسل نہ کیا تو روزہ نہ توڑے بلکہ روزہ کی نیت کر لے اور بعد میں نہا لے (یاد رہے کہ نماز بغیر غسل کے پڑھنا درست نہیں لیکن روزہ بغیر غسل رکھنا درست ہے۔)

(۸) البتہ اگر اس سے بھی کم رات ہو یعنی غسل بھی نہ کر سکے تو صبح کا روزہ جائز نہیں ہے لیکن دن کو کچھ کھانا پینا بھی درست نہیں بلکہ سارا دن روزہ داروں کی طرح رہے اور اس کی قضاء کرے۔

میاں بیوی کے تعلقات کے احکام

(۱) اگر نفاس پورے چالیس دن تک آئے تو بغیر غسل جماع جائز ہے خواہ پہلی دفعہ نفاس آیا ہو یا معتادہ ہو اور مستحب یہ ہے کہ جب تک غسل نہ کرے جماع نہ کرے۔

(۲) اگر نفاس چالیس سے کم دنوں میں بند ہوا اور پہلا نفاس ہے تو جب تک وہ عورت نہا نہ لے جماع درست نہیں، اور اگر غسل نہ کرے تو جب تک ایک نماز کا وقت نہ گزر جائے کہ اس نماز کی قضاء اس کے ذمہ واجب ہو جائے اس وقت تک جماع درست نہیں۔

اگر معتادہ کو خون چالیس دن سے کم مدت میں بند ہو لیکن جتنی عادت تھی اس قدر خون آیا تو اسے بھی جب تک غسل نہ کرلے یا ایک نماز کا وقت نہ گزر جائے صحبت درست نہیں۔

اور اگر عادت سے کم خون آیا تو عادت کے دن گزرنے سے پہلے جماع درست نہیں کہ شاید پھر خون آجائے۔

نوٹ : نفاس میں میاں بیوی کے تعلقات کے متعلق دیگر احکامات وہی ہیں جو حالت حیض کے ہیں لھذا صفحہ نمبر ۵۶ پر شروع کے نو (۹) احکامات دیکھ لئے جائیں۔

اسی طرح تلاوت ذکر و دعا کے احکام تا حج وعمرہ کے احکام بھی حیض و نفاس میں یکساں ہیں۔ انہیں بھی وہیں دیکھ لیا جائے۔

نفاس سے متصل استحاضہ کا حکم

(۱) معتادۃ الحیض (حیض کی عادت والی) کو نفاس کے بعد خون مسلسل جاری ہوگیا تو اسکا حیض وطہر عادت کے مطابق ہوں گے اگر نفاس پہلا ہے تو نفاس چالیس دن ہوگا اور اگر نفاس میں عادت تھی تو نفاس عادت کے مطابق ہوگا۔

مثال ۱ : حیض چھ دن اور طہر چوبیس (۲۴) دن تھا اور پہلے نفاس کے بعد خون جاری ہوگیا تو نفاس چالیس دن ہوگا اور اس کے بعد چوبیس (۲۴) دن طہر کے اور پھر چھ دن حیض کے شمار ہوں گے۔

مثال ۲ : حیض میں عادت پانچ دن اور طہر میں پچیس (۲۵) دن تھی اور نفاس کی عادت تیس دن تھی اب نفاس کے بعد خون جاری ہوگیا تو عادت کے مطابق تیس دن نفاس کے ہونگے پھر پچیس دن پاکی کے اور اسکے بعد پانچ دن حیض کے ہوں گے۔

نفاس میں عادت بھولنے والی کے احکام

(۱) اگر نفاس شروع ہوا اور پچھلی عادت یاد نہیں تو اگر خون چالیس دن یا اس سے کم ہو تو یہ سارا نفاس ہے کیونکہ پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ چالیس دن تک جتنا خون آئے سب نفاس ہوتا ہے۔ (برکوی: ۱۰۸)

(۲) اگر خون چالیس دن سے تجاوز کر جائے تو پچھلی عادت کے بارے میں خوب سوچے جتنے دن گمان غالب سے سوچ میں آتے ہوں وہی نفاس کی عادت شمار ہوگی باقی استحاضہ۔ (برکوی: ۱۰۸)

(۳) اگر غالب گمان سے کچھ طے نہ کر سکے بلکہ اسے بالکل ہی یاد نہ ہو کہ پچھلا نفاس کتنا تھا تو ۴۰ دنوں کی نمازیں قضاء کرے کیونکہ ہوسکتا ہے پچھلا نفاس ایک لمحہ آیا ہو اسلئے یہ نفاس بھی ایک لمحہ ہو۔ عبادات میں احتیاط واجب ہے اور اس مسئلہ میں ۴۰ دنوں کی نماز قضاء کرنے میں احتیاط ہے۔ (برکوی: ۱۰۸)

(۴) اگر بچے کی ولادت یکم رمضان رات کو ہوئی، رمضان تیس (۳۰) دنوں کا تھا اور خون چالیس دنوں سے تجاوز کر جائے اسے پچھلا نفاس بھی یاد نہیں اور حیض کی عادت بھی بھولی ہوئی ہے لیکن حیض رات سے آنا یاد ہے تو رمضان کے پورے روزے رکھنے کے بعد انچاس (۴۹) روزے قضاء کرے گی جب کہ قضاء رمضان سے متصل رکھے۔ (برکوی:۱۰۸)

وضاحت

جب نفاس کی عادت معلوم نہیں تو ہوسکتا ہے کہ نفاس ایک لمحہ ہو اس امکان کے پیش نظر کہ رمضان بھر نفاس نہ رہا ہو پورے رمضان کے روزے رکھے اور چونکہ یہ بھی امکان ہے کہ پورا رمضان نفاس ہو اس لئے اس کی قضاء بھی کرے کہ عبادات میں احتیاط لازم ہے۔

رمضان چونکہ ۳۰ دنوں کا ہے اس لئے ۳۰ روزوں کی قضاء کرنی ہے اگر قضاء رمضان سے متصل رکھے تو ہوسکتا ہے کہ نفاس دس شوال تک ہو (کیوں کہ نفاس کی اکثر مدت چالیس دن ہے اور احتیاطاً نفاس کی اکثر مدت ہی لی جائے گی) لہٰذا دس شوال تک روزے ناپاکی میں ہونے کا امکان ہے۔

پھر پندرہ دن پاکی کا امکان ہے (کیوں کہ نفاس اور حیض کے درمیان کم از کم پندرہ دن پاکی ہوتی ہے) پھر دس دن حیض ہونے کا امکان ہے احتیاط کی وجہ سے پھر دوبارہ پندرہ دن پاکی کے اور چونکہ یکم شوال عید کی وجہ سے روزہ رکھنا منع ہے۔ لہٰذا اگر دوسری شوال سے قضاء شروع کرے تو کل ۴۹ روزے رکھنے کی

صورت میں ۳۰ یقیناً پاکی میں ہوں گے۔

تاریخ	کل روزے	ناپاکی میں ہونے کا امکان	پاکی میں ہونے کا امکان
۲ شوال تا ۱۰ شوال	۹	۹ نفاس	
۱۱ شوال تا ۲۵ شوال	۱۵		۱۵
۲۶ شوال تا ۵ ذوالقعدہ	۱۰	۱۰ حیض	
۶ ذوالقعدہ تا ۲۰ ذوالقعدہ	۱۵		۱۵
	۴۹	۱۹	۳۰

(۵) اگر بچہ یکم رمضان دن میں پیدا ہوا ہے اور پچھلا حیض یا تو دن میں شروع ہونا یاد ہے یا بالکل یاد نہیں تو کل ۶۲ روزے قضاء کے رکھے۔ (برکوی:۱۰۸)

وضاحت

اس صورت میں بھی یہ امکان ہے پورا رمضان نفاس رہا ہو لہٰذا ۳۰ روزوں کی قضاء کرنی ہوگی اور چونکہ ولادت دن میں ہوئی ہے اسلئے نفاس دن میں شروع ہوگا اور چالیسویں روز دن میں بند ہوگا اس لئے کل ۶۲ روزے قضاء رکھنے کی صورت میں ۳۰ یقیناً پاکی میں ہوں گے۔

نقشہ نمبر سے تفصیل واضح ہے۔

نوٹ : شیڈ والے ایام روزے کے قابل نہیں۔

نقشہ نمبر ۷

قضاء کے ایام	کیفیت	قضاء کے ایام	کیفیت
۲ شوال	نفاس کا امکان	۳۴	حیض
۳	نفاس	۳۵	حیض
۴	نفاس	۳۶	صبح حیض ختم ہونے کا امکان
۵	نفاس	۳۶	صبح طہر شروع ہونے کا امکان
۶	نفاس	۳۷	ط
۷	نفاس	۳۸	ط
۸	نفاس	۳۹	ط
۹	نفاس	۴۰	ط
۱۰	نفاس	۴۱	ط
۱۱	صبح نفاس ختم ہونیکا امکان	۴۲	ط
۱۱	صبح طہر شروع ہونے کا امکان	۴۳	ط
۱۲	ط	۴۴	ط
۱۳	ط	۴۵	ط
۱۴	ط	۴۶	ط
۱۵	ط	۴۷	ط
۱۶	ط	۴۸	ط
۱۷	ط	۴۹	ط
۱۹	ط	۵۰	ط
۲۰	ط	۵۱	صبح طہر ختم ہونے کا امکان
۲۱	ط	۵۱	صبح حیض شروع ہونے کا امکان
۲۲	ط	۵۲	حیض
۲۳	ط	۵۳	حیض
۲۴	ط	۵۴	حیض
۲۵	ط	۵۵	حیض
۲۶	صبح طہر ختم ہونے کا امکان	۵۶	حیض
۲۶	صبح حیض شروع ہونے کا امکان	۵۷	حیض
۲۷	حیض	۵۸	حیض
۲۸	حیض	۵۹	حیض
۲۹	حیض	۶۰	حیض
۳۰	حیض	۶۱	صبح حیض ختم ہونے کا امکان
۳۱	حیض	۶۱	صبح طہر شروع ہونے کا امکان
۳۲	حیض	۶۲	ط
۳۳	حیض	۶۳	ط

چونکہ عید کا روزہ نہیں ہوگا اسلئے ۶۳ ویں دن تک کل ۶۲ روزے ہوئے۔

اسی طرح اگر قضاء منفصل (رمضان سے جدا) رکھے اور جبکہ رمضان ۲۹ کا ہو اور حیض کے ایام کا عدد (گنتی) معلوم ہو وقت بھول جائے اسی طرح اور احکامات گذشتہ حیض کے بیان میں غور کر کے معلوم کئے جاسکتے ہیں۔

اگر کسی کو ایسی نوعیت پیش آئے تو اپنی سمجھ پر اعتماد کرتے ہوئے عمل شروع نہ کرے بلکہ کسی ماہر مفتی سے پوچھ لے۔

سیلان رحم (لیکوریا) کا حکم

عورت کو بیماری کی وجہ سے آگے کی راہ سے پانی کی طرح رطوبت آتی ہے۔ اسے سیلان رحم اور ڈاکٹروں کی اصطلاح میں اسے لیکوریا کہتے ہیں۔

یہ پانی و رطوبت جو خارج ہوتی ہے نجس (ناپاک) ہوتی ہے بلکہ عورت کی فرج داخل سے نکلنے والی ہر رطوبت ناپاک ہوتی ہے۔ (بدائع ج:۱ص:۲۴)

اسلئے کپڑے یا جسم پر لگ جائے تو وہ بھی ناپاک ہوجاتا ہے اسلئے اگر ہتھیلی کے پھیلاؤ کے برابر کپڑے یا جسم پر لگی ہو تو اسے دھوئے بغیر نماز نہیں ہوتی اور اگر اس سے کم ہے تو نماز ہوجائے گی لیکن بلاضرورت نہ دھونا مکروہ ہے۔ (ش:۳۱۶)

جسے رطوبت مسلسل جاری ہو

اگر یہ پانی اس طرح جاری ہو کہ پاکی کی حالت میں نماز پڑھنا ممکن نہیں تو یہ عورت معذور ہوگی، معذور کا بیان صفحہ نمبر ۴۷ پر ہوچکا ہے وہاں دیکھ لیا جائے۔

ولادت سے قبل رطوبت آنے کا حکم

ولادت سے پہلے جو پانی نکلے وہ بھی رطوبت نجسہ ہے، ایسی عورت کو نماز پڑھنا چاہئے اگر پاکی کی حالت میں نماز پڑھنا ممکن نہ ہوتو یہ عورت بھی معذور ہوگی۔ (امداد الاحکام ۱:۳۶۴)

جسے رطوبت وقفہ وقفہ سے آئے

جسے رطوبت وقفہ وقفہ سے آئے تو جس وقت رطوبت خارج ہوتی ہے اس وقت نماز نہ پڑھے جب پاک ہو اس وقت پڑھے اور اگر نماز پاکی میں شروع کی پھر نماز کے دوران رطوبت خارج ہوگئی تو وضو ٹوٹ جائے گا اور نماز پھر سے پڑھنی پڑھے گی۔

جسے رطوبت کے خارج ہونے کا پتہ نہ چلے

اگر رطوبت کے خارج ہونے کا پتہ نہ چلتا ہو۔ جب نماز شروع کی تو رطوبت بند تھی جب نماز پڑھ کر دیکھا تو گدی تر تھی تو جب تک نماز میں وضو ٹوٹنے کا یقین نہ ہو نماز ہو جائے گی۔ (احسن ج ۲، ص:۸۰)

وضو قائم رکھنے کا طریقہ

ایسی مریضہ شرمگاہ میں اسفنج وغیرہ رکھ لیا کرے یہ پانی کو جذب کرتا رہے گا جب تک اسفنج کے اس حصہ تک رطوبت نہیں آتی جو فرج خارج میں ہے تو اس وقت تک وضو نہیں ٹوٹے گا۔ (احسن ج ۲ ص:۸۰)

جب رطوبت کسی اور رنگ کی ہو

اور یہ جو تفصیل بیان ہوئی اس وقت ہے جب یہ رطوبت سفید یا پانی کی مانند ہو لیکن اگر زرد، سبز، گدلی یا مٹیالی ہو تو ہم حیض کے رنگوں میں بیان کر چکے ہیں کہ یہ سارے رنگ حیض کے ہیں لہٰذا مدت حیض میں نظر آئے تو حیض ہوں گے جب تک گدی بالکل سفید نہ دکھلائی دے۔

اسی طرح رطوبت اگر مدت نفاس (چالیس روز) میں دکھائی دے چاہے خون بند ہونے کے بعد ہو، اور رطوبت صاف نہیں بلکہ مٹیالی یا زردی مائل (وغیرہ) ہے، تو یہ نفاس ہی شمار ہوگی اور نماز بالکل نہ پڑھی جائے گی۔ (امداد الاحکام ۱:۳۶۴)

رنگوں کا اعتبار ابتداء میں ہے

رطوبت کے تر ہونے کی حالت میں جو اس کا رنگ ہے اسی کا اعتبار ہوگا اگر سوکھ کر تبدیل ہو جائے تو اس کا اعتبار نہیں ہوگا۔ (دیکھئے امداد الاحکام ۱:۳۶۸)

مثال ۱: رطوبت خارج ہوتے وقت سفید تھی پھر گدی پر سوکھ کر زرد ہوگئی تو سفید ہی سمجھی جائے گی لہٰذا یہ سیلان ہے اگرچہ مدت حیض میں ہو کیونکہ یہ حیض کا رنگ نہیں۔ (بحر:۱۹۲)

مثال ۲: رطوبت خارج ہوتے وقت زرد تھی اور سوکھ کر سفید ہوگئی تو زرد سمجھی جائیگی۔ اگر مدت حیض میں آئے تو حیض ہوگی کیونکہ زرد حیض کا رنگ ہے۔ (بحر:۱۹۲)

اگر رطوبت زرد، سبز، مٹیالی یا گدلی ہو اور مدت حیض کے علاوہ نظر آئے تو استحاضہ ہوگا۔

مثال: کسی کی عادت ۵ دن خون آنے کی ہے پھر کسی وقت ۵ دن خون کے بعد مذکورہ رطوبتوں میں سے کوئی رطوبت دیکھی کہ خون اور رطوبت ملا کر دس دن سے بڑھ گئے تو یہ رطوبت ساری استحاضہ ہوگی۔ (ش:۲۸۹)

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو اپنے دین کے احکامات پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقه محمد وعلی آله واصحابه وازواجه وجمیع متبعیه الی یوم الدین.

محمد عثمان

مدرس مدرسہ بیت العلم گلشن اقبال

۹ ذالحج ۱۴۱۹ھ

بمطابق: ۲۸ مارچ ۱۹۹۹ء

جوابات تمرین نمبر ا

ج ا قاعدہ نمبر ا کی بناء پر پانچ دن عادت والے حیض ہوں گے اور پانچ دن عادت سے قبل اور ایک دن عادت کے بعد استحاضہ ہوگا۔

ج ۲ قاعدہ نمبر ۳ کی بناء پر شروع کے پانچ دن حیض ہوں گے باقی استحاضہ اور عادت زمانہ کے اعتبار سے بدل جائے گی، عدد کے اعتبار سے باقی رہے گی۔

ج ۳ چونکہ پانچ دن پاکی کے دونوں طرف خون ہے اور یہ پاکی چونکہ پندرہ دن سے کم ہے لہٰذا متواتر و مسلسل خون آنے کے حکم میں ہے۔ پس یوں سمجھا جائے گا کہ کل گیارہ دن خون آیا پانچ عادت سے قبل، پانچ عادت میں اور ایک بعد میں۔ قاعدہ نمبر ا کی بناء پر عادت والے ایام حکماً حیض کے ہوں گے اگرچہ حقیقتاً پاکی میں ہیں اور پانچ دن قبل اور ایک دن بعد کے استحاضہ ہوں گے۔

ج ۴ چودہ دن پاکی کے دونوں طرف خون ہے اور یہ طہر چونکہ ناقص ہے لہٰذا خون کے حکم میں ہے پس ایسا ہوا کہ ۶+۱۴+۱=۲۱ دن خون دیکھا لہٰذا قاعدہ نمبر ا کی بناء پر شروع کے پانچ دن حیض پھر ایک دن استحاضہ اور پھر چودہ دن کے بعد ایک دن استحاضہ۔

ج ۵ چونکہ خون دس دن سے کم ہے اور طہر پندرہ دن ہے جو طہر صحیح ہے لہٰذا قاعدہ نمبر ۴ کی بناء پر چھ دن حیض ہوگا اور عادت اب چھ دن ہوگی۔

ج ۶ آخری خون جو گیارہ دن ہے اس کے شروع کے پانچ دن حیض ہوں گے باقی استحاضہ کیونکہ عادت میں خون بالکل نہیں آیا کیونکہ عادت پچپن دن

بعد کی ہے اور خون اب پندرہ دن بعد آیا لہٰذا قاعدہ نمبر ۳ کے اعتبار سے عادت کا زمانہ تبدیل ہوجائے گا البتہ گنتی باقی رہے گی (یعنی پانچ دن) اب آئندہ طہر کی عادت پندرہ دن شمار ہوگی۔

ج ۷ قاعدہ نمبر ۳ کے مطابق آخری ۱۱ دن خون میں سے شروع کے ۵ دن حیض ہوگا باقی استحاضہ۔ عادت زمانہ کے اعتبار سے بدل جائیگی اور عدد میں باقی رہے گی۔

ج ۸ چودہ دن پاکی چونکہ ناقص ہے اور دونوں طرف خون ہے لہٰذا یہ متواتر خون کے حکم میں ہے۔ پس یوں سمجھا جائے گا کہ ۵۴ دن پاکی کے بعد سولہ دن خون دیکھا۔ لہٰذا قاعدہ نمبر ۱ کے مطابق چونکہ عادت کے تمام دنوں میں خون آیا ہے۔ لہٰذا عادت برقرار رہے گی۔ حیض پانچ دن ہوگا (۵۶ تا ۶۰) اور ۵۵ واں دن استحاضہ کا ہوگا اور آخری ایک دن خون بھی استحاضہ کا ہوگا۔

نوٹ: اس مثال میں غور کریں تو معلوم ہوگا کہ ایام حیض میں خون حقیقتاً بالکل نہیں آیا بلکہ حکماً حیض ہے۔

ج ۹ سوال نمبر ۸ کی مانند یہاں ۵۷ دن بعد مسلسل خون کا حکم ہوگا آخر تک لیکن عادت کے تمام دن خون نہیں آیا بلکہ عادت سے دو دن کم ہے لہٰذا قاعدہ نمبر ۲ کے مطابق ۵۷ کے بعد تین دن حیض ہوگا اور آخر میں ایک دن استحاضہ۔

ج ۱۰ قاعدہ نمبر ۴ کے اعتبار سے پورے دس دن حیض ہوگا اور اب عادت بدل گئی۔ خون میں دس دن اور پاکی میں پچاس دن عادت ہوگی۔

ج ۱۱ قاعدہ نمبر ۴ کے مطابق آخری آٹھ دن حیض ہوں گے اور عادت بدل

جائے گی اور اب عادت ۵۴ دن طہر اور ۸ دن حیض کی ہوگی۔

ج ۱۲ قاعدہ نمبر ۴ کے مطابق آخری ۷ دن حیض ہوگا اور عادت بدل جائیگی۔

ج ۱۳ قاعدہ نمبر ۴ کے مطابق آخر ۳ دن حیض ہوگا اور عادت بدل جائیگی۔

ج ۱۴ قاعدہ نمبر ۴ کے مطابق آخری ۷ دن حیض ہوگا اور عادت بدل جائیگی۔

ج ۱۵ بیس دن خون میں سے شروع کے پانچ دن عادت کے مطابق حیض ہوں گے باقی ۱۵ دن استحاضہ کے ہوں گے پھر ۱۵ دن طہر تام ہے لیکن یہ طہر فاسد ہے کیونکہ اس کے شروع میں استحاضہ ہے۔ کل طہر فاسد ۳۰ دن ہوگا (۱۵ دن استحاضہ + ۱۵ دن طہر تام = ۳۰ دن) اور طہر فاسد عادت نہیں بن سکتا اسلئے پچھلی عادت طہر کی برقرار رہے گی۔ اسکے بعد جو خون آیا تو اگر یہ خون دس دن یا کم ہو (لیکن تین دن سے کم نہ ہو) تو سارا حیض ہوگا بشرطیکہ اس کے بعد طہر تام آجائے اور اگر پچھلی عادت پانچ دن سے کم وبیش ہو تو عادت خون میں بدل جائے گی۔ اور اگر خون مسلسل جاری ہوجائے تو پچھلی عادت کے مطابق حیض وطہر ہوں گے یعنی ۵ دن حیض ۲۵ دن طہر۔

ج ۱۶ جواب سمجھنے سے قبل دن، گھنٹہ اور منٹ کو آپس میں منفی کرنے کا حساب درج کیا جاتا ہے تاکہ حساب میں آسانی ہو:

مثال: مثال کے طور پر انیس دن چار گھنٹہ ۳۰ منٹ سے ۱۸ دن ۶ گھنٹے ۴۵ منٹ منفی کرنے ہیں اسے ہم مندرجہ ذیل طریقہ سے لکھیں گے:

۱۹ دن ۴گ ۳۰م
– ۱۸ دن ۶گ ۴۵م

جبکہ ''گ'' علامت گھنٹہ اور ''م'' علامت منٹ ہے۔ مثال مذکورہ میں چونکہ ۴ گھنٹوں سے ۶ منفی نہیں ہو سکتے اور ۳۰ منٹ سے ۴۵ منٹ منفی نہیں ہو سکتے اس وجہ سے ہم ۱۹ دن سے ایک دن نکال کر اس کے گھنٹے بنالیں گے اور یوں لکھیں گے:

۱۸ دن ۲۴+۴گ ۳۰م

اب گھنٹوں میں سے ایک گھنٹہ نکال کر اس کے منٹ بنادیں گے۔

لہٰذا ۱۸ دن ۲۴+۳گ ۶۰+۳۰م

یعنی ۱۸ دن ۲۷گ ۹۰م

اب اس میں سے ۱۸ دن ۶گ ۴۵م منفی کریں

لہٰذا

۱۸ دن ۲۷گ ۹۰ م
– ۱۸ دن ۶ گ ۴۵ م

---

۲۱ گ ۴۵ م

جواب

یہ جواب بندے نے بعض مفتی حضرات سے مشورے کے بعد لکھا ہے اور چونکہ اس قسم کے مسائل پیش آتے رہتے ہیں لہٰذا کسی ماہر مفتی سے مشورہ کرلیا جائے۔

مدت	حالت	کیفیت	عادت
۵ دن ۱۸ گ	د	یہ خون حیض ہوگا اور اب یہی عادت ہوگی	۵ دن ۱۸گ (د)
۳۰ دن ۲۳گ ۳۰م	ط	یہ طہر صحیح ہے اس لئے اب یہ عادت ہوجائیگی	۳۰ دن ۲۳گ ۳۰م (ط)
۸ دن ۱۶گ ۳۰م	د	یہ خون حیض ہوگا اور عادت تبدیل ہوجائے گی	۸ دن ۱۶گ ۳۰م (د)
۱۹ دن ۴گ ۳۰م	ط	یہ طہر صحیح ہے اور اگلا خون چونکہ دس دن سے زیادہ ہے اور عادت کے دنوں میں خون بالکل نہیں آیا (کیونکہ پچھلی عادت طہر میں ۳۰ دن ۲۳گ ۳۰م ہے) اس لئے قاعدہ نمبر ۳ کے مطابق طہر کی عادت تبدیل ہوجائے گی۔	۱۹ دن ۴گ ۳۰م (ط)
۱۰ دن ۶گ ۱۵م	د	قاعدہ نمبر ۳ کے مطابق پچھلی عادت کے مطابق ۸ دن ۱۶گ ۳۰م حیض ہوگا اور باقی ایک دن ۱۳گ ۴۵م استحاضہ ہوگا۔	پچھلی عادت ۸ دن ۱۶ گ ۳۰م (د) برقرار ہے
۱۲ دن ۱۸گ	ط	یہ طہر تام ہے لیکن چونکہ اس کے شروع میں استحاضہ کا خون ہے اس لئے فاسد ہے اور طہر فاسد عادت نہیں بن سکتا اس لئے طہر میں سابقہ عادت باقی رہے گی۔	پچھلی عادت ۱۹ دن ۴گ ۳۰م (ط) برقرار ہے

۸ دن ۱۸ گ ۳۰ م	د	یہ خون چوں کہ طہر تام کے بعد آیا ہے اور دس دن سے کم لہذا قاعدہ نمبر۴ کی بناء پر سارا حیض ہوگا اور خون میں عادت تبدیل ہو جائے گی۔	۸ دن ۱۸ گ ۳۰ م (د)
۱۸ دن ۸ گ م ۱۵ م	ط	یہ طہر تام ہے لیکن فاسد ہے کیونکہ اگلا خون دس دن سے زیادہ ہے اور عادت سے پہلے ہے اس لئے اس طہر کے آخر میں استحاضہ ہے، طہر میں سابقہ عادت برقرار رہے گی کیوں کہ طہر فاسد عادت نہیں بنتا۔	سابقہ عادت ۱۹ دن ۴ گ ۳۰ م (ط) برقرار ہے۔
۱۷ دن	د	یہ خون عادت سے ۲۰ گ ۱۵ م پہلے آیا ہے کیوں کہ سابقہ عادۃ ۱۹ دن ۴ گ ۳۰ م ہے لہٰذا: ۱۹ دن ۴ گ ۳۰ م - ۱۸ دن ۸ گ ۱۵ م ۲۰ گ ۱۵ م اور اگلا خون دس دنوں سے زیادہ ہے اور عادت کے تمام دنوں میں خون رہا ہے لہٰذا قاعدہ نمبر۱ کی بنا پر خون میں سابقہ عادت برقرار رہے گی اور عادت سے پہلے ۲۰ گ ۱۵ م استحاضہ ہوگا۔ اسی طرح عادت کے بعد والا خون بھی استحاضہ ہوگا۔	سابقہ عادت ۸ دن ۱۸ گ ۳۰ م (د) برقرار ہے۔

جوابات تمرین نمبر۲

(۱) صورت نمبر۴ کی بناء پر سات دن حیض اور تیئیس (۲۳) دن طہر ہوگا۔

(۲) صورت نمبر۳ کی بناء پر شروع دس دن حیض ہوگا اور بائیس دن طہر کیونکہ ۱۵+۱۷=۳۲ اسکے بعد دس دن حیض اور بیس دن طہر کا حساب چلتا رہے گا جب تک خون جاری ہے۔ کیونکہ پہلے طہر کے علاوہ کوئی طہر تام نہیں اس لئے یہ سب حکماً خون ہوں گے۔

(۳) چونکہ ۱۳+۱۶=۲۹ اس لئے صورت نمبر۲ کی بناء پر شروع دس دن حیض ہوگا اور بیس ۲۰ دن طہر۔

(۴) صورت نمبر۱ کی بناء پر دس دن حیض اور بیس دن طہر ہوگا۔

(۵) صورت نمبر۴ کی بناء پر دس دن حیض اور بیس ۲۰ دن طہر ہوگا۔

جوابات تمرین نمبر۳

سوال نمبر۱ اور ۲ صورت نمبر۱ کے تحت ہے لہٰذا بالترتیب چار اور پانچ دن ہر نماز وضو سے پڑھے اس کے بعد ہر نماز غسل سے۔

سوال نمبر۳ میں چار احتمال ہیں۔ جن میں چار سے سات دن یقینی حیض کے ہیں۔ لہٰذا ان دنوں میں نماز بالکل نہ پڑھے ان سے قبل ہر نماز وضو کر کے پڑھے اور ان کے بعد ہر نماز غسل کر کے پڑھے۔

سوال نمبر۴ میں دوسرے دن کے بعد چھ دن یقینی حیض کے ہیں اور شروع کے دو دن اور آخر کے دو دن تردد کے ہیں

سوال نمبر۵ میں صرف دو احتمال ہیں شروع اور آخر کا ایک ایک دن تردد کا اور درمیان کے آٹھ دن یقینی حیض کے ہیں۔

مُسلِم خواتین کے لئے اَنمول تُحفہ

اس کتاب میں قبل پیدائش تا بعد پیدائش ان تمام شرعی مسائل کا ذکر ہے جو ایک مسلم خاتون کو پیش آتے ہیں مثلاً ان مسائل میں تحنیک، کان میں اذان دینا، ختنہ، نام رکھنا، سر منڈانا، اور عقیقہ وغیرہ کا ذکر ہے۔ نیز اسقاط حمل کی جائز و ناجائز صورتوں کا جائزہ لیا گیا ہے اور خاندانی منصوبہ بندی (Birth Control) کی شرعی حیثیت پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے، نیز بچوں کے نام رکھنے کیلئے صحابہ و صحابیات کے ۵۰۰ سے زائد نام دیئے گئے ہیں۔

مُرتّب

مولانا محمد عثمان ٹوپی والا

اُستاذ مدرسہ بیتُ العلم کراچی

پسند فرمودہ

حضرت مولانا نورُ البشر صاحب

استاذ الحدیث جامعہ فاروقیہ کراچی

چارٹ

مندرجہ ذیل چارٹ کو اگر پر کرنے کا اہتمام کیا جائے تو عادت بھولنے کا اندیشہ نہ رہے گا۔ اس چارٹ کو صفحہ نمبر ۷۴ پر دیئے گئے نقشہ نمبر ا کے مطابق پُر کریں، یاد رہے کہ تاریخیں اسلامی مہینہ کی لکھیں اور اپنے پاس انگریزی تاریخ بھی محفوظ کرلیں تو بہت بہتر ہے۔ جس تاریخ میں خون نظر آئے یا خون بند ہو اسے نقشہ نمبر ا کے مطابق دو دفعہ لکھیں۔

تاریخ	کیفیت	وقت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اولاد اللہ کے حکم سے ملتی ہے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّ اِنَاثًا وَّ يَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ

(شوری ۴۹، ۵۰)

"اللہ ہی کی ہے سب سلطنت آسمانوں کی اور زمین کی، وہ جو چاھتا ہے پیدا کرتا ہے (چنانچہ) جس کو چاہتا ہے بیٹیاں عطا فرماتا ہے اور جس کو چاہتا ہے بیٹے عطا فرماتا ہے یا ان کو (جس کیلئے چاہے) جمع کر دیتا ہے (کہ) بیٹے بھی (دیتا ہے) اور بیٹیاں بھی اور جس کو چاہے بے اولاد رکھتا ہے۔ بیشک وہ بڑا جاننے والا بڑی قدرت والا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان واضح ہے کہ آسمانوں اور زمین میں اسی کا حکم چلتا ہے جو چیز چاہے پیدا کرے اور جو چیز جسے چاہے دے جسے چاہے نہ دے۔ انسان کی تخلیق میں بھی کسی ارادہ واختیار بلکہ علم وخبر کا بھی کوئی دخل نہیں، اور کسی کا دخل تو کیا

ہوتا انسان کے ماں باپ جو اسکی تخلیق کا ظاہری سبب بنتے ہیں خود ان کے ارادہ اور اختیار کا بھی بچہ کی تخلیق میں کوئی دخل نہیں۔ تخلیق میں دخل ہونا تو دور کی بات بچہ کی ولادت سے پہلے ماں کو بھی کچھ خبر نہیں ہوتی کہ اس کے پیٹ میں کیا کیسا اور کس طرح بن رہا ہے۔ یہ صرف حق تعالیٰ کا کام ہے کسی کو اولاد لڑکیاں دیتا ہے کسی کو نرینہ اولاد لڑکے بخش دیتا ہے کسی کو لڑکے اور لڑکیاں دونوں عطا فرمادیتا ہے۔ اور کسی کو بلکل بانجھ کر دیتا ہے کہ ان سے کوئی اولاد نہیں ہوتی۔ (ماخوذ از معارف القرآن)

اسلئے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور سے اولاد کی امید یہ فاسد عقیدہ ہے۔

اولاد میں تاخیر بھی اللہ کے حکم سے ہوتی ہے

جس طرح اولاد کا دینا نہ دینا اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اسی طرح اولاد کا جلد ملنا اور دیر سے ملنا بھی اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ قرآن کریم میں دو پیغمبروں حضرت زکریا علیہ السلام اور حضرت ابراھیم علیہ السلام کا واقعہ لکھا ہے کہ ان کو بڑھاپے میں اولاد دی گئی۔

ارشاد باری ہے۔

ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا قَالَ رَبِّ اِنِّيْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّيْ وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَيْبًا وَّلَمْ اَكُنْ بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِيًّا ..... وَكَانَتِ امْرَاَتِيْ عَاقِرًا فَهَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ..... يٰزَكَرِيَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ

بِغُلٰمِ ۨ اسْمُهٗ يَحْيٰى ۔(مریم)

"یہ تذکرہ ہے آپ کے پروردگار کے مہربانی فرمانے کا اپنے (مقبول) بندے (حضرت) زکریا (علیہ السلام کے حال) پر جبکہ انہوں نے اپنے پروردگار کو پوشیدہ طور پر پکارا (جسمیں یہ) عرض کیا کہ اے میرے پرورگار میری ہڈیاں بوجہ پیری کے) کمزور ہوگئیں اور (میرے) سر کے بالوں کی سفیدی پھیل پڑی (یعنی تمام بال سفید ہوگئے اور حالت کا تقاضہ یہ ہے کہ میں اس حالت میں اولاد کی درخواست نہ کروں مگر چونکہ آپ کی قدرت ورحمت بڑی کامل ہے) اور (میں اس قدرت و رحمت کے ظہور کا خوگر ہمیشہ رہا ہوں چنانچہ اس کے قبل بھی) آپ سے (کوئی چیز) مانگنے میں اے رب ناکام نہیں رہا ہوں........... اور (چونکہ میری پیرانہ سالی کے ساتھ) میری بیوی (بھی) بانجھ ہے (جس کے کبھی باوجود صحت مزاج کے اولاد ہی نہیں ہوئی اسلئے اولاد ہونے کے اسباب بھی موجود نہیں) سو (اس صورت میں) آپ مجھ کو خاص اپنے پاس سے ایک وارث عطا کیجئے............ اے زکریا ہم تم کو ایک فرزند کی خوشخبری دیتے ہیں جسکا نام یحییٰ ہوگا۔"

اللہ تعالیٰ نے حضرت زکریا علیہ السلام کو بڑھاپے میں ایک بیٹا دیا۔ ان آیات سے معلوم ہوا کہ حضرت زکریا علیہ السلام کا عقیدہ تھا کہ اولاد کا دینا اللہ

کے ہاتھ میں ہے وہ چاہے تو بڑھاپے میں بھی اولاد عطا کردے۔

دوسرا واقعہ حضرت ابراھیم علیہ السلام کا ہے۔ ان کی دو بیویاں تھیں حضرت سارہ و حضرت ہاجرہ۔ حضرت ہاجرہ کے یہاں جب حضرت اسمٰعیل علیہ السلام پیدا ہوئے تو حضرت سارہ کو اولاد کی تمنا بڑھ گئی۔ حضرت ابراھیم علیہ السلام کے پاس فرشتے فرزند کی خوشخبری دینے آئے تو مفسرین نے لکھا ہے کہ اس وقت حضرت سارہ کی عمر ۹۹ سال اور حضرت ابراھیم علیہ السلام کی عمر سو (۱۰۰) سال یا اس سے بھی زیادہ تھی۔

ارشاد باری ہے

وَامْرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ. (ھود ۷۱)

اور ابراھیم علیہ اسلام کی بی بی (حضرت سارہ کہیں) کھڑی (سن رہی) تھیں پس (اولاد کی خبر سن کر خوشی سے) ہنسیں سو ہم نے (یعنی ہمارے فرشتوں نے) ان کو (مکرر) بشارت دی اسحاق علیہ السلام (کے پیدا ہونے کی) اور اسحاق کے پیچھے یعقوب علیہ السلام کی (جو کہ اسحاق علیہ اسلام کے فرزند ہوں گے)

حصول اولاد کی تمنا

یہ تو معلوم ہوگیا کہ اولاد کا دینا اور نہ دینا صرف اور صرف اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ لیکن چونکہ نیک اولاد اللہ کی طرف سے ایک بڑی نعمت ہے اسلئے اسے اللہ

سے طلب بھی کرنا چاہئے حضرت زکریا علیہ السلام کے واقعہ سے یہ بخوبی ظاہر ہے ۔نیز اللہ تعالیٰ نے اولاد طلب کرنے کا حکم بھی دیا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:

فَالْئٰنَ بَاشِرُوْهُنَّ وَابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ ۔ (البقرۃ ۱۸۷)

’’سو اب تم اپنی بیویوں سے ملو اور تمہارے لئے (جو اولاد) لکھ دی ہے اس کو طلب کرو۔‘‘

حدیث شریف میں بھی اولاد طلب کرنے کی ترغیب آئی ہے ایک روایت میں ہے:

’’محبت کرنے والی اور کثرت سے جننے والی عورتوں سے نکاح کرو کیونکہ قیامت کے دن میں تمہاری کثرت سے دوسری امتوں پر فخر کروں گا‘‘۔ (مشکوۃ شریف)

زندگی موت اللہ کے ہاتھ میں ہے

اگر اللہ تعالیٰ اولاد ہونے کے ظاہری اسباب پیدا کردے یعنی عورت کو حمل ٹھہر جائے تب بھی آیا یہ حمل صحیح طرح وضع ہوگا یا نہیں اور آیا بچہ زندہ نکلے گا یا نہیں اور زندہ نکلنے کے بعد زندہ رہے گا یا کچھ عرصہ میں مرجائے گا یہ سب اللہ تعالیٰ کے علم میں ہیں۔

ظاہر ہے کہ اگر بچہ زندہ رہا تو خوشی کا موقع ہے اور مرگیا تو رنج وغم کا۔ لیکن ہر حال میں نگاہ صرف اللہ تعالیٰ پر رہنی چاہئے وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے سب اس

کے فیصلے کے پابند ہیں وہ کسی کا پابند نہیں لہذا اگر رنج وغم کے حالات آئیں تب بھی شریعت نے ہمیں ایسی تعلیم دی ہے کہ اگر اس پر عمل کریں تو دونوں جہاں جنت بن سکتے ہیں۔

ادھورا (گراہوا) بچہ ماں باپ کو جنت میں لے جائے گا

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلاشبہ ادھورا بچہ (بھی) اپنے رب سے جھگڑا کرے گا جب کہ اس کے والدین دوزخ میں داخل کردئے گئے ہوں گے۔ اس بچہ سے کہا جائے گا کہ اے ادھورے بچے! جو اپنے رب سے جھگڑ رہا ہے اپنے ماں باپ کو جنت میں داخل کردے، لھذا وہ اپنے ناف کے ذریعہ کھینچتا ہوا ان کو جنت میں داخل کردے گا دوسری روایت میں ہے بشرطیکہ اس کی ماں نے اللہ تعالیٰ سے اجروثواب کی امید رکھی ہو۔ (تحفہ خواتین بحوالہ ابن ماجہ ص ۷۵۲)

اولاد کی موت پر صبر کرنے کا ثواب

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا حاضر ہوئیں عرض کیا یا رسول اللہ آپ کی باتیں مردوں نے خوب حاصل کرلیں (اور ہم محروم رہی جارہی ہیں) لھذا اپنی طرف سے ایک دن ہمارے لئے مقرر فرمادیں جس میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان معلومات میں سے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائی

ہیں ہم کو بتادیں، یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا (اچھا) فلاں فلاں دن تم فلاں جگہ جمع ہو جانا، چنانچہ مقرر کردہ دن اور جگہ پر صحابی عورتیں جمع ہو گئیں، اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے اور ان کو اللہ کے دیے ہوئے علوم میں سے بہت کچھ بتایا پھر فرمایا کہ "تم میں جو عورت اپنی زندگی میں تین بچے پہلے سے آخرت میں بھیج دیگی (یعنی تین بچوں کی موت پر صبر کرلی گی) تو یہ بچوں کا پہلے سے چلا جانا اس عورت کے لئے دوزخ سے آڑ بن جائے گا"۔

ان میں سے ایک عورت نے سوال کیا یارسول اللہ اگر دو ہی بچوں کو آگے بھیجا ہو؟ (یعنی کسی عورت کے دو ہی بچے فوت ہوئے اور انہی پر صبر کرنے کا موقع ملا تیسرے کی موت کی نوبت ہی نہیں آئی تو کیا دو بچوں پر صبر کرنے کا بھی یہی مرتبہ ہے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابھی جواب نہ دینے پائے تھے کہ اس نے یہی سوال پھر دہرایا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو بچے بھیج دینے کا بھی یہی مرتبہ ہے، دو بچے بھیج دینے کا بھی یہی مرتبہ ہے۔

(تحفہ خواتین بحوالہ بخاری شریف ص ۷۵۱)

دوسری حدیثوں سے ثابت ہے کہ ایک بچہ پر صبر کرنا بھی دوزخ سے محفوظ ہونے کا ذریعہ ہے۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے کہ جب میں اپنے بندے کے پیارے کو اٹھالوں اور وہ ثواب کا یقین کرے تو اسکا بدلہ جنت کے سوا کچھ نہیں۔

(تحفہ خواتین بحوالہ بخاری ص ۷۵۲)

حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا جب بندہ کا کوئی بچہ فوت ہو جائے تو اللہ تعالی فرشتوں سے فرماتا ہے کہ کیا تم نے میرے بندے کے بچے کو قبض کرلیا ہے، وہ عرض کرتے ہیں ہاں ہم نے ایسا کیا، پھر فرماتے ہیں کیا تم نے اس کے دل کا پھول لے لیا، وہ عرض کرتے ہیں جی ہاں، پھر اللہ تعالیٰ دریافت فرماتے ہیں (حالانکہ انکو سب کچھ معلوم ہے) کہ میرے بندے نے کیا کہا، وہ عرض کرتے ہیں الحمد للہ کہا اور "اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ" پڑھا، اللہ تعالی شانہ فرماتے ہیں میرے بندے کے لئے جنت میں ایک گھر بنادو اور اس کا نام بیت الحمد رکھدو۔ (تحفہ خواتین بحوالہ مشکوۃ ص ۷۵۲)

حضور ﷺ کا عمل

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور ﷺ کی صاحبزادی (حضرت زینب رضی اللہ عنہا) نے آپ ﷺ کی خدمت میں خبر بھیجی کہ میرا بیٹا مرنے کے قریب ہے، آپ تشریف لائیں، آپ ﷺ نے جواب میں سلام کہلوایا اور یہ پیغام بھجوایا کہ بیشک اللہ جو کچھ لے وہ اسی کا ہے اور جو کچھ دے وہ بھی اسی کا ہے اور ہر چیز کے لئے اس کے ہاں وقت مقرر ہے لہذا صبر کرنا چاہئے اور ثواب کی پختہ امید رکھیں۔ آپ ﷺ کی صاحبزادی نے دوبارہ قسم دے کر پیغام بھیجا کہ ضرور ہی تشریف لائیں، آپ ﷺ روانہ ہوئے اور آپ ﷺ کے ہمراہ سعد بن عبادہ، معاذ بن جبل، ابی بن کعب، زید بن ثابت، اور دیگر چند حضرات (رضی اللہ عنہم) تھے جب آپ ﷺ وہاں وہاں پہنچے تو بچہ

آپ ﷺ کے ہاتھوں میں دے دیا گیا اور اس کا سانس اکھڑ رہا تھا، اس کے حال کو دیکھ کر رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے، اس پر سعد بن عبادہ نے عرض کیا ''حضرت یہ کیا'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ رحمت کے اس جذبہ کا اثر ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دلوں میں رکھ دیا ہے اللہ کی رحمت ان ہی بندوں پر ہوگی جن کے دلوں میں رحمت کا یہ جذبہ ہو'' (اور جن کے دل سخت اور رحمت کے جذبہ سے بالکل خالی ہوں وہ خدا کی رحمت کے مستحق نہ ہوں گے)۔ (معارف الحدیث بحوالہ بخاری و مسلم ص ۲ / ۳۰۳)

حدیث کے آخری حصے سے معلوم ہوا کہ کسی صدمہ سے دل کا متاثر ہونا اور آنکھوں سے آنسو بہنا صبر کے منافی نہیں اور وہ غیر اختیاری حالت جو صدمہ کے وقت ہوتی ہے اس پر گرفت بھی نہیں۔ بندہ کو چاہئے کہ بندگی کی شان سے جو حالت آئے اللہ کی طرف سے یقین کرتے ہوئے برداشت کرے ایسے موقع پر جاہلوں اور افسانہ نگاروں کی طرح باتیں کرنے سے گریز کرے مثلاً ''فلاں شخص کو قدرت کے سفاک ہاتھوں نے ایسے وقت ہم سے چھین لیا جب کہ ہم کو اس کی بہت زیادہ ضرورت تھی'' اس طرح کہنا بہت بری بات ہے ایسے الفاظ کہنے سے بسا اوقات ایمان کے لالے پڑ جاتے ہیں۔ (ماخوذ از تحفہ خواتین)

لڑکیوں کی پیدائش مبارک ہے

جب اللہ تعالیٰ اولاد عطا فرمادے تو خوشی کا اظہار کرنا چاہئے کیونکہ یہ نعمت ہے جو اللہ نے عطا کی۔ دیکھا یہ گیا ہے کہ جب لڑکا پیدا ہو تو خوب خوشی اور

مسرت کا اظہار ہوتا ہے، لیکن آج تک بھی بہت سے علاقوں اور طبقوں میں لڑکی کو ایک بوجھ اور مصیبت سمجھا جاتا ہے، اور اس کے پیدا ہونے پر گھر میں بجائے خوشی کے افسردگی اور غمی کی فضا ہو جاتی ہے، یہ حالت تو آج ہے لیکن اسلام سے پہلے عربوں میں تو بیچاری لڑکی کو باعث ننگ و عار تصور کیا جاتا تھا اور یہ حق بھی نہیں سمجھا جاتا تھا کہ اس کو زندہ ہی رہنے دیا جائے۔ بہت سے سخت دل خود اپنے ہاتھوں سے اپنی بچی کا گلا گھونٹ کر اس کا خاتمہ کر دیتے تھے، یا اس کو زندہ زمین میں دفن کر دیتے تھے۔ ان کا یہ حال قرآن مجید میں ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے:

وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ ۔ يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ اَيُمْسِكُهٗ عَلٰى هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ فِي التُّرَابِ (النحل)

''جب ان میں سے کسی کو لڑکی کی پیدا ہونے کی خبر سنائی جاتی ہے تو وہ دل مسوس کے رہ جاتا ہے۔ لوگوں سے چھپتا پھرتا ہے ان کو منہ نہیں دکھانا چاہتا، اس برائی کی وجہ سے جس کی اسے خبر ملی ہے۔ سوچتا ہے کیا اس نومولود بچی کو ذلت کے ساتھ باقی رکھے یا اس کو کہیں لیجا کے مٹی میں دبا دے''۔

یہ تھا لڑکیوں کے بارے میں عربوں کا ظالمانہ رویہ جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے۔ اس فضا اور اس پس منظر کو پیش نظر رکھ کے اس بارے میں رسول اللہ ﷺ کے مندرجہ ذیل ارشادات پڑھئے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص کے ہاں لڑکی پیدا ہو، پھر وہ نہ تو اسے کوئی ایذا پہنچائے اور نہ اس کی توہین اور ناقدری کرے، اور نہ محبت اور برتاؤ میں لڑکوں کو اس پر ترجیح دے (یعنی اس کے ساتھ ویسا ہی برتاؤ کرے جیسا کہ لڑکوں کیساتھ کرتا ہے) تو اللہ تعالیٰ لڑکی کے ساتھ اس حسن سلوک کے صلے میں اس کو جنت عطا فرمائے گا۔

(معاف الحدیث بحوالہ مسند حاکم، مستدرک حاکم)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس بندے یا بندی پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے بیٹیوں کی ذمہ داری ڈالی گئی (اور اس نے اس ذمہ داری کو ادا کیا) اور انکے ساتھ اچھا سلوک کیا، تو یہ بیٹیاں اس کے لئے دوزخ سے بچاؤ کا سامان بن جائیں گی۔

(معارف الحدیث بحوالہ بخاری ومسلم)

حضرت صدیقہ کی اسی حدیث کی ایک روایت میں وہ واقعہ بھی بیان کیا گیا ہے جسکے سلسلہ میں رسول اللہ ﷺ نے یہ حدیث ارشاد فرمائی تھی اور وہ یہ ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک نہایت غریب عورت کچھ مانگنے کے لئے آئی، اس کے ساتھ اس کی دو بچیاں بھی تھیں، اتفاق سے ان کے پاس اس وقت صرف ایک کھجور تھی۔ حضرت عاشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ میں نے وہی کھجور اس بیچاری کو دے دی۔ اس نے اسی ایک کھجور کے دو ٹکڑے کر کے دونوں بچیوں میں تقسیم کر دئے، اور خود اس سے کچھ بھی نہیں لیا اور چلی گئی۔ کچھ دیر کے بعد رسول اللہ ﷺ گھر میں تشریف لائے تو میں نے آپ سے یہ واقعہ بیان

کیا۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ: جس بندے یا بندی پر بیٹیوں کی ذمہ داری پڑے، اور وہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کرے، تو یہ بیٹیاں آخرت میں اس کی نجات کا سامان بنیں گی۔ مطلب یہ ہے کہ یہ آدمی اگر بالفرض اپنے کچھ گناہوں کی وجہ سے سزا اور عذاب کے قابل ہوگا تو لڑکیوں کے ساتھ حسن سلوک کے صلہ میں اس کی مغفرت فرما دیجائے گی اور وہ دوزخ سے بچالیا جائے گا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی کی ایک دوسری روایت جس کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔ واقعہ اس طرح سے بیان کیا گیا ہے کہ ایک بیچاری مسکینہ عورت اپنی دو بچیوں کو گود میں لئے ان کے پاس آئی اور سوال کیا، تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو تین کھجوریں دیں۔ اس نے ایک ایک دونوں بچیوں کو دے دی، اور ایک خود کھانے کیلئے اپنے منہ میں رکھنے لگی، بچیوں نے اس تیسری کھجور کو بھی مانگا، تو اس نے خود نہیں کھائی، بلکہ وہ بھی آدھی آدھی کر کے دونوں بچیوں کو دے دی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس کے اس طرز عمل سے بہت متاثر ہوئیں، اور انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ نے اس عورت کے اسی عمل کی وجہ سے اس کے لئے جنت کا اور دوزخ سے رہائی کا فیصلہ فرما دیا۔

ہو سکتا ہے کہ حضرت صدیقہ کے ساتھ یہ دونوں واقعے الگ الگ پیش آئے ہوں، اور یہ بھی ممکن ہے کہ واقعہ ایک ہی ہو اور راویوں کے بیان میں اختلاف ہو گیا ہو۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو

بندہ دو لڑکیوں کا بار اٹھائے اور ان کی پرورش کرے، یہاں تک کہ وہ سن بلوغ کو پہنچ جائیں، تو وہ اور قیامت کے دن اس طرح ساتھ ہوں گے، راوی حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آپ نے اپنے ہاتھ کی انگلیوں کو بالکل ملا کر دکھایا (یعنی جس طرح یہ انگلیاں ایک دوسرے سے ملی ہوئی ہیں اسی طرح میں اور وہ شخص بالکل ساتھ ہوں گے۔ (معارف الحدیث بحوالہ مسلم)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس بندے نے تین بیٹیوں یا تین بہنوں یا دو ہی بیٹیوں یا بہنوں کا بار اٹھایا اور ان کی اچھی تربیت کی اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا اور پھر ان کا نکاح بھی کر دیا تو اللہ تعالی کی طرف سے اس بندے کیلئے جنت کا فیصلہ ہے۔ (معارف الحدیث بحوالہ ابوداؤد و ترمذی)

ان حدیثوں میں رسول اللہ ﷺ نے حسن سلوک کو لڑکیوں کا صرف حق ہی نہیں بتلایا، بلکہ اللہ تعالی کی طرف سے اس پر داخلۂ جنت اور عذاب دوزخ سے نجات کا آپ نے اعلان فرمایا، اور یہ انتہائی خوش خبری سنائی کہ لڑکیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے والے اہل ایمان قیامت میں اس طرح میرے قریب اور بالکل میرے ساتھ ہوں گے جس طرح ایک ہاتھ کی باہم ملی ہوئی انگلیاں ساتھ ہوتی ہیں۔

بچہ کی پیدائش کے بعد ابتدائی ذمہ داریاں

(۱) بچہ کے کان میں اذان دینا

حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو (اپنے نواسے) حسن بن علی کے کان میں نماز والی اذان پڑھتے ہوئے دیکھا جب (آپ ﷺ کی صاحبزادی) فاطمہ کے ہاں انکی پیدائش ہوئی۔

(معارف الحدیث بحوالہ ترمذی)

ایک اور روایت میں ہے کہ جس کے ہاں کوئی بچہ پیدا ہو اور اس شخص نے اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی ہے تو اس بچہ کو ام الصبیان کی بیماری نہ ہوگی۔ یعنی اسے جنات کے اثرات نقصان نہ پہنچائیں گے۔ (تربیت ص ۱۳)

اذان واقامت کہنے کی حکمت

(۱) ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ نومولود بچہ کا پہلا حق گھر والوں پر یہ ہے کہ سب سے پہلے اس کے کانوں کو اور کانوں کے ذریعہ دل ودماغ کو اللہ کے نام اور اس کی توحید اور ایمان ونماز کی دعوت سے آشنا کریں۔ اس کا بہتر سے بہتر طریقہ یہی ہوسکتا ہے کہ اس کے کانوں میں اذان واقامت پڑھی جائے۔

(۲) اذان واقامت میں دین حق کی بنیادی تعلیم نہایت موثر طریقہ سے دی گئی ہے اس کا یہ نتیجہ ہے کہ شیطان اس سے بھاگتا ہے جس کا ذکر بہت سی

احادیث میں موجود ہے۔اس لئے یہ بچہ کی حفاظت کی تدبیر ہے۔

(۳) رسول اللہ ﷺ نے پیدائش کے وقت نومولود مسلمان بچے کے کان میں اذان واقامت پڑھنے کی تعلیم دی۔اور جب عمر پوری کرنے کے بعد اس کوموت آجائے تو غسل دے کراور کفنا کراس پر نماز جنازہ پڑھنے کی ہدایت فرمائی اس طرح یہ بتلادیا اور جتلا دیا کہ مومن کی زندگی اذان اور نماز کے درمیان کی زندگی ہے اور وہ بس اسی طرح گزرنی چاہیئے جس طرح اذان کے بعد نماز کے انتظار اوراس کی تیاری میں گزرتی ہے۔

(۴) نیز یہ مسلمان بچے کا پہلا حق ہے کہ پیدائش کے ساتھ ہی اسکے کان میں اذان واقامت کہی جائے اور آخری حق یہ ہے کہ اسپر نماز جنازہ پڑھی جائے۔

(۵) یہ حکمت تو خود حدیث میں موجود ہے کہ بچہ اس سے ام الصبیان (جنات کے اثرات) سے محفوظ ہوگا۔

اذان واقامت دینے کی کیفیت

بچہ پیدا ہونے کے بعد بچہ کو ہاتھوں میں اٹھا کر قبلہ رخ ہوکر دائیں کان میں اذان کہے اور بائیں کان میں اقامت اوراذان واقامت دونوں میں حی علی الصلوۃ پر دائیں جانب اورحی علی الفلاح پر بائیں جانب گھومے (لیکن سینہ قبلہ سے نہ پھرے)۔ [احسن الفتاوی بحوالہ التحریر المختار ج ۲ ص ۲۷۶]

اذان واقامت کے مسائل

(۱) احادیث رسول اکرم ﷺ کی رو سے جمہور امت کے نزدیک نومولود (لڑکا ہو یا لڑکی) اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں

اقامت کہنا امت کی کی متفقہ سنت ہے اس میں کسی کا اختلاف منقول نہیں لھذا اگر کوئی اور عذر رنہ ہوتو نہلا دھلا کرنومولود کے کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی جائے (تربیت ص ۱۳)

(۲) اگر پانی میسر نہ ہو یا غسل دینا مضر ہوتو بچے کو غسل دئے بغیر بھی اذان اور اقامت کہی جاسکتی ہے۔ (ایضاص ۱۳)

(۳) بعض لوگ ہسپتال میں ولادت کی صورت میں یا کوئی مناسب آدمی نہ ملنے کی وجہ سے اذان واقامت کی سنت کو چھوڑ دیتے ہیں یہ بہت ہی بدقسمتی کی بات ہے پھر ترک سنت سنت کا نقصان الگ ہے۔ (ایضاص ۱۳)

(۴) اذان واقامت کہنے کے لئے باقاعدہ عالم کا ہونا ضروری نہیں بلکہ جس کو صحیح طرح الفاظ اذان واقامت یاد ہوں وہ بھی کہہ سکتا ہے۔ (ایضاص ۱۴)

(۵) بچہ کی ولادت کے بعد بعد جتنا جلد ہو سکے یہ کام کرلینا چاہئے۔لیکن اگر غفلت کی وجہ سے کئی روز گزر گئے بعد میں خیال آیا تو جب خیال آیا اذان واقامت کہی جائے۔اسے بالکل ترک نہ کرے۔ (احسن الفتاوی ج ۲ ص ۲۷۶)

(۶) اذان واقامت کے لئے الفاظ وہی ہونے چاہیئں جونماز والی اذان واقامت میں ہوتے ہیں اس میں کمی بیشی درست نہیں (حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ کی مذکورہ حدیث میں بھی ہے کہ آپ ﷺ نے بچہ کے کان میں نماز والی اذان پڑھی)۔ (تربیت ص ۱۴)

(۷) بچہ کے کان میں اذان دینے اورنماز والی اذان دینے میں فرق یہ ہے کہ بچہ کے کان میں اذان پست آواز سے دی جائے اسی وجہ سے انمیں کانوں میں

انگلیاں دینا بھی مستحب نہیں (اذان دینے کی کیفیت میں ہم ذکر کر چکے ہیں کہ بچے کو ہاتھوں میں اٹھا کر اذان دے)۔ (احسن الفتاوی ج۲ ص ۲۷۸)

(۸) اذان کے الفاظ پست آواز میں دے لیکن عام گفتگو کی آواز سے زیادہ اونچی اور بلند آواز سے دینا چاہئے تاکہ اسمیں اعلان کے معنی پائے جائیں کیونکہ اذان کے معنی اعلان کرنے کے ہیں۔ (تربیت ص۱۴)

(۹) اذان واقامت کہتے وقت قبلہ رخ ہونا چاہئے اور کھڑے ہو کر کہنا چاہئے یہ سب چیزیں سنت ہیں۔ (تربیت ص۱۴)

(۱۰) اذان دینے والا محلہ کی مسجد کا امام یا مؤذن یا بچہ کا کوئی رشتہ دار ہونا ضروری نہیں بلکہ صالح آدمی کا اذان دینا مستحب اور افضل ہے فاسق و فاجر آدمی سے حتی الامکان گریز کرنا چاہئے تاکہ بچہ میں شروع ہی سے فسق کے اثرات سرایت نہ کریں۔

(۲) تحنیک اور دعائے برکت

تحنیک کے معنی ہیں کسی کے تالو میں کوئی چیز ملنا، ہماری اصطلاح میں اسکو گھٹی کہتے ہیں۔ مشہور ہے کہ بچے کے مزاج پر گھٹی کا بڑا اثر پڑتا ہے اسی لئے شریعت میں اسکو اہمیت دی گئی ہے۔ (تربیت ص۱۷)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو رسول اللہ ﷺ سے جو خاص تعلق تھا اسکا ایک ظہور یہ بھی تھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نومولود بچے آپ ﷺ کی خدمت میں دعائے برکت کے لئے لے آتے۔ آپ ﷺ کھجور یا کوئی ایسی چیز چبا کر بچے

کے تالو پر مل دیتے اور اسکے لئے دعائے برکت کرتے اور اپنا لعاب دہن اس کے منہ میں ڈالتے اس عمل کو شریعت میں تحنیک کہتے ہیں۔

لہذا کسی صالح دیندار بزرگ کے پاس بچے کو لا کر تحنیک کرانی چاہئے۔ آج کل مغربی افکار کے غلبے کی وجہ سے یہ سنت تقریباً چھوٹ چکی ہے۔

ذیل میں معارف الحدیث سے دو احادیث نقل کی جاتی ہیں

(۱) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ لوگ اپنے بچوں کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا کرتے تھے تو آپ ﷺ ان کے لئے خیر و برکت کی دعا فرماتے تھے، اور تحنیک فرماتے تھے۔

(۲) حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ ہجرت سے پہلے مکہ میں حمل سے تھیں جب ہجرت کر کے مدینہ آئیں تو قباء میں ان کے یہاں ولادت ہوئی اور عبداللہ بن زبیر پیدا ہوئے۔ کہتی ہیں کہ میں بچے کو لیکر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور میں نے اسکو گود میں رکھ دیا۔ آپ ﷺ نے چھوارہ منگوایا اور اس کو چبایا پھر اپنا لعاب دہن اسکے منہ میں ڈالا اور پھر اسکے تالو پر ملا، پھر اس کے لئے دعا کی اور برکت سے نوازا اور یہ اسلام میں پہلا بچہ تھا (جو ہجرت کے بعد ایک مہاجر کے گھر پیدا ہوا)

کتب حدیث میں تحنیک کے بہت سارے واقعات کا ذکر ہے تحنیک میں اگر چھوارہ میسر نہ ہو تو شہد وغیرہ سے بھی تحنیک ہو سکتی ہے۔

(۳) تسمیہ (نام رکھنا)

بچے کا اچھا نام رکھنا بھی ایک حق ہے۔ اسلئے بچے کا اچھا نام رکھنا چاہیے نام کے بھی اثرات پڑتے ہیں ذیل میں معارف الحدیث سے چند احادیث ذکر کی جاتی ہیں

(۱) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:- باپ پر بچے کا یہ بھی حق ہے کہ اس کا اچھا نام رکھے اور اس کو حسن ادب سے آراستہ کرے۔

(۲) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آدمی اپنے بچے کو سب سے پہلا تحفہ نام کا دیتا ہے، اسلئے چاہئے کہ اس کا اچھا نام رکھے۔

(۳) حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن تم اپنے اور اپنے باپوں کے نام سے پکارے جاؤ گے (یعنی پکارا جائے گا فلاں بن فلاں) لھذا تم اچھے نام رکھا کرو۔

اچھے نام کونسے ہیں

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے ناموں میں اللہ کو سب زیادہ محبوب اور پسندیدہ ''عبداللہ'' اور ''عبدالرحمن'' ہیں۔

ایک حدیث میں وارد ہے کہ'' پیغمبروں کے ناموں پر نام رکھو''

حضور ﷺ نے اپنے صاحبزادے کا نام ابراہیم رکھا تھا۔

رسول اکرم ﷺ نے اپنے نواسوں کا نام حسن اور حسین رکھا، اور ایک انصاری صحابی کے بچے کا نام مُنذِر رکھا۔

ان احادیث سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ بچوں کے نام اچھے رکھنے چاہیئں۔ یعنی یا تو اللہ تعالیٰ کے ناموں کے ساتھ جیسے عبداللہ، عبدالقادر، عبدالقدوس وغیرہ یا انبیاء علیہم السلام کے ناموں کے ساتھ جیسے ابراہیم، عیسیٰ، اسمعیل وغیرہ یا صحابہ کے ناموں کے ساتھ جیسے ابوبکر، عمر، وغیرہ کیونکہ صحابہ کرام حضور ﷺ کے ساتھی ہیں ان کے نام بھی آپ ﷺ کی مرضی کے مطابق ہی ہوں گے۔ یا پھر نام دیگر سلف صالحین کے ناموں میں سے رکھے جائیں۔ یا کم از کم ایسے نام ہونے چاہیئں جو الفاظ و معانی کے لحاظ سے مناسب اور صحیح ہوں۔ نام رکھنے میں معانی کا لحاظ رکھنا چاہئے لیکن صحابہ کرام کے نام رکھنے میں معنی کا لحاظ نہ کرنا چاہئے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے بہت سے صحابہ کے نام تبدیل نہیں فرمائے، اسلئے ہوسکتا ہے کہ کسی نام کے معنی ہمیں سمجھ میں نہ آئیں۔

برے ناموں کو بدلنے کا حکم

حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ برے ناموں کو بدل دیا کرتے تھے۔ (تربیت بحوالہ ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک عورت کا نام عاصیہ (گناہگار) تھا بدل کر جمیلہ (یعنی خوبصورت) رکھ دیا۔

آج کل برے ناموں کا رواج

آج کل ناموں کے سلسلہ میں بہت افراط وتفریط سے کام لیا جاتا ہے۔ بعض جگہ تو نام رکھنے میں یہ بالکل خیال نہیں کیا جاتا کہ اسکے کیا معنی ہیں جیسے پرویز، پروین، غزالہ اور شاہین وغیرہ۔ حالانکہ پرویز فارس کے اس بادشاہ کا نام تھا جس نے نبی پاک ﷺ کا مکتوب گرامی چاک کر دیا تھا، جو آپ ﷺ نے تبلیغ کے لئے لکھا تھا۔ ایسے دشمن اسلام کے نام پر نام رکھنا بڑی ناسمجھی کی بات ہے۔ شاہین باز کو کہتے ہیں اور غزالہ ہرن کو کہتے ہیں۔ اچھے ناموں کو چھوڑ کر جانوروں کے نام پر نام رکھنا بری بات ہے۔ (ماخوذ از تحفہ خواتین)

لھذا خوب سوچ سمجھ کر کسی عالم دین سے مشورہ کرنے کے بعد نام رکھنا چاہئے ورنہ بعد میں نام تبدیل کرنا پڑے گا، اور آج کل کاغذی کاروائی کی دشواری کی وجہ سے نام تبدیل کرنے میں طرح طرح کے مصائب کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

نام کب رکھا جائے

بچے کا نام پیدائش کے بعد رکھ دیا جائے اور اگر تاخیر ہو جائے تو ساتویں دن عقیقہ سے پہلے نام رکھ دینا چاہئے تاکہ عقیقہ اس کے نام سے کیا جائے۔ اس کا بیان آگے آئے گا۔ انشاء اللہ

نام رکھنا باپ کا حق ہے

اگر نام رکھنے میں ماں باپ کا اختلاف ہو جائے تو ایسی صورت میں نام رکھنا باپ کا حق ہے۔ (اسلام ج ا ص ۹۹)

اسلامی نام

اب ہم کچھ اسلامی نام لکھتے ہیں، جن میں زیادہ تر صحابہ کرام اور صحابیات رضوان اللہ علیھم اجمعین کے نام ہیں۔ جو نام صحابہ کرام وصحابیات کے نہیں لیکن اسلامی نام ہیں ان کے آگے (غ) لکھ دیا ہے۔ صحابہ کرام وصحابیات کے نام "الاصابہ فی تمییز الصحابہ" سے ماخوذ ہیں۔

لڑکوں کے نام

(الف)

ALIF (A,E,I,U)

English	اردو	نمبر	English	اردو	نمبر
Ismaeel	اِسْمٰعِیل	(11)	Abaan	اَبَان	(1)
Ash`ath	اَشْعَث	(12)	Ebraheem	اِبْرَاهِیم	(2)
Aghlab	اَغْلَب	(13)	Ajmad	اَجْمَد	(3)
Aflah	اَفْلَح	(14)	Ahmed	اَحْمَد	(4)
Umayyah	اُمَیَّه	(15)	Idrees	اِدْرِیس	(5)
Anas	اَنَس	(16)	Arqam	اَرْقَم	(6)
Aus	اَوْس	(17)	Azhar	اَزْهَر	(7)
Iyyaas	اِیَاس	(18)	Usaamah	اُسَامَه	(8)
Ayman	اَیْمَن	(19)	Ishaaq	اِسْحٰق	(9)
			As`ad	اَسْعَد	(10)

(ب)

(B) BAA

Bilaal	بِلاَل	(6)	Badr	بَدْر	(1)
Bin Yameen	بِنْ يَامِين	(7)	Baraa	بَرَاء	(2)
Bujair	بُجَير	(8)	Bishr	بِشْر	(3)
Buraid	بُرَيْد	(9)	Basheer	بَشِير	(4)
Buraidah	بُرَيْدَه	(10)	Basrah	بَصْرَه	(5)

(ت)

TAA (T)

Taqiyy	تَقِی(غ)	(5)	Tameem	تَمِيم	(1)
Tauqeer	تَوْقِير(غ)	(6)	Tasadduq	تَصَدُّق(غ)	(2)
Tauseef	تَوْصِيف (غ)	(7)	Tahseen	تَحْسِين(غ)	(3)
			Tanweer	تَنْوِير(غ)	(4)

(ث)

THAA (T)

Thumaamah	ثُمَامَه	(4)	Thaabit	ثَابت	(1)
Thaubaan	ثَوْبَان	(5)	Tharuaan	ثَرْوَان	(2)
			Tha`labah	ثَعْلَبَه	(3)

(ج)

JEEM (J)

Jareer	جَرِير	(7)	Jaabir	جَابِر	(1)
Ja`far	جَعْفَر	(8)	Jabbaar	جَبَّار	(2)
Jameel	جَمِيل	(9)	Jubair	جُبَيْر	(3)
Junaadah	جُنَادَه	(10)	Jathaamah	جَثَّامَه	(4)
Jundub	جُنْدُب	(11)	Jar`had	جَرْهَد	(5)
Juniad	جُنَيْد	(12)	Juraij	جُرَيج	(6)

(ح)

HAA (H)

Huraith	حُرَيْث	(9)	Haabis	حَابِس	(1)
Hassaan	حَسَّان	(10)	Haajib	حَاجِب	(2)
Hakeem	حَكِيم	(11)	Haarith	حَارِث	(3)
Hukaim	حُكَيْم	(12)	Haaritha	حَارِثَه	(4)
Hakam	حَكَم	(13)	Haazim	حَازِم	(5)
Hammaad	حَمَّاد	(14)	Haatib	حَاطِب	(6)
Hamzah	حَمْزَه	(15)	Habbaan	حَبَّان	(7)
Hunaid	حُمَيْد	(16)	Habeeb	حَبِيب	(8)

Hanzalah	حَنْظَلَه	(19)	Hubais	حُبَيْش	(17)
			Huzaifah	حذيفه	(18)

(خ)

KHAA (K)

Khllaad	خلَّاد	(6)	Khaalid	خَالِدْ	(1)
Khulaid	خلَيْد	(7)	Khabbaab	خبَّاب	(2)
Khalifah	خَلِيْفَه	(8)	Khubaib	خُبَيْب	(3)
Khaithamah	خَيْثَمَه	(9)	Khuzaimah	خُزَيْمَه	(4)
			Khadir	خضِر	(5)

(د)

DAAL (D)

Daanish	دَانِشْ	(4)	Dawood	دَاوُد	(1)
Daaniyaal (N)	دَانِيَال	(5)	Dihya	دِحْيَه	(2)
			Dinaar	دِيْنار	(3)

(ذ)

THAAL (T)

Thaakir	ذَاكِر	(3)	Thakwaan	ذَكْوَان	(1)
Thul Kifl (Prophet)	ذُوالْكِفْل	(4)	Thun`noor	ذُوالنُّوْر	(2)

			Thu`aib	ذُؤَيْب	(5)

(ر)

RAA (R)

Rashdaan	رَشْدَان	(7)	Raashid	رَاشِدْ	(1)
Rushaid	رُشَيْد	(8)	Raafi`	رَافِع	(2)
Rifaa`a	رِفَاعَه	(9)	Rabaah	رَبَاح	(3)
Raqeem	رَقِيْم	(10)	Rabee`	رَبِيْع	(4)
Roomaan	رُوْمَان	(11)	Rabee`a	رَبِيْعَه	(5)
			Razeen	رَزِيْن	(6)

(ز)

ZAA (Z)

Zam`a	زَمْعَه	(7)	Zaahir	زَاهِر	(1)
Zuhair	زُهَيْر	(8)	Zubair	زُبَيْر	(2)
Ziyaad	زِيَاد	(9)	Zajjaaj	زَجَّاجُ	(3)
Zaid	زَيْد	(10)	Zuraarah	زُرَارَه	(4)
Zamaan	زَمَان	(11)	Zur`a	زُرْعَه	(5)
			Zareen	زَرِيْن	(6)

(س)

SEEN (S)

No.	Arabic	Name	No.	Arabic	Name
(1)	سَارِيَه	Saariyah	(12)	سَلَام	Salaam
(2)	سَالِم	Saalim	(13)	سَلْمَانُ	Salmaan
(3)	سَائِب	Saa`ib	(14)	سُلَيْم	Sulaim
(4)	سُبَيْع	Subai`	(15)	سُلَيْمَانُ	Sulaimaan
(5)	سِرَاجْ	Siraaj	(16)	سِمَاکْ	Simaak
(6)	سُرَاقَه	Suraaqah	(17)	سَمُرَه	Samurah
(7)	سَرِيْع	Saree`e	(18)	سَمْعَانُ	Sam`aan
(8)	سَعْد	Sa`d	(19)	سُمَيْر	Sumair
(9)	سَعِيْد	Saeed	(20)	سَهْل	Sahl
(10)	سُفْيَان	Sufyaan	(21)	سُهَيْل	Suhail
(11)	سَفِيْنَه	Safeenah	(22)	سُوَيْد	Suwaid

ش

SHEEN (S)

No.	Arabic	Name	No.	Arabic	Name
(1)	شُجَاع	Shujaa`	(3)	شِهَاب	Shihaab
(2)	شَرَاحِيْل	Sharaaheel	(4)	شَيْبَان	Shaybaan
(5)	شُرَحْبِيْل	Shurahbeel	(7)	شَيْبَه	Shaybah
(6)	شَرِيْک	Shareek	(8)	شُبَيْل (ن)	Shubail (N)

(ص)

SWORD (S)

No.	Arabic	Name	No.	Arabic	Name
(1)	صَالح	Saalih	(5)	صُفْرَه	Sufrah
(2)	صَائِبُ	Saa`ib	(6)	صَفْوَان	Safwaan
(3)	صُبَيْح	Subaih	(7)	صُهْبَان	Suhbaan
(4)	صَخْر	Sakhar	(8)	صُهَيْب	Suhaib

(ض)

DWORD (D)

No.	Arabic	Name	No.	Arabic	Name
(1)	ضَحَّاک	Dhahaak	(3)	ضَمِيْر	Dhameer
(2)	ضِمَام	Dhimaam			

(ط)

TOR (T)

No.	Arabic	Name	No.	Arabic	Name
(1)	طَارِق	Taariq	(5)	طُرَيْفَه	Turaifah
(2)	طَاهِر	Taahir	(6)	طُفَيْل	Tufail
(3)	طَرَفَه	Tarafah	(7)	طَلْحَه	Talha
(4)	طَرِيْف	Tareef	(8)	طُلَيْق	Tulaiq

(ظ)

ZOR (Z)

No.	Arabic	English	No.	Arabic	English
(1)	ظُهَیر	Zuhair	(3)	ظَفَر	Zafar
(2)	ظِبْیَان	Zibyaan			

(ع)

AIN (A)

No.	Arabic	English	No.	Arabic	English
(1)	عَابِدْ	Aabid	(12)	عِرْبَاض	Irbaadh
(2)	عَابِسْ	Aabis	(13)	عُرْوَه	Urwah
(3)	عَازِبْ	Aazib	(14)	عُرَیْب	Uraib
(4)	عَاصِمْ	Aasim	(15)	عَزِیْز	Azeez
(5)	عَاقِبْ	Aaqib	(16)	عُصَیْم	Usaim
(6)	عَاقِلْ	Aaqil	(17)	عَطَاء	Ataa`
(7)	عَامِرْ	Aamir	(18)	عَفَّان	Affaan
(8)	عَائِذْ	Aa`iz	(19)	عَفِیْف	Afeef
(9)	عَبَّاد	Abbaad	(20)	عُقْبَه	Uqbah
(10)	عُبَادَه	Ubaadah	(21)	عُکَّاشَه	Ukkaashah
(11)	عَبَّاس	Abbaas	(22)	عِکْرِمَه	Ikramah

No.	Arabic	English	No.	Arabic	English
(23)	عَبْدُاللّٰه	Abdullaah	(40)	عَلْقَمَه	Alqamah
(24)	عَبْدُالْجَبَّار	Abdul Jabbaar	(41)	عَلِی	Ali
(25)	عَبْدُالْحَمِیْد	Abdul Hameed	(42)	عَمَّار	Ammaar
(26)	عَبْدُالرَّحْمٰن	Abdur Rahmaan	(43)	عُمَارَه	Umaarah
(27)	عَبْدُالْعَزِیْز	Abdul Azeez	(44)	عُمَر	Umar
(28)	عَبْدُالْقُدُّوْس	Abdul Quddoos	(45)	عَمْرو	Amar
(29)	عَبْدُالْقَیُّوْم	Abdul Qayyoom	(46)	عُمَیْر	Umair
(30)	عَبْدُالْمَلِک	Abdul Malik	(47)	عَنْبَس	Ambas
(31)	عَبْدُالْوَاحِد	Abdul Waahid	(48)	عَنْبَسَه	Ambasah
(32)	عَبْدُالْوَارِث	Abdul Waarith	(49)	عَوَّام	Awwaam
(33)	عَبَسَه	Abasah	(50)	عَوَانَه	Awaanah
(34)	عُبَیْدُاللّٰه	Ubaidullaah	(51)	عَوْف	Auf
(35)	عُتْبَه	Utbah	(52)	عَوْسَجَه	Ausajah
(36)	عُثْمَان	Uthmaan	(53)	عَوْن	Aun
(37)	عُثَیْم	Uthaim	(54)	عُوَیْمِر	Uwaimir
(38)	عَجْلَان	Ajlaan	(55)	عِیْسٰی	Isaa
(39)	عَدِی	Adiyy	(56)	عَرِیْب	Areeb

(غ)

GHAIN (G)

Ghunaim	غُنَيم	(4)	Ghaalib	غَالِب	(1)
Ghaniy	غَنِى	(5)	Ghannaam	غَنَّام	(2)
Ghailaan	غَيلَان	(6)	Ghassaan	غَسَّان	(3)

(ف)

FAA (F)

Fadhl	فَضْل	(5)	Firaas	فِرَاس	(1)
Fairooz	فَيْرُوْز	(6)	Farqad	فَرْقَد	(2)
Fahd	فَهْد	(7)	Fadhaalah	فَضَالَه	(3)
Fat`h	فَتْح	(8)	Fudhail	فُضَيل	(4)

(ق)

QAAF (Q)

Qudaamah	قُدَامَه	(3)	Qaasim	قَاسِم	(1)
			Qataadah	قَتَادَه	(2)

(ك)

KAAF (K)

Kaamil (N)	كَامِل	(2)	Katheer	كَثِير	(1)
Kaashif (N)	كَاشِف	(6)	Kareem	كَرِيم	(3)
Kabeer (N)	كَبِير	(7)	Ka`ab	كَعْب	(4)
Kaleem (N)	كَلِيم	(8)	Kuhail	كُهَيل	(5)

(ل)

LAAM (L)

Laa`iq	لَائِق (غ)	(5)	Labeed	لَبِيد	(1)
Laeeq	لَبِيق (غ)	(6)	Luqmaan	لُقْمَان	(2)
Liyaaqat	لِيَاقَت (غ)	(7)	Laith	لَيْث	(3)
Loot	لُوط (غ)	(8)	Laithullaah	لَيْثُ الله	(4)

(م)

MEEM (M)

Ma`mar	مَعْمَر	(7)	Maa`iz	مَاعِز	(1)
Ma`n	مَعْن	(8)	Maalik	مَالِک	(2)
Mugheeth	مُغِيث	(9)	Mubaarak	مُبَارَک	(3)
Mugheerah	مُغِيرَه	(10)	Mubash-shir	مُبَشِّر	(4)
Miqdaad	مِقْدَاد	(11)	Muhammed	مُحَمَّد	(5)
Miqdaam	مِقْدَام	(12)	Muraarah	مُرَارَه	(6)

No.	Arabic	Name	No.	Arabic	Name
(13)	مَرْوَان	Marwaan	(23)	مَكْحُوْل	Mak`hool
(14)	مَسْرُوْق	Masrooq	(24)	مُنْذِر	Munthir
(15)	مَسْعُوْد	Mas`ood	(25)	مُنِيْب	Muneeb
(16)	مُسْلِم	Muslim	(26)	مُهَاجِر	Muhaajir
(17)	مَسَيَّب	Masayyib	(27)	مَهْدِی	Mahdiy
(18)	مُصْعَب	Mus`ab	(28)	مِهْرَان	Mihraan
(19)	مُطِيْع	Mutee`	(29)	مُوْسٰی	Moosa
(20)	مُعَاذ	Mu`aaz	(30)	مُوَنِّس	Mowannis
(21)	مُعَاوِيَه	Mu`aawiyah	(31)	مَيْمُوْن	Maymoon
(22)	مَعْدَان	Ma`daan			

(ن)

NOON (N)

No.	Arabic	Name	No.	Arabic	Name
(1)	نَاعِم	Naa`im	(7)	نَصِيْب	Naseeb
(2)	نَافِع	Naafi`	(8)	نَظِيْر	Nadheer
(3)	نَذِيْر	Natheer	(9)	نُعْمَان	Nu`maan
(4)	نُزَيْل	Nuzail	(10)	نُعَيْم	Nu`aim
(5)	نُسَيْر	Nusair	(11)	نَوَّاس	Nawwaas

No.	Arabic	Name	No.	Arabic	Name
(6)	نَصر	Nasr	(12)	نَوفَل	Naufil

(هـ)

HAA

No.	Arabic	Name	No.	Arabic	Name
(1)	هَاشِم	Haashim	(7)	هِشَام	Hishaam
(2)	هَانِئ	Haani`	(8)	هِلاَل	Hilaal
(3)	هَبَّار	Habbaar	(9)	هَمَّام	Hammaam
(4)	هُبَيْل	Hubail	(10)	هُوْد	Hood
(5)	هُرْمُز	Hurmuz	(11)	هَيْثَم	Haitham
(6)	هَزَّال	Hazzaal	(12)	هَيْدَانُ	Haidaam

(و)

(W)

No.	Arabic	Name	No.	Arabic	Name
(1)	وَابِصَه	Waabisah	(7)	وَرْدَان	Wardaan
(2)	وَاثِلَه	Waathilah	(8)	وَقَّاص	Waqqaas
(3)	وَاسِع	Waasi`	(9)	وَكِيْع	Wakee`
(4)	وَاقِد	Waaqid	(10)	وَلِيْد	Waleed
(5)	وَائِل	Waa'il	(11)	وَهْبَان	Wahbaan
(6)	وَرْد	Ward	(12)	وَهْب	Wahb

(ی)

(Y)

Ya`qoob	يَعْقُوْب	(7)	Yaasir	يَاسِرْ	(1)
Ya`mur	يَعْمُر	(8)	Yasaar	يَسَارْ	(2)
Ya`eesh	يَعِيْش	(9)	Yaameen	يَامِيْن	(3)
Yusuf	يُوْسُف	(10)	Yahyaa	يَحْيٰى	(4)
Yunus	يُوْنُس	(11)	Yazeed	يَزِيْد	(5)
		(12)	Yusair	يُسَيْر	(6)

لڑکیوں کے نام

(الف)

ALIF

Asmaa	اَسْمَاء	(6)	Aasiyah	آسِيَه	(1)
Usairah	اُسَيْرَه	(7)	Aaminah	آمِنَه	(2)
Umaamah	اُمَامَه	(8)	Uthailah	اُثَيْلَه	(3)
Umaimah	اُمَيْمَه	(9)	Arwaa	اَرْوٰى	(4)
Unaisah	اُنَيْسَه	(10)	Izmah	اِزْمَه	(5)

(ب)

(B) BAA

Buraidah	بُرَيْدَه	(7)	Baadiyah	بَادِيَه	(1)
Bareerah	بَرِيْرَه	(8)	Buthainah	بُثَيْنَه	(2)
Baree`ah	بَرِيْعَه	(9)	Barakah	بَرَكَه	(3)
Busrah	بُسْرَه	(10)	Barrah	بَرَّة	(4)
Basharah	بَشَرَه	(11)	Barwa`	بَرْوَع	(5)
Basheerah	بَشِيْرَه	(12)	Birwa`	بِرْوَع	(6)

(ت)

TAA (T)

English	Arabic	No.	English	Arabic	No.
Tuwailah	تُوَيْلَه	(3)	Tumaadhir	تُماضِر	(1)
Tabassum	(غ) تَبَسُّم	(4)	Tameemah	تَمِيمَه	(2)

(ث)

THAA (T)

English	Arabic	No.	English	Arabic	No.
Thanaa	(غ) ثَناء	(3)	Thubaitah	ثُبَيْتَه	(1)
			Thuwaibah	ثُوَيْبَه	(2)

(ج)

JEEM(J)

English	Arabic	No.	English	Arabic	No.
Jumaimah	جُمَيْمَه	(4)	Jaleelah	جَلِيلَه	(1)
Jumainah	جُمَيْنَه	(5)	Jumaanah	جُمانَه	(2)
Juwairiyah	جُوَيْرِيَه	(6)	Jameelah	جَمِيلَه	(3)

(ح)

HAA(H)

English	Arabic	No.	English	Arabic	No.
Haleemah	حَلِيمَه	(3)	Hibbaanah	حِبَّانَه	(1)
Hamaamah	حَمامَه	(4)	Habeebah	حَبِيبَه	(2)

English	Arabic	No.	English	Arabic	No.
Hamnah	حَمْنَه	(10)	Harmalah	حَرْمَلَه	(5)
Humaidah	حُمَيْدَه	(11)	Hassaanah	حَسّانَه	(6)
Humaimah	حُمَيْمَه	(12)	Hasanah	حَسَنَه	(7)
Humainah	حُمَيْنَه	(13)	Hafsah	حَفْصَه	(8)
Hawwaa	حَوَّاء	(14)	Hukaimah	حُكَيْمَه	(9)

(خ)

KHAA(K)

English	Arabic	No.	English	Arabic	No.
Khulaidah	خُلَيْدَه	(6)	Khaalidah	خَالِدَه	(1)
Khulaisah	خُلَيْسَه	(7)	Khaddaamah	خَدَّامَه	(2)
Khansaa	خَنْساء	(8)	Khadeejah	خَدِيجَه	(3)
Khaulah	خَوْلَه	(9)	Khadhirah	خَضِرَه	(4)
Khairah	خَيْرَه	(10)	Khaldah	خَلْدَه	(5)

(د)

DAAL(D)

English	Arabic	No.	English	Arabic	No.
Darakhshaa	(غ) دَرَخْشاں	(3)	Dubyah	دُبْيَه	(1)
Durdaanah	(غ) دُرْدانَه	(4)	Durra	دُرَّه	(2)

(ذ)

THAAL (T)

Thakiyyah	ذَكِيَّه (غ)	(3)	Thura	ذُرَه	(1)
		(4)	Thaakirah	ذَاكِرَه (غ)	(2)

(ر)

RAA (R)

Rafaa`ah	رِفَاعَه	(11)	Raabia`	رَابِعَه	(1)
Rufaidah	رُفَيْدَه	(12)	Raabitah	رَابِطَه	(2)
Ruqaiqah	رُقَيْقَه	(13)	Rabthaa	رَبْذَاء	(3)
Ruqayyah	رُقَيَّه	(14)	Rubaihah	رُبَيْحَه	(4)
Ramlah	رَمْلَه	(15)	Rubayyi`	رُبَيِّع	(5)
Rumaithah	رُمَيْثَه	(16)	Rajaa	رَجَاء	(6)
Rumaisaa	رُمَيْصَاء	(17)	Ruhailah	رُحَيْلَه	(7)
Rawdhah	رَوْضَه	(18)	Ruzainah	رُزَيْنَه	(8)
Rayhaanah	رَيْحَانَه	(19)	Razeenah	رَزِيْنَه	(9)
Raytah	رَيْطَه	(20)	Rughainah	رُغَيْنَه	(10)

(ز)

ZAA (Z)

Zinneerah	زِنِّيْرَه	(4)	Zaa`idah	زَائِدَه	(1)
Zainab	زَيْنَب	(5)	Zareenah	زَرِيْنَه	(2)
		(6)	Zughaynah	زُغَيْنَه	(3)

(س)

SEEN (S)

Salmaa	سَلْمٰى	(11)	Saarah	سَارَه	(1)
Samraa	سَمْرَاء	(12)	Saariyah	سَارِيَه	(2)
Sumairaa	سُمَيْرَاء	(13)	Saaibah	سَائِبَه	(3)
Sumaikah	سُمَيْكَه	(14)	Subaiy`ah	سُبَيْعَه	(4)
Sumayyah	سُمَيَّه	(15)	Sukhailah	سُخَيْلَه	(5)
Sanaa	سَنَا	(16)	Sidrah	سِدْرَه	(6)
Sumbulah	سُنْبُلَه	(17)	Sadoos	سَدُوْس	(7)
Soondoos	سُنْدُوْس	(18)	Sudaisah	سُدَيْسَه	(8)
Sunaiyyah	سُنَيَّه	(19)	Sarraa	سَرَّاء	(9)
Sunainah	سُنَيْنَه	(20)	Su`daa	سُعْدٰى	(10)

Sahlah	سَهْلَه	(26)	Sa`eedah	سَعِيْدَه	(21)
Suhainah	سُهَيْمَه	(27)	Sukainah	سُكَيْنَه	(22)
Sawaadah	سَوَادَه	(28)	Sulaaf	سُلَاف	(23)
Sawdah	سَوْدَه	(29)	Sulaafah	سُلَافَه	(24)
Seereen	سِيْرِيْن	(30)	Salaamah	سَلَامَه	(25)

(ش)

SHEEN (S)

Shamoos	شَمُوْس	(4)	Sha`thaa	شَعْثَاء	(1)
Sumailah	شُمَيْلَه	(5)	As-Shifaa	اَلشِّفَاء	(2)
Shaimaa	شَيْمَاء	(6)	Shaqeeqah	شَقِيْقَه	(3)

(ص)

SWORD (S)

Safiyyah	صَفِيَّه	(3)	Sakhrah	صَخْرَه	(1)
Safoorah	صَفُوْرَه (غ)	(4)	Sa`bah	صَعْبَه	(2)

(ض)

DWORD (D)

Dhamrah	ضَمْرَه	(3)	Dhobaa`ah	ضُبَاعَه	(1)
		(4)	Dubai`ah	ضُبَيْعَه	(2)

(ط)

TOR (T)

Taibah	طَيْبَة	(4)	Taahirah	طَاهِرَه	(1)
Tayyibah	طَيِّبَة	(5)	Tariyyah	طَرِيَّه	(2)
		(6)	Tu`aimah	طُعَيْمَة	(3)

(ظ)

ZOR (Z)

Zaheerah	ظَهِيْرَه (غ)	(4)	Zabiah	ظَبْيَه	(1)
Zareefah	ظَرِيْفَه (غ)	(5)	Zaafirah	ظَافِرَه (غ)	(2)
		(6)	Zaahirah	ظَاهِرَه (غ)	(3)

(ع)

AIN (A,U)

Afraa	عَفْرَاء	(6)	Aatikah	عَاتِكَه	(1)
Aqeelah	عَقِيْلَه	(7)	Aaliyah	عَالِيَه	(2)
Ulayyah	عُلَيَّه	(8)	Aaishah	عَائِشَه	(3)
Umaarah	عُمَارَه	(9)	Ubaadah	عُبَادَه	(4)
Umairah	عُمَيْرَه	(10)	Azeezah	عَزِيْزَه	(5)

Uwaimirah	عُوَيْمِره	(12)	Usaimah	عُصَيْمَه	(11)

(غ)

GHAIN (G)

Ghumaisaa	غُمَيْصَاء	(4)	Ghaathinah	غَاثِنَه	(1)
Ghunayyah	غُنَيَّه	(5)	Ghuzailah	غُزَيْلَه	(2)
		(6)	Ghufairah	غُفَيْرَه	(3)

(ف)

FAA (F)

Faatimah	فَاطِمَه	(5)	Faakhitah	فَاخِتَه	(1)
Furai`ah	فُرَيْعَه	(6)	Faari`ah	فَارِعَه	(2)
Fukaihah	فُكَيْهَه	(7)	Faadhilah	فَاضِلَه	(3)
Fidh-dha	فِضَّه	(8)	Farwah	فَرْوَه	(4)

(ق)

QAAF (Q)

Qailah	قَيْلَه	(4)	Qareerah	قَرِيْرَه	(1)
Quraibah	قُرَيْبَه	(5)	Qaswaa	قَصْوَاء	(2)
		(6)	Qufairah	قُفَيْرَه	(3)

(ك)

KAAF (K)

emah	كَرِيْمَه	(5)	Kabshah	كَبْشَه	(1)
eerah	كَثِيْرَه	(6)	Kabeerah	كَبِيْرَه	(2)
ibah	كُعَيْبَه	(7)	Kubaishah	كُبَيْشَه	(3)
isah	كَيِّسَه	(8)	Kuhailah	كُحَيْلَه	(4)

(ل)

LAAM (L)

a	لَيْلَى	(4)	Lubaabah	لُبَابَه	(1)
ah	لِيْنَه	(5)	Lubnaa	لُبْنَى	(2)
		(6)	Labeebah	لَبِيْبَه	(3)

(م)

MEEM (M)

ikah	مُلَيْكَه	(5)	Maariyah	مَارِيَه	(1)
doos	مَنْدُوْس	(6)	Mardhiyyah	مَرْضِيَّه	(2)
noonah	مَيْمُوْنَه	(7)	Maryam	مَرْيَم	(3)
aanah	مَرْجَانَه	(8)	Masarrah	مَسَرَّه	(4)

(9)	مُطِيْعَه	Mutee`ah	(11)	مَيَّه	Mayyah
(10)	مُعَاذَه	Mu`aathah			

(ن)

NOON (N)

(1)	نَائِلَه	Naa`ilah	(7)	نُعْمٰى	Nu`maa
(2)	نُتَيْلَه	Nutailah	(8)	نَفِيْسَه	Nafeesah
(3)	نُدْبَه	Nudbah	(9)	نَوَارْ	Nawaar
(4)	نَسِيْبَه	Naseebah	(10)	نَوْبَه	Naubah
(5)	نُسَيْكَه	Nusaikah	(11)	نُوَيْلَه	Nuwailah
(6)	نَعَامَه	Na`aamah	(12)		

(ھ)

HAA (H)

(1)	هَالَه	Haalah	(5)	هَادِيَه (غ)	Haadiyah
(2)	هُجَيْمَه	Hujaimah	(6)	هَاجِرَه (غ)	Haajirah
(3)	هُزَيْلَه	Huzailah	(7)	هُدٰى (غ)	Hudaa
(4)	هِنْد	Hind			

(و)

WAAW (W)

(1)	وَدَّه	Waddah	(3)	وَهْبَه	Wahbaah
(2)	وَثْنَاء	Wathnaa	(4)		

مندرجہ ذیل تمام نام غیر صحابیات کے ہیں۔

(1)	وَاحِدَه	Waahidah	(6)	وَاهِبَه	Waahibah
(2)	وَاجِدَه	Waajidah	(7)	وَرْدَه	Wardah
(3)	وَارِثَه	Waarithah	(8)	وَحِيْدَه	Waheedah
(4)	وَاصِفَه	Waasifah	(9)	وَجِيْهَه	Wajeehah
(5)	وَاصِلَه	Waasilah			

(ی)

YAA (Y)

(1)	يُسَيْرَه	Yusairah	(3)	يُمْنٰى (غ)	Yumnaa
(2)	يُسْرٰى (غ)	Yusraa	(4)	يَاسْمِيْن (غ)	Yaasmeen

نوٹ: ان ناموں کا انگریزی تلفظ جنوبی افریقہ کے عالم دین جناب مفتی افضل حسین الیاس صاحب نے لکھا ہے۔

(۴) عقیقہ اور سر کے بال منڈوانا

دنیا کی قریب قریب سب ہی قوموں اور ملتوں میں یہ بات مشترک ہے کہ بچہ پیدا ہونے کو ایک نعمت اور خوشی کی بات سمجھا جاتا ہے اور کسی تقریب کے ذریعے اس خوشی کا اظہار بھی کیا جاتا ہے۔ یہ انسانی فطرت کا تقاضہ بھی ہے اور اس میں ایک بڑی مصلحت یہ ہے کہ اس سے نہایت لطیف اور خوبصورت طریقہ پر یہ بات ظاہر ہوجاتی ہے کہ باپ بچے کو اپنا ہی بچہ سمجھتا ہے، اور اس بارے میں اسکو اپنی بیوی پر کوئی شک وشبہ نہیں ہے، اس سے بہت سے فتنوں کا دروازہ بند ہوجاتا ہے۔

عربوں میں اس کے لئے جاہلیت میں بھی عقیقہ کا رواج تھا۔ دستور یہ تھا کہ پیدائش کے چند روز بعد نومولود بچے کے سر کے وہ بال جو وہ ماں کے پیٹ سے لے کر پیدا ہوا ہے صاف کرائے جاتے اور اس دن خوشی میں کسی جانور کی قربانی کی جاتی (جو ملت ابراھیمی کی نشانیوں میں سے ہے)۔

رسول اللہ ﷺ نے اصولی طور پر اس بات کو باقی رکھتے ہوئے بلکہ اس کی ترغیب دیتے ہوئے اس بارے میں مناسب ہدایات دیں اور خود عقیقے کر کے عملی نمونہ بھی پیش فرمایا۔ (معارف الحدیث، ج ۶ ص ۲۲)

(۱) حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ زمانہ جاہلیت میں ہم لوگوں کا یہ دستور تھا کہ جب کسی کا لڑکا پیدا ہوتا تو وہ بکری یا بکرا ذبح کرتا اور اس کے خون سے بچے کے سر کو رنگ دیتا۔ پھر

جب اسلام آیا تو رسول اللہ ﷺ کی تعلیم وہدایت کے مطابق ہمارا طریقہ یہ ہوگیا کہ ہم ساتویں دن عقیقہ کی بکری یا بکرے کی قربانی کرتے ہیں اور بچے کا سر صاف کرا کے اس کے سر پر زعفران لگا دیتے ہیں۔ اور اسی حدیث کی رزین کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ ساتویں دن عقیقہ کے ساتھ ہم بچے کا نام بھی رکھتے ہیں۔

(معارف الحدیث بحوالہ ابوداؤد ومشکوۃ)

(۲) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کے ہاں بچہ پیدا ہوا اور وہ اس کی طرف سے عقیقہ کی قربانی کرنا چاہے تو لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری کی قربانی کرے۔

(معارف الحدیث بحوالہ ابوداؤد ونسائی)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عقیقہ فرائض وواجبات کی طرح کوئی لازمی چیز نہیں ہے بلکہ اس کا درجہ استحباب کا ہے، جیسا کہ حدیث کے خط کشیدہ الفاظ سے معلوم ہوتا ہے (واللہ اعلم)۔ اسی طرح لڑکے کے عقیقہ میں دو بکریاں کرنا بھی کچھ ضروری نہیں ہیں، ہاں اگر وسعت ہو تو دو کی قربانی بہتر ہے ورنہ ایک بھی کافی ہے۔ (معارف الحدیث)

(۳) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (اپنے نواسوں) حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کا عقیقہ کیا اور ایک ایک مینڈھا ذبح کیا۔ (معارف الحدیث بحوالہ ابوداؤد)

رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کے عقیقہ میں صرف ایک ایک مینڈھے کی قربانی غالبًا اسلئے کی کہ اس وقت اتنی ہی وسعت تھی اور اس طرح ان لوگوں کے لئے جن کو زیادہ وسعت حاصل نہ ہو ایک نظیر بھی قائم ہوگئی۔

(۴) حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر بچہ اپنے عقیقہ کے جانور کے عوض رہن ہوتا ہے جو ساتوں دن اس کی طرف سے قربانی کیا جائے اور اس کا سر منڈوا دیا جائے اور نام رکھا جائے۔ (معارف الحدیث بحوالہ ابوداؤد وغیرہ)

عقیقہ کے جانور کے عوض بچے کے رہن ہونے کا مطلب یہ ہے کہ بچہ اللہ تعالیٰ کی ایک بڑی نعمت ہے اور صاحب استطاعت کے لئے عقیقہ کی قربانی اس کا شکرانہ اور گویا اس کا فدیہ ہے۔ جب تک یہ شکریہ پیش نہ کیا جائے اور فدیہ ادا نہ کر دیا جائے وہ بار باقی رہے گا، اور گویا بچہ اس کے عوض رہن رہے گا۔
(معارف الحدیث)

ساتویں دن عقیقہ کرنے کی حکمت

پیدائش ہی کے دن عقیقہ کرنے کا حکم غالبًا اسلئے نہیں دیا گیا کہ اس وقت گھر والوں کو زچہ کی دیکھ بھال کی فکر ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں اسی دن بچے کا سر صاف کرا دینے میں طبی اصول پر ضرر کا بھی خطرہ ہے۔ ایک ہفتہ کی مدت ایسی ہے کہ اس میں زچہ بھی عموماً ٹھیک ہو جاتی ہے اور بچہ بھی سات دن تک اس دنیا

کی ہوا کھا کے ایسا ہو جاتا ہے کہ اس کا سر صاف کرا دینے میں ضرر کا خطرہ نہیں رہتا۔ واللہ اعلم۔ (معارف الحدیث)

نام کب رکھا جائے

اس حدیث شریف سے اور بعض دوسری احادیث سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ عقیقہ کے ساتھ ساتویں دن بچے کا نام بھی رکھا جائے۔ لیکن بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول ﷺ نے بعض بچوں کا نام پیدائش کے دن رکھ دیا تھا، اس لئے ساتویں دن سے پہلے نام رکھ دینے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ ہاں اگر پہلے نام نہ رکھا گیا ہو تو ساتویں دن عقیقہ کے ساتھ نام بھی رکھ دیا جائے۔

(۵) حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسن کے عقیقہ میں ایک بکری کی قربانی کی، اور آپ ﷺ نے (اپنی صاحبزادی سیدہ فاطمہ (رضی اللہ عنہا) سے فرمایا کہ اس کا سر صاف کر دو اور بالوں کے وزن بھر چاندی صدقہ کر دو، ہم نے وزن کیا تو وہ ایک درہم برابر یا اس سے بھی کچھ کم تھے (معارف الحدیث بحوالہ ترمذی)

اس حدیث شریف میں عقیقہ کے سلسلہ میں قربانی کے علاوہ بچے کے بالوں کے وزن بھر چاندی صدقہ کرنے کا بھی ذکر ہے، یہ بھی مستحب ہے۔

مسائل عقیقہ:

(۱) جس کے یہاں کوئی لڑکا پیدا ہو تو بہتر ہے کہ ساتویں دن اسکا نام رکھ دے اور

عقیقہ کردے۔عقیقہ کردینے سے بچہ کی سب الا بلا دور ہوجاتی ہے اور آفتوں سے حفاظت رہتی ہے۔(بہشتی زیور)

(۲) لڑکے کی طرف سے دو بکریاں یا دو بکرے اور لڑکی کی طرف سے ایک بکرا یا ایک بکری کرنا مستحب ہے۔اور اگر وسعت نہ ہو تو لڑکے کی طرف سے ایک بکرا یا بکری بھی کافی ہے (ایضا)

(۳) عقیقہ کرنا مستحب ہے یعنی اگر کرے تو ثواب ملے گا اور نہ کرے تو کوئی گناہ نہیں۔(فتاویٰ محمودیہ ج۸ص ۲۲۵)

(۴) اگر ساتویں دن عقیقہ نہ کرے تو جب کرے ساتویں دن ہونیکا خیال کرنا بہتر ہے (یعنی چودھواں، اکیسواں وغیرہ) اور اسکا طریقہ یہ ہے کہ جس دن بچہ پیدا ہوا ہو اس سے ایک دن پہلے عقیقہ کردے یعنی اگر جمعہ کو پیدا ہوا ہو تو جمعرات کو اور جمعرات پیدا ہوا ہو تو بدھ کو عقیقہ کردے۔(آئندہ جب کرے (جمعرات یا بدھ کو کرے) تو حساب سے ساتواں دن پڑے گا۔ (ایضا)

(۵) لیکن یہ ساتویں دن کا خیال کرنا مستحب ہے واجب نہیں۔لھذا اگر اس کے خلاف کردے تو کوئی حرج نہیں۔(فتاویٰ محمودیہ ج۱۴ص ۳۲۱)

(۶) اگر بچہ بالغ ہوگیا پھر عقیقہ کا خیال آیا تب بھی عقیقہ درست ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج۱۱ص ۳۲۷)

(۷) عقیقہ چھوٹے جانور سے کرنا بہتر ہے۔(تربیت ص ۳۱)

(۸) بڑے جانور (اونٹ، گائے) سے بھی درست ہے، چاہے پورا جانور ایک

لڑکے یا لڑکی کے عقیقہ میں ذبح کرے یا ان میں حصہ رکھے دونوں جائز ہیں۔(فتاویٰ محمودیہ ج۱۴ص ۳۲۶)

(۹) عقیقہ قربانی کے دنوں میں بھی جائز ہے، اگر چہ ساتویں دن کا لحاظ نہ رہتا ہو (پہلے گزر چکا کہ ساتویں دن کا لحاظ مستحب ہے واجب نہیں)۔قربانی کے بڑے جانور میں عقیقہ کیلئے حصہ رکھنا بھی درست ہے (فتاویٰ محمودیہ ج۱۴ص ۳۲۱)

(۱۰) عقیقہ ولیمہ کے ساتھ بھی ہوسکتا ہے۔یعنی ولیمہ کیلئے لئے گئے جانور میں عقیقہ کیلئے بھی حصہ رکھ سکتے ہیں (اور چاہے تو چھوٹے جانور کرے)۔

(فتاویٰ محمودیہ ج۱۴ص ۳۳۳)

(۱۱) عقیقہ اور قربانی میں بڑا فرق ہے۔عقیقہ مستحب ہے اور قربانی واجب، اور مستحب و واجب میں بڑا فرق ہوتا ہے۔البتہ قربانی کے لئے جو جانور ذبح کیا جاتا ہے بہتر ہے عقیقہ میں بھی ایسا ہی جانور ذبح کیا جائے ایسا جانور ذبح نہ کیا جائے جس کی قربانی درست نہ ہوتی ہو۔اور جس طرح قربانی کے گوشت کے تین حصے کرنا مستحب ہے اس طرح عقیقہ میں بھی مستحب ہے (یعنی ایک حصہ خود رکھے ایک احباب و رشتہ دار وغیرہ میں اور ایک فقراء و مساکین میں)۔(فتاویٰ محمودیہ ج۸ص ۲۲۵)

(۱۲) عقیقہ کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ جس بچے کا عقیقہ کرنا ہو تو اس کے سر کے بال منڈوادے اور جانور ذبح کردے اور بال کے برابر چاندی یا سونا تول کر خیرات کردے اور بچہ کے سر میں دل چاہے تو زعفران لگادے۔(ماخوذ از بہشتی زیور)

(۱۳) بعض جگہ جو یہ دستور ہے کہ جس وقت بچہ کے سر پر استرا رکھا جائے اور نائی سر مونڈنا شروع کرے اسی وقت بکری ذبح ہو یہ محض مہمل رسم ہے۔ شریعت سے سب جائز ہے، چاہے سر مونڈنے کے بعد ذبح کرے (حضرت عطاؒ نے اسے مستحب کہا ہے) چاہے ذبح کرے تب سر مونڈھے بے وجہ ایسی باتیں تراش لینا برا ہے۔ (بہشتی زیور)

(۱۴) منڈے ہوئے بالوں کو دفن کر دیا جائے (یہ حکم صرف بچے کے بالوں کے ساتھ خاص نہیں بلکہ انسان کے بال ناخن وغیرہ کا یہی حکم ہے چاہے چھوٹے ہوں چاہے بڑے ہوں)۔ (فتاوی محمودیہ ج ۱۱ ص ۳۴۷)

(۱۵) اگر عقیقہ بچے کے بڑے ہونے کے بعد کیا جائے تو اس وقت بال نہ کاٹے جائیں۔ بال کاٹنے کا حکم ان بالوں کے ساتھ خاص ہے جو ماں کے پیٹ سے بچہ لیکر نکلتا ہے۔ اور جب یہ بال نہ رہیں تو دوسرے بال نہ کاٹے جائیں۔ (فتاوی محمودیہ ج ۱۱ ص ۳۴۱)

(۱۶) بعض روایات میں آتا ہے کہ عقیقہ کے جانور کی ہڈی نہ توڑی جائے، یعنی چاہے ذبح و گوشت بناتے وقت ہو یا کھاتے وقت، بلکہ ہر ہڈی کو جوڑ سے کاٹنا چاہئے تاکہ اعضاء الگ الگ ہو جائیں اور ہڈی نہ ٹوٹے۔

لیکن یاد رہے کہ ہڈی نہ توڑنا مستحب ہے ضروری و لازم نہیں لھذا ہڈی گوشت بناتے وقت ٹوٹ جائے یا توڑی جائے یا کھاتے وقت ایسا ہو تو کوئی گناہ نہیں بلکہ جہاں لوگ ہڈی کو نہ توڑنا ضروری سمجھتے ہوں وہاں ہڈی توڑ دی جائے

تاکہ لوگ مستحب عمل کو ضروری نہ سمجھنے لگیں۔ (دیکھئے احسن الفتاوی ج ۷ ص ۵۳۷)

(۱۷) عقیقہ بچے کے نام سے کرنا مستحب ہے۔ یعنی یوں کہا جائے

"بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ لَکَ وَاِلَیْکَ هٰذِهٖ عَقِیْقَةُ فُلَانٍ"

اللہ کے نام کے ساتھ، اے اللہ آپ ہی کیلئے اور آپ ہی کی طرف یہ لوٹ کر جائے گا (اے اللہ) یہ فلاں کی طرف سے عقیقہ ہے۔ (فلاں کی جگہ بچہ کا نام کہا جائے)

(۱۸) عقیقہ کا گوشت چاہے کچا تقسیم کرے چاہے پکا کر کھلائے یا دعوت کر دے سب جائز ہے۔ (بہشتی زیور)

(۱۹) عقیقہ کے موقع پر دعوت کر دینا بھی مستحب ہے عزیز و اقارب اور بعض نادار لوگوں کو کھلانا موجب اجر و ثواب ہے۔ لیکن شرط ہے کہ استطاعت بھی ہو اور دکھلاوا بھی نہ ہو (اور نہ بطور رسم و رواج کے ہو) ورنہ ان صورتوں میں دعوت ترک کر دینا چاہئے۔ (ماخوذ از زجحص ۳۳، واسلام ج۱)

عقیقہ کے موقع پر بہت سے رسم و رواج جن کا شریعت سے کوئی تعلق نہیں مختلف برادریوں میں مختلف طور طریقوں سے رائج ہیں جن کا ازالہ ضروری ہے۔ بعض رسموں کا بیان بہشتی زیور میں موجود ہے وہاں دیکھ لیا جائے۔

(۵) ختنہ

ختنہ کرنا سنت ہے، اس کے بارے میں کئی حدیثیں آئی ہیں ہم چند احادیث ذکر کرتے ہیں۔

(۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پانچ چیزیں فطرت میں سے ہیں، مونچھوں کا کاٹنا، بغل کے بالوں کو صاف کرنا، ناخنوں کا کاٹنا، زیر ناف بالوں کا صاف کرنا، بچوں کا ختنہ کرنا۔ (تربیت بحوالہ ابوداؤد ونسائی)

(۲) فطرت سلیمہ میں سے یہ چیزیں ہیں کلی کرنا، ناک میں پانی ڈالنا، مونچھوں کا کاٹنا، مسواک کرنا، ناخن کاٹنا، بغل کے بال مونڈنا اور ختنہ کرنا۔ (اسلام ج ا بحوالہ مسند احمد)

(۳) چار چیزیں رسولوں کی سنت میں سے ہیں: ختنہ کرنا، خوشبو لگانا، مسواک کرنا، اور نکاح (اسلام ج ا بحوالہ احمد وترمذی)

(۴) رسول اللہ ﷺ نے حضرت حسن وحسین کا عقیقہ اور ختنہ ساتویں دن کر دیا تھا۔ (اسلام ج ا بحوالہ بیہقی)

مسائل ختنہ

(۱) ختنہ سنت ہے اور شعار اسلام میں سے ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۹ ص ۳۷۹)

(۲) ولادت کے بعد جب بچے میں برداشت کی طاقت ہو ختنہ کرادیا جائے۔ (ایضا)

(۳) ختنہ کے موقع پر دعوت کا اہتمام کرنا اور لوگوں کو جمع کرنا دعوت نامے دینا یہ سب بدعت ہے اس سے خوب بچنا چاہئے۔

ایک مرتبہ حضرت رسول اللہ ﷺ کے ایک صحابی (حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ) کو کسی نے ختنہ میں بلایا آپ نے تشریف لیجانے سے انکار کردیا، لوگوں نے وجہ پوچھی تو جواب دیا کہ حضرت رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ہم لوگ نہ تو کبھی ختنہ میں جاتے تھے نہ اس کیلئے بلائے جاتے تھے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس چیز کا مشہور کرنا ضروری نہ ہو اس کے لئے لوگوں کو جمع کرنا بلانا سنت کے خلاف ہے۔ اس میں بہت سی رسمیں آگئیں جن کیلئے لمبے چوڑے اہتمام ہوتے ہیں۔ (بہشتی زیور)

(۵) ختنہ کے موقع پر اگر پابندی نہ کرے اور نام ونمود اور شہرت کا خیال نہ ہو نہ یہ ڈر ہو کہ لوگ کیا کہیں گے طعنہ دیں گے، تو چند دوست احباب کو یا غریبوں کو جو میسر ہو کھانا کھلادے۔ لیکن ہر بچے کی پیدائش پر نہ کرے ورنہ رسم کے حکم میں آجائے گا اور گناہ ہوگا۔

دودھ پلانے کے احکام

دودھ پلانے کی مدت

(۱) زیادہ سے زیادہ دودھ پلانے کی مدت دوسال ہیں۔ دوسال کے بعد دودھ پلانا حرام ہے بالکل درست نہیں۔ (بہشتی زیور ص۳۱۷)

(۲) اگر بچہ کھانے پینے لگا اور اسوجہ سے دو برس سے پہلے ہی دودھ چھڑا دیا تب بھی کچھ حرج نہیں۔ (ایضاً)

دودھ کے رشتے ثابت ہونے کی مدت

(۱) اگر دوسال کی مدت کے اندر اندر بچہ نے اپنی ماں کے علاوہ کسی دوسری عورت کا دودھ پیا تو وہ عورت اس کی (رضاعی) ماں بن جائیگی، اور اس عورت کا شوہر (جس کی وجہ سے عورت میں دودھ آیا ہے) بچہ کا (رضاعی) باپ بن جائیگا اور اسکی اولاد اس بچہ کے دودھ شریک بھائی بہن بن جائیں گے اور اس بچے کا اسکی اولاد سے نکاح حرام ہوجایگا۔ کیونکہ جو رشتے نسب کے اعتبار سے حرام ہیں وہ رشتے دودھ کی وجہ سے بھی حرام ہوجاتے ہیں۔

وضاحت

مثال ۱: ایک لڑکی نے باقر کی بیوی کا دودھ پیا تو اس لڑکی کا نکاح نہ باقر سے ہوسکتا ہے نہ اسکے باپ دادا کے ساتھ نہ باقر کی اولاد کے ساتھ بلکہ باقر کی

جو اولاد دوسری بیوی سے ہے اس سے بھی نکاح درست نہیں۔
(بہشتی زیور ص۳۱۸)

مثال ۲: عباس کی ایک بہن ساجدہ ہے۔ ساجدہ نے ایک عورت کا دودھ پیا لیکن عباس نے نہیں پیا تو اس دودھ پلانے والی عورت کا نکاح عباس سے ہوسکتا ہے۔ (بہشتی زیور ص۳۱۹)

مثال ۳: عباس کے لڑکے نے زاہدہ کا دودھ پیا تو زاہدہ کا نکاح عباس کیساتھ ہوسکتا ہے۔ (کیونکہ عباس کے لڑکے کی تو زاہدہ رضاعی ماں بن جائے گی، لیکن زاہدہ کے لئے عباس اجنبی ہی ہوگا۔) (بہشتی زیور ص۳۱۹)

مثال ۴: قادر اور ذاکر دو بھائی ہیں۔ اور ذاکر کی ایک دودھ شریک بہن ہے تو قادر کے ساتھ اسکا نکاح ہوسکتا ہے، البتہ ذاکر کے ساتھ نہیں ہوسکتا۔
(بہشتی زیور ص۳۱۹)

تنبیہ: چونکہ اس قسم کے مسئلے مشکل ہیں کہ کم سمجھ میں آتے ہیں اسلئے جب ضرورت پڑے تو کسی سمجھدار بڑے عالم سے سمجھ لینا چاہیے۔

(۲) دوسال کی مدت چاند کے حساب سے (یعنی اسلامی مہینوں کے اعتبار سے) ہوگی انگریزی مہینوں کے اعتبار سے نہ ہوگی۔

(۳) اگر بچہ دو برس کا ہوچکا اسکے بعد کسی عورت کا دودھ پیا تو اس پینے کا کچھ اعتبار نہیں، نہ وہ پلانے والی ماں بنی اور نہ اسکی اولاد اس بچہ کے بھائی بہن ہوئے۔ اسلئے اگر آپس میں نکاح کردیں تو درست ہے، لیکن امام اعظم (امام ابوحنیفہ) رحمۃ اللہ علیہ جو بہت بڑے امام ہیں وہ فرماتے ہیں کہ اگر

ڈھائی برس کے اندر اندر بھی دودھ پیا ہو تب بھی نکاح درست نہیں۔

(بہشتی زیور ص ۳۱۷)

لھذا اگر کسی نے غلطی سے دو سال کے بعد دودھ پلا دیا تو احتیاط کا تقاضہ یہ ہے کہ دودھ کے رشتوں کو حرام مانا جائے، اور نکاح کرنے میں علماء اور مفتیان کرام سے دریافت کرلیا جائے۔

تنبیہ: بہت سی عورتیں دودھ پلانے میں احتیاط نہیں کرتیں، کسی بچہ کو روتا دیکھ کر دودھ پلا دیتی ہیں جس سے دودھ کا رشتہ قائم ہو جاتا ہے اور پھر ان بچوں کا نکاح کرنے میں احتیاط نہیں کرتیں۔ ایسے بہت سے مسئلے پیش آتے ہیں کہ ایسے بچوں کی شادی کردی جاتی ہے، اور اولاد بھی ہو جاتی ہے بعد میں معلوم ہوتا ہے ان کے درمیان دودھ کا رشتہ تھا۔

ماں کی ذمہ داریاں

(۱) جب بچہ پیدا ہو تو ماں پر دودھ پلانا واجب ہے۔ (بہشتی زیور ص ۳۱۷)

(۲) اگر باپ مالدار ہو اور کوئی انا (دودھ پلانے والی) تلاش کرسکے تو (ماں پر) دودھ نہ پلانے میں کچھ گناہ بھی نہیں (یعنی دودھ پلانا واجب نہیں). (ایضا)

نوٹ: جب باپ کسی دودھ پلانے والی کا بندوبست نہ کرسکے، یا باپ تنگدست ہو کہ دودھ پلانے پر کسی کو نہ رکھ سکتا ہو تو ایسی صورت میں ماں پر لازم ہے کہ وہ بچے کو اپنا دودھ پلائے۔ اور ڈبے وغیرہ کے دودھ سے پرہیز کرنی چاہئے، کیونکہ

ڈبے کا دودھ بچے کے لئے نقصان دہ ہے۔ آج کل اطباء و ڈاکٹر بھی ماں کے دودھ پر زور دیتے ہیں کیونکہ ڈبے کے دودھ کے نقصانات کا انھوں نے بخوبی تجربہ کرلیا ہے۔

(۳) کسی اور کے لڑکے کو میاں کی اجازت لئے بغیر دودھ پلانا درست نہیں۔ (ایضا)

باپ کی ذمہ داریاں

(۱) ماں کا دودھ جب بچے کیلئے موافق ہو اور ماں دودھ پلانے پر راضی بھی ہو اس کے باوجود باپ اگر ضد وغیرہ میں آکر ڈبہ کا دودھ پلائے تو بچے کو نقصان پہنچانے کی وجہ سے یہ جائز نہیں۔

(۲) اگر ماں کا دودھ کافی نہ ہو یا بچے کے موافق نہ ہو تو پھر دوسرا دودھ دے سکتے ہیں۔

(۳) ماں عذر یا بیماری کی وجہ سے اگر دودھ نہ پلا سکتی ہو تو باپ کو دباؤ ڈالنا جائز نہیں، اس صورت میں ماں اور بچہ دونوں کا نقصان ہے۔

منہ بولے بیٹے کے احکام

جولوگ بے اولاد ہوتے ہیں وہ اپنے رشتہ دار یا کسی اجنبی کے بچہ کو گود لے لیتے ہیں، لیکن شریعت میں اس کے کیا احکام ہیں اس سے غافل رہتے ہیں۔ ہم ذیل میں اس کے احکام تفصیل سے لکھتے ہیں۔

(۱) جس بچے کو گود لیا ہے اسے اسکے باپ کی طرف ہی منسوب کرنا چاہئے، گود لینے والا اسے اپنی طرف منسوب نہ کرے (یعنی خود کو اسکا حقیقی باپ نہ کہے) شریعت میں اس کی ممانعت آئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَاءَ كُمْ اَبْنَآئَكُمْ ط ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ ط وَاللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِى السَّبِيْلَ o اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآءِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ ج

(سورہ احزاب ۴،۵)

تمہارے منہ بولے بیٹوں کو تمہارا (سچ مچ کا) بیٹا نہیں بنا دیا یہ صرف تمہارے منہ سے کہنے کی بات ہے (جو غلط ہے واقع کے مطابق نہیں) اور اللہ تعالیٰ حق بات فرماتا ہے اور وہی سیدھا راستہ بتلاتا ہے (اور جب منہ بولے بیٹے واقع میں تمہارے بیٹے نہیں تو) تم ان کو (متبنّیٰ بنانے والوں کا بیٹا مت کہو، بلکہ) ان کے (حقیقی) باپوں کی طرف منسوب کیا کرو، یہ اللہ کے نزدیک راستی کی بات ہے۔ (بیان القرآن)

علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ تعالیٰ ان آیات کی تفسیر میں فرماتے ہیں ”یعنی ٹھیک انصاف کی بات یہ ہے کہ ہر شخص کی نسبت اس کے حقیقی باپ کی طرف کی جائے، کسی نے لے پالک بنالیا تو وہ واقعی باپ نہیں بن جاتا۔ کوئی شفقت ومحبت سے کسی کو مجازاً بیٹا یا باپ کہہ کر پکارلے تو وہ دوسری بات ہے۔ غرض یہ نسبی تعلقات اور ان کے احکام میں اشتباہ والتباس نہ ہونے پائے۔“ (تفسیر عثمانی)

حدیث شریف میں بھی اسپر سخت وعید آئی ہے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت ابوبکرۃ دونوں راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”جو شخص اپنے آپ کو اپنے باپ کی بجائے کسی دوسرے شخص کی طرف منسوب کرے اور وہ یہ جانتا بھی ہو کہ یہ میرا باپ نہیں ہے تو جنت اسپر حرام ہے“ (مشکوۃ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”تم (غیر شخص سے اپنا نسب جوڑ کر) اپنے باپ سے منہ نہ پھیرو کیونکہ جس شخص نے اپنے باپ سے منہ پھیرا (یعنی اس سے اپنے نسب کا انکار کیا) تو اس نے درحقیقت کفر کیا (یعنی کفران نعمت کیا)“۔ (مشکوۃ)

(۲) منہ بولا بچہ اگر لڑکا ہے اور اپنی منہ بولی ماں کا محرم نہیں تو بالغ ہونے پر ماں کا اس سے پردہ ہوگا، اور اگر لڑکی ہے اور منہ بولے باپ کی محرم نہیں تو باپ کا اس سے پردہ ہوگا۔ اسی طرح اگر کسی کی حقیقی اولاد بھی ہو اور اس

نے کسی بچہ کو گود بھی لیا ہو تو ان کے بڑے ہونے کے بعد پردے کا لحاظ کرنا پڑے گا۔

عموماً ان مسائل کی طرف دھیان نہیں ہوتا اور بچوں کے بڑے ہونے کے بعد پردے کا مسئلہ غفلت کا شکار ہو جاتا ہے جو سخت گناہ ہے۔ اسلئے اس کے حل کیلئے ہم چند تجاویز پیش کرتے ہیں۔

(۱) جو لوگ لڑکی کو گود لینا چاہیں تو چاہئے کہ مرد اپنے کسی ایسے رشتہ دار سے لڑکی لے کہ لڑکی اس کی محرم ہو، مثلاً اپنے بھائی کی لڑکی لے تا کہ پردے کا مسئلہ نہ ہو۔

(۲) اور اگر لڑکا لینا چاہیں تو عورت مندرجہ بالا صورت اختیار کر لے۔

(۳) اور اگر مذکورہ بالا دونوں صورتیں ممکن نہ ہوں اور لڑکی گود لینا چاہتے ہیں تو مرد کو چاہئے کہ وہ اس کو اپنی بیوی کا دودھ پلا دے، اور اگر بیوی کا دودھ میسر نہ ہو تو اپنی بہن وغیرہ کا دودھ پلا دے تا کہ لڑکی سے اس کا رضاعی رشتہ قائم ہو جائے۔ اور اگر لڑکا گود لینا چاہیں تو عورت اپنا یا اپنی بہن وغیرہ کا دودھ پلا دے۔

(۴) ایک صورت یہ بھی ہے کہ کسی کی مثلاً نرینہ اولاد ہے اور وہ لڑکی گود لیتا ہے تو اس لڑکی کا نکاح اپنے لڑکے سے کرا دے تا کہ سسرالی رشتہ قائم ہو جائے اور پردے کا مسئلہ پیدا نہ ہو۔

خلاصہ یہ کہ علماء سے پوچھ کر ایسی صورت اختیار کی جائے کہ بعد میں

پریشانی نہ ہو، اور اگر کوئی صورت ممکن نہ ہو تو پھر خوب احتیاط کی ضرورت ہے اور ایسے بچوں کے بڑا ہونے کے بعد پردے کا خوب لحاظ کرنا ہوگا ورنہ کہیں نیکی برباد گناہ لازم کا مصداق نہ ہو جائے۔

میراث کا مسئلہ

کسی لاوارث بچے کو گود لیکر اچھی تعلیم وتربیت دینے کا بلاشبہ بڑا ثواب ہے لیکن وہ بچہ چونکہ حقیقی بچہ نہیں ہوتا اسلئے حقیقی اولاد کا مرتبہ اسے ہرگز حاصل نہ ہوگا۔ لھذا ایسا بچہ اگر گود لینے والے کا رشتہ دار نہیں یا رشتہ دار تو ہے لیکن اس سے قریبی اور رشتہ دار موجود ہیں تو اس بچے کا میراث میں کوئی حصہ نہ ہوگا۔ مثلاً بھائی کی موجودگی میں بھتیجے کو کچھ نہیں ملتا۔ ایسے گود لئے ہوئے بچوں کیلئے مناسب یہ ہے کہ زندگی میں ہی جو مال دینا چاہے اس کے حوالے کر دے، مرنے کے بعد جائیداد دیگر ورثاء میں تقسیم ہو جائے گی۔ ایسے مسائل بڑے نازک ہوتے ہیں لھذا علماء سے پوچھ کر عمل کرے۔

ضبط ولادت واسقاط حمل [۱]

Birth Control & Abortion

ضبط ولادت کی کئی صورتیں مروج ہیں جس کی تفصیل میں جانے کی حاجت نہیں، ہم ذیل میں صرف یہ ذکر کریں گے کہ کونسی صورتیں جائز ہیں اور کن حالات میں جائز ہیں۔

(۱) کوئی ایسی صورت اختیار کرنا جس کی وجہ سے مرد یا عورت کی قوت تولید (اولاد پیدا کرنے کی صلاحیت) ہمیشہ کیلئے ختم ہوجائے اور نسل انسانی منقطع ہوجائے ناجائز اور حرام ہے، جیسے نس بندی وغیرہ کرانا۔ البتہ عورتوں کیلئے ایک صورت میں حمل کو روکنے کیلئے مستقل تدابیر کرنے کی گنجائش ہے اور وہ یہ کہ ماہر اور قابل اعتماد اطباء وڈاکٹر کی رائے ہو کہ اگلا بچہ ہونے کی صورت میں عورت کی جان جانے یا کسی عضو کے تلف ہونے کا گمان غالب ہو تو اس صورت میں عورت کا آپریشن کرادینا تاکہ حمل نہ ٹھہر سکے جائز ہے۔

(۲) ایسی صورت اختیار کرنا کہ قوت تولید باقی رہتے ہوئے حمل قرار نہ پائے، جیسے مانع حمل ادویات یا کنڈوم (condom) وغیرہ کا استعمال یہ مندرجہ ذیل اعذار کی وجہ سے بلا کراہت جائز ہے۔

(ا) عورت اتنی کمزور ہے۔ ماہر اطباء کی رائے میں وہ حمل کی متحمل نہیں ہوسکتی اور

(۱) ضبط ولادت کے مسائل لکھتے وقت بندے نے مندرجہ ذیل کتب سے استفادہ کیا ہے۔

(۱) فتاویٰ محمودیہ (۲) ضبط ولادت کی عقلی وشرعی حیثیت (۳) احسن الفتاویٰ (۴) جدید فقہی مباحث

حمل ہونے سے شدید ضرر لاحق ہونے کا قوی اندیشہ ہو۔

(ب) میاں بیوی کے تعلقات ہموار نہ ہونے کی وجہ سے علیحدگی کا ارادہ ہو۔

(ج) پہلے سے موجود بچے کی پرورش، دودھ پلانے، اور نشونما میں ماں کے حاملہ ہونے کی وجہ سے نقصان کا شدید خطرہ ہو۔

اگر کوئی ایسی غرض کے تحت حمل روکے جو اسلامی اصول کے خلاف ہو تو اس کا حمل کو عارضی طور پر روکنا بھی بالکل ناجائز ہوگا مثلاً

(ا) بطور فیشن خاندان کو مختصر رکھنے یا تجارت وملازمت کی مشغولیتوں کے متاثر ہونے یا سماجی دلچسپیوں میں رکاوٹ پیدا ہونے کی وجہ سے اولاد کی ذمہ داری سے انکار وگریز کو شرع اسلامی کسی حال میں قبول نہیں کرسکتی۔

(ب) جو خواتین بلند معیار زندگی کے حصول یا زیادہ سے زیادہ دولت جمع کرنے کی خاطر نوکریاں کرنا چاہتی ہیں اور اپنے مقصد تخلیق اور اس مقدس فریضے کو بھول جاتی ہیں جو قدرت نے نسل انسانی کی ماں کی حیثیت سے ان پر عائد کیا۔ ان مقاصد کی خاطر خاندان کو محدود کرنے کا تصور قطعا غیر اسلامی ہے۔

(ج) کثرت اولاد سے تنگی رزق کا خیال ہو، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے رزق کو خالص اپنی ذمہ داری قرار دیا ہے اور کسی کی مداخلت کو اس میں جائز نہیں رکھا۔ عرب کے جاہل جو فقر وافلاس کے خوف سے اپنی اولاد کو قتل کردیتے تھے ان کے اس خیال کی تردید کرتے ہوئے قرآن کریم نے

جو ارشاد فرمایا ہے اس کا حاصل یہی ہے کہ تمہارا یہ فعل نظام ربوبیت میں مداخلت کا مترادف ہے، تمام مخلوق کے رزق کی ذمہ داری رب العلمین نے نہایت واضح الفاظ میں اپنے ذمہ لی ہے " وَمَا مِنْ دَابَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَ يَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَ مُسْتَوْدَعَهَا" (پارہ نمبر۱۲) (زمین پر چلنے والی کوئی مخلوق ایسی نہیں جس کے رزق کی ذمہ داری اللہ پر نہ ہو وہ ان سب کے ٹھیے ٹھکانے کو جانتا ہے)۔ ایک دوسری آیت میں ارشاد ہے "اِنْ مِنْ شَيْءٍ اِلَّا عِنْدَنَا خَزَائِنُهُ وَ مَا نُنَزِّلُهُ اِلَّا بِقَدَرٍ مَعْلُوْم" (کوئی چیز ایسی نہیں جسکے خزانے ہمارے پاس موجود نہ ہوں اور ہم ان میں سے مخصوص مقدار نازل کرتے ہیں)۔ ان آیات الٰہیہ پر ایمان رکھنے والے کو یہ ماننا پڑے گا کہ خداوند قدوس نے مخلوق کو معاذ اللہ بے سوچے سمجھے پیدا کرکے نہیں ڈالدیا کہ دوسروں کو ان کے رزق کا انتظام کرنا پڑے۔

(د) یا یہ وہم ہو کہ بچی پیدا ہوگئی تو عار ہوگی، حالانکہ لڑکی کی پیدائش بڑی مبارک ہے جس کے بارے میں ہم پہلے کافی لکھ چکے ہیں۔

اسقاط حمل (ABORTION)

ضبط ولادت کی زیادہ معروف اور پیچیدہ شکل اسقاط حمل ہے۔ جسے عام بول چال میں "صفائی کرانا" کہتے ہیں۔ عورت کے حمل ٹھہرنے کے بعد اس کو گرانے کی دو صورتیں ہوسکتی ہیں۔

(۱) حمل ٹھہرنے کے بعد چار ماہ پورے ہونے سے پہلے کسی ذریعہ سے اس کو ساقط کرنا۔

(۲) چار ماہ گزرنے کے بعد حمل گرانا۔

پہلی صورت عام حالات میں جائز نہیں البتہ کسی عذر سے جائز ہے، جیسے کوئی دیندار اور ماہر طبیب عورت کا معاینہ کرکے یہ کہہ دے کہ اگر حمل باقی رہا تو عورت کی جان یا کوئی عضو ضائع ہونیکا شدید خطرہ ہو۔

دوسری صورت مطلقاً حرام ہے، کسی بھی عذر سے اس کی کوئی گنجائش نہیں۔

ضبط ولادت کے سلسلے میں ایک رسالہ "ضبط ولادت کی عقلی و شرعی حیثیت" تالیف حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ و مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ العالی قابل دید ہے۔

بچوں سے متعلق نجاست کے احکام

بچوں سے متعلق جن نجاستوں سے واسطہ پڑتا ہے وہ تین طرح کی ہیں

(۱) بچوں کا پیشاب

(۲) بچوں کا پاخانہ

(۳) بچوں کی قے

بچوں کا پیشاب

چھوٹے بچوں کا پیشاب ناپاک اور نجاست غلیظہ ہے، چاہے وہ دودھ پیتے ہوں، اور چاہے بچہ لڑکی ہو یا لڑکا۔ اگر بدن یا کپڑوں پر لگ جائے تو پھیلاؤ میں روپے (درھم)[1] یا اس سے کم ہو تو معاف ہے، بغیر اس کے دھوئے نماز پڑھنے سے نماز ہو جائے گی، لیکن نہ دھونا اور اسی طرح نماز پڑھتے رہنا مکروہ اور برا ہے، اور اگر روپے (درھم) سے زیادہ ہو تو معاف نہیں بغیر اس کے دھوئے نماز نہ ہوگی۔ (بہشتی زیور)

اگر بچے کا پیشاب کپڑے پر لگ جائے تو تین دفعہ دھوئے اور ہر مرتبہ نچوڑے اور تیسری مرتبہ اپنی طاقت بھر خوب زور سے نچوڑے تب پاک ہوگا، اور اگر خوب زور سے نہ نچوڑے گی تو تو کپڑا پاک نہ ہوگا۔ (بہشتی زیور) لیکن یہ

(۱) اصل اس نجاست میں یہ کہ پھیلاؤ میں ہتھیلی کے گہراؤ کے برابر معاف ہے۔ یعنی چلو میں پانی لیکر ہتھیلی کو پھیلا دیا جائے، جتنی جگہ میں پانی ٹھہرا ہے اتنی وسعت مراد ہے۔ اکابر نے آسانی کے لئے اس کی مقدار ایک روپے کے برابر تحریر فرمائی ہے، اور روپے سے مراد انگریزوں کے زمانے میں بنا ہوا دھات کا روپیہ مراد ہے۔ اور چونکہ آجکل یہ بالکل غائب ہو چکا ہے اس لئے ہتھیلی کے گہراؤ کا خیال رکھا جائے۔

جب ہے کہ کسی برتن میں دھوئے، اور اگر ٹونٹی سے پانی ڈالا جائے (یعنی نل کے نیچے رکھ کر دھویا جائے) تو تین دفعہ دھونا اور نچوڑنا ضروری نہیں، اتنا پانی بہا دینا کافی ہے جتنا تین دفعہ برتن میں دھونے پر خرچ ہوتا ہے۔ (احسن الفتاوی ج۲ ص ۹۷)

بچوں کا پاخانہ

بچوں کا پاخانہ بھی نجاست غلیظہ ہے۔ اگر یہ کپڑے یا بدن پر لگ جائے تو اگر وزن میں ساڑھے چار ماشہ (4.374 گرام) یا اس سے کم ہو تو بغیر دھوئے نماز درست ہے (لیکن بغیر دھوئے نماز پڑھنا مکروہ ہے)

پاخانہ لگے ہوئے کپڑے کو پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اتنا دھوئے کہ نجاست چھوٹ جائے اور دھبہ جاتا رہے، چاہے جتنی مرتبہ دھونا پڑے، جب نجاست چھوٹ جائے گی تو کپڑا پاک ہو جائے گا۔ اور بدن میں لگ گئی تو اسکے پاک کرنے کا طریقہ بھی یہی ہے۔ البتہ اگر پہلی ہی مرتبہ میں نجاست چھوٹ گئی تو دو مرتبہ اور دھو لینا بہتر ہے (یعنی ضروری نہیں) اور اگر دو مرتبہ میں چھوٹی تو ایک مرتبہ اور دھو لے۔ غرض یہ کہ تین بار پورے کر لینا بہتر ہے۔ (بہشتی زیور)

بچوں کی قے

بڑوں کی طرح چھوٹے بچوں کی قے جبکہ منہ بھر ہو نجس ہے، لھذا چھوٹے دودھ پیتے بچے جو دودھ کی قے کرتے ہیں وہ اگر منہ بھر ہو تو نجس ہوگی اس کا حکم وہی ہے جو بچے کے پاخانہ کا ہے، یعنی سارے تین ماشہ سے زیادہ ہو تو بغیر اس کے دھوئے نماز درست نہیں۔ اور اس کے پاک کرنے کا طریقہ بھی وہی ہے جو

پاخانہ پاک کرنے کا طریقہ ہے۔

اور اگر بچہ منہ بھر قے پانی کی کرے (یعنی پتلی پانی کی طرح کہ کپڑے پر سوکھنے کے بعد جسکا پتہ نہ چلے) تو اس کا حکم وہی ہے جو بچے کی پیشاب کا ہے، اور اس کے پاک کرنے کا طریقہ بھی وہی ہے جو پیشاب کے پاک کرنے کا طریقہ ہے۔

نوٹ: منہ بھر قے کر کے گلاس وغیرہ سے منہ لگا کر پانی پیا تو وہ برتن ناپاک ہو جائے گا۔ اسلئے قے کے بعد بچے کے منہ کو صاف کرا دینا چاہئے۔

اور اگر قے منہ بھر نہ ہو تو وہ نجس نہیں چاہے دودھ کی ہو یا پانی کی۔ اور بغیر اسکے دھوئے نماز ہو جائے گی (دیکھئے بہشتی زیور ص ۴۷)۔

الحمد للہ یہ رسالہ ۱۷ رمضان مبارک ۱۴۲۰ھ گیارہ بجے شب اختتام پذیر ہوا۔ اللہ تبارک وتعالی تمام مسلمانوں کو دین پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

و صلی الله تعالی علی خیر خلقه محمد و علی آله و اصحابه و ازواجه و جمیع متبعیه الی یوم الدین .